

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222345

UNIVERSAL
LIBRARY

المزج مع مرآة حبيب

مخمس حبيب

طبعه ادمولوی سید محمد کاظم صاحب المتخلص حبيب کنتوری

بر

ترکیب موسوم به مشکوٰۃ هند نیتوب کر بلند شاعر حقیقت نگار
ناظم صدق گفتار مخفی طرز اسلاف ره نمائی معاصرین و اخلاف صاحب بیع عالم
خواجہ الطاف حسین حالی پانی پتی

طبع فی المطبع مفید عام

قیمت فی جلد بمسودہ لاک
الکاه دفعہ اول ... اجله

المُعْجَزَاتُ

مَحْضِيَّةٌ

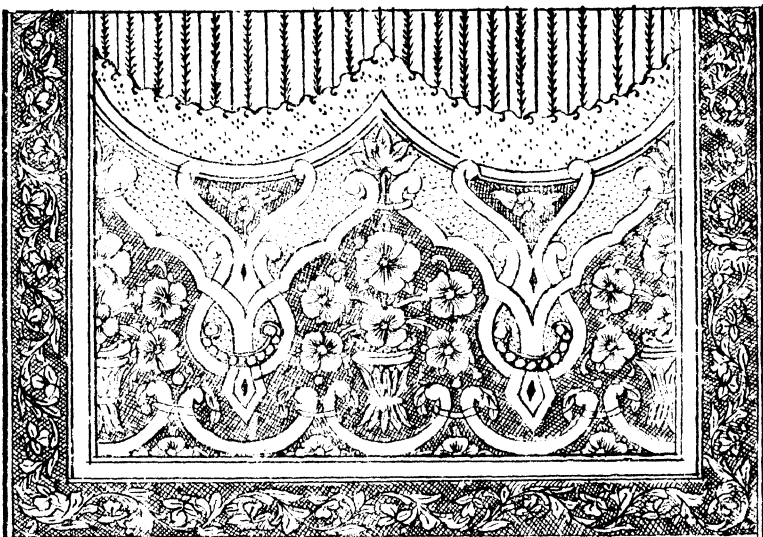
طبعه ادمولوی سید محمد کاظم صاحب المتخلص حبیب کنتوری

بر

ترکیب موسوم به مشکوٰۃ ہند نیت کر بلند شاعر حقیقت نگار
ناظم صدق گفتار محی طرز اسلاف رہنمائی معاصرین و اخلاف صاحب بیع عالم
خواجہ الطاف حسین حالی پانی پتی

طَبْعُ فِي الْمَطْبَعِ مُفِيدِ عام

قیمت فی جلد بمسودہ لکڑی
دفعہ اول ... اجلد



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہید

جس وقت کہ تمہذیبِ لا اخلاق کے مبارک صفحوں سے سرسید احمد
کی دروناک صدا کہ ”ہم ڈوبتے ہیں سنبھالو اور سنبھلو“ پہلی دفعہ اٹھی تو اس
غیر مانوس تھی کہ کچھ سمجھے اور بہت سے کچھ نہ سمجھے۔ لیکن جو سمجھے وہ بھی کچھ
ایسے سم سے گئے کہ بیتاب ہو کر بد و نون ہاتھ اڑھا کر کانوں کی طرف لیچے اور جو
نہ سمجھے تھے اونکا ذکر ہی کیا وہ تو بے تحاشا بڑا بھلا کہنے لگے۔ مگر وہ نہ ہر جگہ

صداد بنے والی نہ تھی اٹھی اور اٹھتے ہی کچھ اپنے زور سے اور کچھ دوسرے
دلدادہ لوگوں کی مدد سے بلند ہوئی اور بلند ہوتے ہی ایسی پھیلی کہ تمام
ہندوستان کو ہمالیہ سے لیکر اس کماری تک گونج اٹھا۔ یا تو ہمارے
کان ہمارے خیالات ہماری زبان اور ہماری آنکھیں قوم کے لفظ سے بھی
نا آشنا تھیں یا دفعتاً کچھ ایسا سین بدلیا کہ اگر کوئی نصیح مقرر تقریر کرنے کے
لئے کھڑا ہوتا ہے تو بھی قوم ہی قوم لکھ کر اپنے سامعین کے دلمین ہمدی کا
جوش پیدا کرتا ہے۔ اخبارات بھی قومی تنزل پر افسوس اور قومی ترقی پر تحسین
کرتے ہیں۔ چالاک مصنف ہی قوم کے نام کو پبلک کے متوجہ کرنے کا ذریعہ
سمجھنے لگے۔ ہوشیار تجار قومی پریس اسلامی ایجنسی قومی دوکانیں کھولنے پر
آمادہ ہو گئے۔ قومی ایسوسی ایشن اور قومی مدرسہ تمام ملک میں ریل کی ترقی
باراسٹیشنوں کی طرح حاجتمندوں کی مشکل آسانی کے لئے پھیل گئے۔
پرانے دنیاؤسی خیالات کو دیکھتے ہیں تو وہ بھی دلی زبان سے قومی ہمدی
کادم بہرتے ہیں۔ ادھر تو یہ ہو رہا تھا اُدھر انگریزی حکومت اور اسکے ہزار
مغربی خیالات اپنا اثر دکھا رہے تھے۔ انہوں نے ہماری آنکھوں کے سامنے
ایک ایسی خوردبین لگا دی کہ ہم نے اپنی تمام کائنات کے عیب صواب کو بخوبی

دیکھ لیا اور ایسے شرمندہ ہوئے کہ ہر بابی اصلاح کے سوا کوئی اور چارہ کا نظر نہ آیا۔ عرض یہ سمان کچھ ایسا عالمگیر تھا کہ خود بخود ہر طرف پھیل گیا مگر ہماری ملکی شاعری جیسی تھی ویسی ہی رہی۔ سودا اور میر نے جو قبائک اوسکو پنہائی اور غالب و ذوق و مومن اور ناسخ و آتش نے جسپر گلکاری کی تھی وہی ابھی تک زیب بدن تھی اور مشاطگان سخن اوس پر نازان تھے گو کہ بوسیدگی کے آثار اوسکے تار تار سے نمایان تھے اور تراش و خراش بھی زمانہ کے فیض کے مطابق نہ تھی۔ مجھے شرم آتی ہے کہ اس زمانہ کی شاعری کو ”شاعری“ کے لفظ سے بھی تاویل کروں۔ نہ جذبات کا فطری جوش ہے نہ بیان میں صداقت ہے نہ فطرت الہی کا عکس ہے نہ خیالات میں جدت ہے اور ہے تو کیا ہے وہی پرانے خیالات وہی فوق العادت واقعات وہی خلاف طبیعت جذبات وہی بعید استعار وہی خیالی عشق وہی وہمی معشوق وہی بناوٹی حسرت وہی غیر طبیعی اندوہ۔ اصلی حالت تو یہی لیکن وقت کا تناخا زمانہ کا اشارہ ضرورت کی تاکید اور مغربی خیالات کا عام اثر کچھ اور بھی بتا رہا تھا مگر تقلید نے ہم میں سے جدت کا مادہ پرواز کی طاقت اور اپنا راستہ آپ بنانیکا جو ہر سبب کر لیا تھا ہم ان نشانوں اور کنایوں کو سمجھتے تو کیا سمجھتے۔ خیالات میں ایک تحریک تو پیدا ہو گئی تھی مگر وہ بامعنی

دلفریب لفظ کسی کو میسر نہ آئے جو اس کا تصور ادا کر سکتے۔ آخر کار ایک شخص جو
 عروس سخن کا سچا عاشق اور جسکی گراں بہا عمر کا ایک بڑا حصہ اس کے بوسیدہ پرانے
 فیض کے لباس پر گلکاری کرنے اور اسکی آنکڑہ زیور کے جلا دینے میں گذرا
 مگر جو زمانہ کی روش اور طرز خیال اور وقت کی ضرورت سے نا آشنا نہ تھا، نعتاً
 سوتے سوتے بیدار ہوا اور اپنی بے سود کوششوں کی حقیقت سمجھا کر کہہ سوچنے لگا
 اور سوچتے سوچتے خیالات کے دریا میں غرق ہوا اور بیتاب ہو کر کھڑا ہو گیا اور
 زمانہ کی عینک لگا کر ایک ایسی نظم پڑھنے لگا کہ جسکے سنتے ہی احسن و آفرین
 اور لعن و نفرین کا ہر طرف شور مچ گیا۔ مگر اس جبری ذی ہمت شخص کی نہ تھکنے
 والی آواز کو کوئی بلا مغلوب نہ کر سکتی تھی وہ بلند ہوتی گئی اور شور و غل دہتا گیا
 یہاں تک کہ ہر طرف خاموشی تسلط ہو گئی اور کوئی صدا سوا اس کے دل میں گہر کر نہ پا
 نعمتوں کے چڑھاؤ اور اوتار کئی داز کے باقی نہ رہی۔ شخص ہمارے مخدوم
 مولانا الطاف حسین حالی ہیں اور یہ دلفریب حیرت انگیز آواز ان کا
 مسکس مدوجزرا سلام تھا۔

میری رائے میں شاعری اور خیالات کو الفاظ کے خوشنما لباس سے
 آراستہ کرنا نام ہے کہ جو فطرت انسانی کے اثر اور زمانہ کی رفتار نے ہر انسان کے

دلمین پیدا کر دئے ہیں مگر جنکے ظاہر کرنے یا بلا مددِ غیر سی سمجھنے پر ہر انسان قادر
 نہیں ہے گو یا شاعری بطور ایک آئینہ کے ہے کہ یہ تو سب جانتے ہیں کہ ہمارے
 بھی ناک کان دہانہ زرخندان اور رخسارے ہیں مگر اصلی خال و خدا کا تصور اسی
 وقت ذہن نشین ہوتا ہے جبکہ آئینہ پیش نظر ہو۔ اسی طرح ہر شخص یہ تو جانتا ہے
 کہ میرے دلمین بعض خیالات ہیں مگر اودن خیالات کی اصلی شبابہت اور
 اثر کو شاعر کے کلام میں دیکھ کر سمجھتا ہے یہی وجہ ہے کہ شاعری کو جزوِ پیغمبری اور
 الہام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جب طرح کہ انبیاء و خلاصہ موجودات اور بنی آدم کے تمام
 دینی اور دنیوی ضرورتوں کے رفع کر نوالے ہوتے ہیں اسی طرح شاعر کا دل اپنے
 انساے زمان کے پوشیدہ خیالات کا مخزن اور اوکی زبان اونکے اظہار کا
 ذریعہ ہوتی ہے اور طرح کہ انبیاء و بلا ضرورت شدید تقاضاے وقت اور صلت
 الہی کے وار نہین ہو سکتے اسی طرح شاعر ہی اپنے آپ نہین بن سکتا بلکہ زمانہ
 خود او کو بنا لیتا ہے۔ بین انہین تمام وجوہ کے لحاظ سے شاعر کو وکیلِ زمان
 اور خلاصہ وقت کے معزز خطابوں کا مستحق سمجھتا ہوں۔ مثلاً جن زمانہ
 میں کہ فلسفہ کا تسلط تھا اس وقت خاقانی پیدا ہوا۔ جب شجاعت و دلیری کا
 ٹکنا سجا تو فردوسی میدان میں آیا۔ جب تصوف کا زور ہوا تو حافظ اور مولانا

اوٹھے۔ جیب عیش و عشرت کا جام لبالب ہوا تو طغرا اور ظہوری در نظیری
 کے تکلفات لفظی و معنوی کی باری آئی۔ اسی طرح ہمارا زمانہ قومی ترقی کے جوش
 اور مغربی خیالات کی اشاعت کا منبع ہے اسوقت لامحالہ حالی کے سر پر کالت کا
 تاج رکھا گیا اور انکو خلاصہ وقت کا لقب دیا گیا اور الناس علی الدین ملوکھم
 کے لحاظ سے بہت سے اونکے ہم پیشہ ہم عصر اونکی پیروی کرنے لگے۔ ہماری
 ناقدر ہندوستان نے خلاف توقع حالی کی تصنیفات کی قدر بھی بہت کم کی
 اور یہ کسی قدر تعجب خیز ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو کچھ حیرت کی بات
 نہیں۔ اونکا متاثر دل بطور ایک نازک کیمیا کے ہے جسپر اون چیزوں کا عکس
 نہایت آسانی سے اترتا ہے جنہوں نے موجودہ زمانہ کو موجودہ زمانہ کے لقب
 کا مستحق بنایا ہے اور جو لفظ اونکی زبان سے نکلتا ہے وہ اونکے بنائے
 زمان کے غیر محسوس خیالات کی سچی تصویر ہوتا ہے اور چونکہ یہ طبیعی بات ہے
 کہ ہر شخص اپنے پارہ جگر کو ایک موزون اور عمدہ لباس میں دیکھا کر خوش ہوتا ہے
 اور اونکی جگہ اور ہی دلیین پیدا ہوتی ہے اسی لئے مولانا حالی کے الفاظ جو
 دراصل ہماری ہی جذبات کی تصویر ہوتی ہیں ہمارے دلوں میں اترتے چلے
 جاتے ہیں مسدس مد و جزا سلام تو ایک ایسی چیز ہے جسکا ذکر نا فضول

ہے لیکن مولانا حالی کی عالمگیر تصنیفات میں شکوہ ہند سبھی ایک ایسی نظم ہے کہ جو بہت بلند پایہ رکھتی ہے اوسمین اس زمانہ کے رنگ کی تمام باتیں موجود ہیں اور اوسپن زبان کی خوبی بیان کی سادگی درد کی تاثیر تشبیہ کی بے تکلفی طرز ادا کا انوکھا پن بندش کی جہتگی کچھ ایسی ہے کہ تمام ملک نے اوسکو سراہا اور آنکھوں سے لگایا اور بہت سی جچین طبیعتیں اوسکے بافرہ اختصار سے کسی قدر مکدر ہو کر اوسکے تخمیس کی فکر میں ہوئیں۔ مین جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر میں نے کئی محض شکوہ ہند پر دیکھے لیکن جو پایہ کہ میرے دوست مولوی سید محمد کاظم صاحب حبیب کے محض نے پایا ہی وہ کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ مولوی سید محمد کاظم صاحب کنٹر کے مردم خیز بستی کے باشندے اور ایک ایسے خاندان کے چشم چراغ ہیں جسکی میراث علم و عمل ہے اونہوں نے بھی مدتوں قدیم ایشیائی شاعری کی دلفریب کوچون کی سیر کی ہے۔ مرثیہ گویوں میں شیعہ گو ہے۔ مشاعروں میں اپنی برجستہ غزلوں سے احسن و آفرین کے شور کے مستحق ٹھہرے اور قصیدہ گویوں میں الفاظ کی شوکت خیالات کی رفعت اور بندش کی چستی کے لحاظ سے امتیاز حاصل کیا لیکن چونکہ ابھی تک جوان طبیعت ہیں اور دل میں درد اور عقل میں دوراندیشی رکھتے ہیں

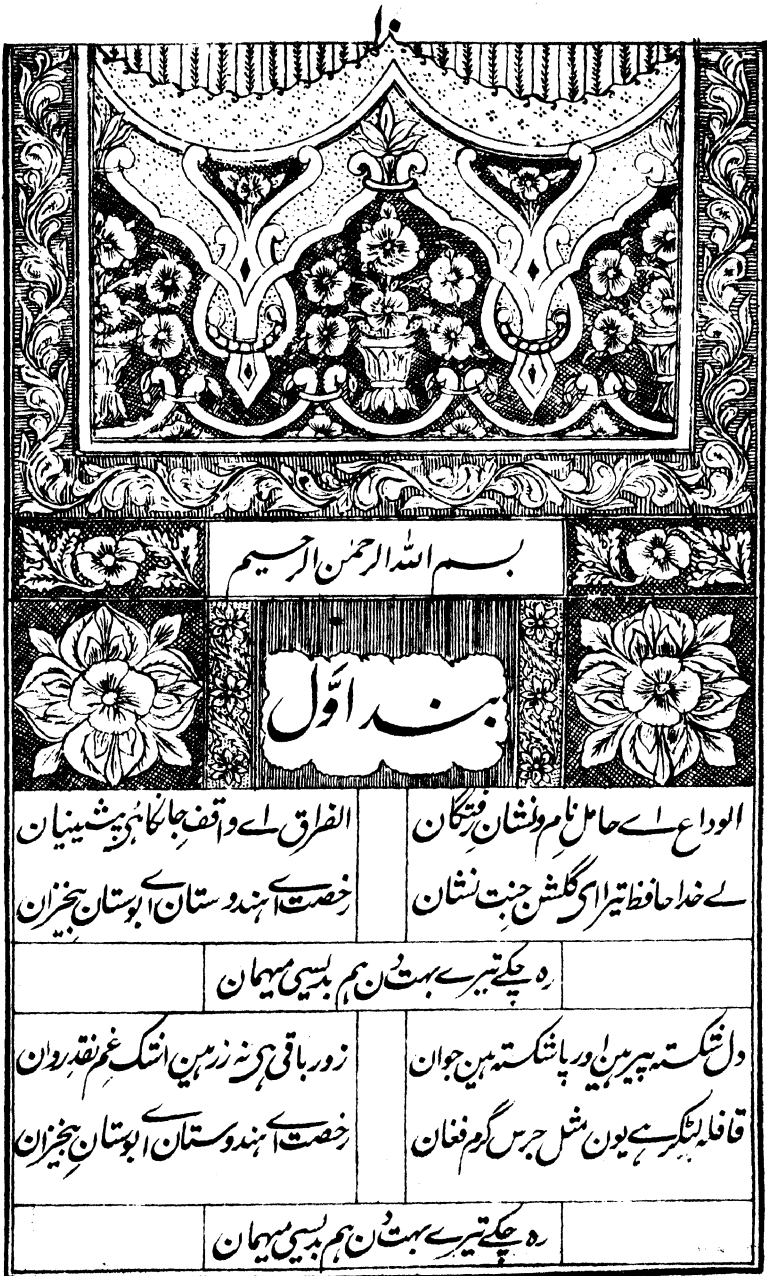
اسلئے اونہون نے ہی قدیم لکیر کو چھوڑ کر نیا راستہ اختیار کیا اور اپنی طبیعت کے شاعر و نین بھی ایسی ہے ممتاز ہین جیسے کہ پرانی طبقے کے لوگوں ہین تھے۔ مین اور تو کیا کمون لیکن اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ اگر حالی اس زمانہ مین مسجائے سخن ہین تو حبیب بھی پولوس ہونیکا دعویٰ کر سکتے ہین جو سدس کلاں لفاظ کا ساتھ پہلک کی نذر کیا جاتا ہے وہ اونکا سب سے پچھلا کلام ہے اور گو کہ شخص ادسکے پڑھنے کے بعد خود اسکی نسبت فیصلہ کر سکیگا لیکن اس قدر کہ مینا ضرور ہے کہ مخدومی حبیب نے کوشش کی ہے کہ جو بند اونہون نے لگائے ہین وہ اونکا کلام معلوم نہون بلکہ اصل مین ایسے ملجائین کہ ادسکا ایک لازمی جزو معلوم ہونے لگیں جو اس قسم کے کلام کی اصلی خوبی ہے۔ مین اپنے تجربہ سے بیشک کہہ سکتا ہوں کہ اس کوشش مین اونکو بہت کچھ کامیابی ہوئی ہے۔

راحم خاکسار

محمد عزیز مرزا جی - آے

ممبر رائل ایشیاٹک سوسٹی





ہوگی الفت تیری رفتہ رفتہ کم لے خاک ہند	شاق ہر دل پہ فرقت کا الم لے خاک ہند
آج گو شکوہ دین میں لبریز ہم لے خاک ہند	بسکہ میں خور دہ ناز و نعم لے خاک ہند
میں مگر احسان اگلے تیرے سب خاطر نشان	
پائی راحت آکے تیرے گھر مگر کانون سے سوا	دی جگہ گویا تنوں میں اپنے جانوں سے سوا
تو نے بیگانوں کی خاطر کی گکانوں سے سوا	ہو گیا بڑا دُمین ہجاندانوں سے سوا
میسماں تھے پر بنایا تو نے مہکو میزبان	
مسکن ان مہمان سراؤں نے دئی دل سے بہلا	اقربا کا فراوان نے دئی دل سے بہلا
تیرے باغوں کی فضاؤں نے دئی دیسی بہلا	راستے ٹھنڈی ہو اؤں نے دئی دل سے بہلا
شعب لوان و سمرقند و مشق مصفیان	
نزد اور تاپتی کے لب پہ جاری ہیں صفائے	چاہ میں سر جو کر ڈوبی مفت ساری کائنات
یاد کچھ مہکور ہا جیمون نہ دجلہ اور فرات	سند و برہم تیرے کو سمجھے کہ میں اسجیات
تیری لنگا جل نے جسے تر کے کام زبان	
وہ پر اگندہ ہوئے تہا جن خیالوں نہیں مزا	ہو گیا دل ان صنم خانوں کا ایسا مبتلا
تیری کاشی کی کشش نے کر دئے مہر و جدا	بنگیا دار التفرج بند را بن دوار کا
شیر بے بطحا و ضعا و زبید و نہروان	

کوئے بٹو لکے نہ گونگو حشر کل بدل سے محو	جا نین جب ہم سر دے ہوں کشمیر کج بل سے محو
ہوتے ہیں ان تحفہ آموں کو فرے کب بل سے محو	تیرے ذوقِ نیشکر نے کدے بدل سے محو

بصرہ و طائف کے تارستان و زخاستان

دل ہوا پیر و ہر اک طفل برہمن کا تیرے	ہبا گیا اندازِ شنان اور درشن کا تیرے
ابر چپایا اختر طالع پہ ساون کا تیرے	فصل گل میں دیکھ کر جو بن مہا بن کا تیرے

مروا و ز شیراز کے ہوئے چین اور گلستان

بیدیا چلن کے لچل میں رکھا لیل و منار	عشقِ منصور می نے مہمت کو کیا بالا دار
ہاتھ میں لے چڑھ کے شملے پر کلاہ اعتبار	تیرے سر جو بن پہاڑوں نے دیا جیسے اتار

نہر رکتی اور گلگشتِ مصلّا کا سامان

ہو گیا ہر بات میں پیدا خیالِ ننگ نام	سیٹھ صبا بگئے تھا جنکو مزدوری کام
کر دیا مدہوش دیکر بادۂ دولت کا جام	دعوتیں بھولیں سمرقندی و شیرازی تمام

اسقدر او ان نعمت کے لگائے تو نذر خوان

بہر گشتیں ہیں سر میں سود کی طرح گستاہیں تری	پہرتی ہیں آنکھوں میں وہ محکومِ فدا تیں تری
ہیں زبانِ زود ہر بشر کے آج تک باتیں تری	نقش ہیں لب پر ہمارے سب باتیں تری

ہم نہ بھولیں گے کہہ نئی تیرے اور راتیں تری

بند دوم

رستی کا تھا ہمارے سر پر چیم اور ڈرما تھی ہماری قوم ملت رسم و عادت سب جدا	کوئی شریعت نہ کرتی تھی نظرمین جز خدا عیب تھا کلتیہ ہم میں تشابہ غیر کا
رشتہ دیونند ہم میں اور تہجد میں کچھ نہ تھا	
یہ کتا بین اور ڈھب کی پوچھیاں تیری لگ بول چال اپنی الگ تھی اور زبان تیری لگ	تھی جدا اپنی حقیقت داستان تیری لگ ہم سے تو ہر بات تھی اور زبان تیری لگ
تجسس ہم تھے اجنبی اور ہم سے تو نا آشنا	
عزم میں گنجائش تقلید و تبعیت نہ تھی ہم میں اور ہندوستان کو بوجہ جنسیت تھی	آجکل بگڑی ہوئی ہے جو یہ حیثیت نہ تھی چوڑ کر گہرا رہنے کی بیان نیت نہ تھی
تو نے لیکن اپنی آنکھوں پر لیا ہمو بیٹھا	
جنگ جو آئینہ روشیرین سخن معجز بیان + تو نے بخشی مہر دولت ہمو اور طبل و نشان	دیکھے جب ایران کی لال در عرب کے پہلوان توڑ کے سب تعلق ہو کے بعد مہربان
تو نے سختی قصور دیوان ہمو اور بتا سنا	
کہو لکڑی عجیب کر لینے کی فرصت دی تھیں تو نے شہادت دی حکومت دی ریاست تھی ہمیں	پاؤں پہلایا نیکی اچھی طرح سوت دی تھیں ہو گئے دل مطمئن اسد بعد دولت دی تھیں

شکر کس کس مہربانی کا کرین اسوا	
عیش میں ایسے ہنسے جیڑ پڑیں بیکاریاں ابتداءً نذر کر دیں ہکو خود محنت اریاں	چٹ گئیں سب محنتوں کی عادتیں جہاں بنہہ سکیں لیکن نہ آخر تکیت خاطر داریاں
جو دیا تھا تو نے آخر کو وہ سب کھو لیا	
رستے ہیں آفاق میں کب کیساں لہلہ نہا ہنسنے مانا دیکھے لے لینا ہی تیرا ہوشیار	سہر کما لے رازو لے کی ہر دنیا میں پکار خیل اپنے مال کا تو ہر طرح تھا اختیار
جس سچا ہلے لیا اور جسکو چا لے دیا	
ہو گیا ہونا تھا جو کچھ سود ہوا بیا زیان ہر شکایت ہی خلاف رسم و راہ وستان	بس عمل ماضی لایہ ذکر یہ لازم ہے بیان کینچ لین اپنی اسیدم ٹھکے گدے سی بان
ہو لکے بھی گرزبان برا سکا آجائے گلا	
یہ نہیں کہتے کیا نام ازم لائے تھی ساتھ مثل اسکنہ رہت خیل حشم لائے تھی ساتھ	خیمہ و خرگاہ کی کاؤ من جم لائے تھی ساتھ پر گلا یہ ہے کہ جو کچھ بنا ہم لائے تھی ساتھ
وہ بھی تو نے لیکے ہے کر دیا بالکل گدا	
یہ نہ تھا امکان فرق کبھی اوقات میں بال بھر ہی بن سکتا تھا اک پل بات میں	رایگان ہوتی نہ تھی ساعت کوئی ذرات میں آدمیت کے تھے جو جو ہر ہماری ذات میں

خاک میں آخروئے ایسندہ سب نے ملا	
ہمین وہی ہم جو نہ ہٹتے تھی کبھی میدان سے	بیٹھتے تھے سند دولت پہ اوٹکر جان سے
مطمئن ہو کر فتوح ملک ترکستان سے	یاد ہو گا تھکویان آٹھویں کمر شان سے
تھکویان سو گند اپنی سبج کی بنا ایمان سے	
بند سوم	
برگزیدہ خلق سے ہر ایک خصلت ہم میں تھی	والد و شیلدین جبکہ وہ صوت ہم میں تھی
جوادا تھی وہ دلیل فتح و نصرت ہم میں تھی	ترکمانی صولت و مغلی جلاوت ہم میں تھی
عزم کردی ہم میں تھا بدوحی حسیت ہم میں تھی	
تو نے جو سکھلا دو گب یہ رذائل ہم میں تھے	اپنی اپنے جد و آبا کے شمائل ہم میں تھے
جملہ اعمال حسنِ علوی خضائل ہم میں تھے	ہاشمی آدابِ عباسی فضائل ہم میں تھے
لفظ اعزالی و عدنانی فصاحت ہم میں تھی	
رابط تھا آپس میں باہم کید لی رکتے تھی ہم	فضل خالق سے سمجھ نہ پا لی رکتے تھی ہم
پنجہ نصرت کو اعدا پر قوی رکتے تھی ہم	ضربِ کراڑی و حرِ بخالدی رکتے تھے ہم
سطوتِ حمزنی فاروقی جلاوت ہم میں تھی	
بذل و سمہت تھی دلیلِ نبی شرافت کی مال	صبر و عسرت تھی دلیلِ نبی شرافت کی مال

بس قناعت تھی لیل اپنی شرافت کی مال	عرق غیرت تھی لیل اپنی شرافت کی مال
جیپتی ہے جس سے دولت وہ شرافت ہم میں تھی	
ہر بلند و پست عالم پر ہمیشہ تھی نظر فرق بہت پر تھی چتر زر بیابان کے شجر	باندہ لے جس کلم پر برسوں کی مکتی تھی کمر آج خاور تھا مقام اپنا تو کل تھا باختر
عیش و عشرت کی فرصت تھی عادت ہم میں تھی	
دل یہ کہتا تھا وہ کیجے جسمیں غمیش ہو کر دگا جاہ دنیا کو سمجھتے تھے متاعِ مستعار	جان جا ہاتھ سے جائے نہ مردیکہ شمار نگ تھا ہکو مشقت ہی نہ مزدوری سوار
جو بزرگی تھی مشقت کی بدولت ہم میں تھی	
تھے شریکِ خوانِ احسانِ دشمن جانی تلک منزلوں کی راہ سے لاتے تھے ہم پانی تلک	کہیں تھا آنا ہمیں سختی سے آسانی تلک ہم شتر بانی سے پہنچے تھے جہاں بانی تلک
اسلئے باقی شتر بانوں کی خصلت ہم میں تھی	
ہو گئے پیدایمان جو عیب کب ہم میں تھے اقرباہر گز نہ نسل مار و عقرب ہم میں تھے	ساغر مہر و وفا دایم لبالب ہم میں تھے جو نشان اقبال مندی کے ہیں وہ لب ہم میں تھے
حبِ دینی ہم میں تھی قومی مودت ہم میں تھی	
رات دن کمرین کسے آمادہ احسانو نہ تھے	نالہ مظلوم کا سنکر ہاتھ کب کانو نہ تھے

شمع اور پروانہ اسپین مسلمانوں پر تھے	گھر ہمارے اور ہم سب قف مہمانوں پر تھے
یشربی مہمان نواز مئی ضیافت ہم میں تھی	
ہین نظیرین خلق میں کم تیری اہندوستان نکبتیں گریہی ہین اسدم تیری اہندوستان	رسم و راہیں سبہین پر غم تیری اہندوستان پھوٹ سی واقف نہ تھے ہم تیری اہندوستان
احمدی اخلاق و اسلامی اخوت ہم میں تھی	
ہو گیا ہے بیٹھنا دشوار بلکہ اکیدم کہتے ہین مایوس ہو کر لطیفش درد و غم	ذکر کیا قوم و قبیلے کا نہیں دج دل بہم چہین لی یان مہے سببان عرب ان عجم
تو نے اے غارت گرا تو ام و اکال الامم	
بند چہارم	
بے حیثیت بے ہنر بے مال زرب اعتبار نشہ غفلت سے چوراد بار مونس رنج یار	مبتذل نکبت زدہ اہل دولین شرسا اسے دتھوے ہندیان ایسے ہی ہم زار و زنا
ہے عرب کو جسے ننگا نہ رہی عجم کو جن سے عار	
توڑتے تھے جو پکا کر تیغ جزاروں کی صف تھے رواج دین کی خاطر جو ہمیشہ سرکھن	نام سے جنکے ہوا اسلام کو حاصل شرف ہم انہیں اسلام کے معلوم ہوئے ہیں خلف
جنکے تھے محکوم نسل رستم و اسفندیار	

جنکی میسبت از تے تھی شجاعون کے جگر نام لیکر جنکے چلتے تھے و غاکو نامور	دم مین کرتی تھے جو افاق کو زیر و زبر ہم اونہین باپون کے بیٹے تھمکو آئی ہن نظر
جنکی جو لانگا تھی تاتار سے تازہ نجبا	
نیک کامون پر تلے رہتے تھی جواٹھون پر پچھے پچھے پیر و خیر البشر تھے جو بشر	شمع سان دلسوز عالم بنکے گنڈا تے تھم سر ہم اونہین باپون کے بیٹے تھمکو آئی ہن نظر
جنکی جو لانگا تھی تاتار سے تازہ نجبا	
تجسس ملتے ہی بلا کی لگ گئی ہر کھوپڑی بھاگتے تھے مار سے جنکی تیر و منہ زور ہوت	ہے نہ وہ صورت نہ وہ شیر نہ وہ شیر برت ہین ہمیں آریا ورت اون سوار کمر سپوت
جنکے دوڑنے سے ہر جی واقف تیر و منہ زور ہوتا	
سچ سی دل داغدار ایسے ہی تھی اچانک نہند سست کابل مفت خوار ایسے ہی تھی اچانک نہند	جگ مین ہم بے اعتبار ایسے ہی تھی اچانک نہند ہم سدا کے خاکسار ایسے ہی تھی اچانک نہند
اوڑتی پھرتی تھی زمانہ مین ہی شست خبار	
ہم پہ تھا مفضل بار تہی ہی رنگ و روپ ڈرتا جس کا سب پہ طارتی ہی رنگ و روپ	وقت شغل جان بارتی ہی رنگ و روپ تہین ہی شگلین ہمارتی ہی رنگ و روپ
تھی ہی سید ہمارتی ہی تہا ہی اپنا وقار	

ہو گئی کا یا پلٹ غارت کیا بیڑے بہن اگر سلف دیکھیں ہماری زندہ ہو کر بہن	تو نے کہا کبھی قابل جانیں کب بہن حشر کی سنکر خبر پڑی روز شب بہن
آئے نسبت و قرابت سے ہماری اونکو عا	
راستے پر انہیں گھیری ہوئی تین نکبتیں سیرتیں تو نے بدلین مسخ کردین صو تیں	کس طرف نکلیں کہاں جائیں اٹھا کر زلتیں نہ کرم ہم میں عرب کا نہ عجم کی ملتیں
آبرو تو نے ڈبو دی کہو دیا تو نے دقا	
رہ گیا از خود جگر کر بند بندے خاک ہند کر دیا شیر وں کو تو نے گو غنڈای خاک ہند	بند آسایش ہوا رنگ کندہ این خاک ہند ہی ہر اک روباہ صندہ رشخندای خاک ہند
جو شکار افکن تھی اگر ننگے از خود شکار	
آفتیں یہ سب جیہی سے ہم کو آتی تیں نظر نکبتیں یہ سب جیہی سے ہم کو آتی تیں نظر	دقتیں یہ سب جیہی سے ہم کو آتی تیں نظر ذلتیں یہ سب جیہی سے ہم کو آتی تیں نظر
آئے تھی بیان جبکہ پناہ چوڑ کر ملک دیار	
کاہلی سب قوم کے سر پر مصیبت لایگی تمہا یقین ہو کہ شامت رفتہ رفتہ آئیگی	جانتے تھی جب یہ آسایش ترقی پائیگی ماتون یہ عام عشرت اشکون روائیگی
ہم کو تو اسے خاک ہند خریو بہن کہا جائیگی	

بند پنجم

مرقون ہی ہو رہے ہیں ہر طرف بڈنام ہم مسفت برہم خود غرض ہم شوخ ہم خود کام ہم	ہین زبان زد عادی آسائش آرام ہم دیکھتے ہیں اب ہی آنکھوں سے صبح و شام ہم
---	---

جو مداراتون کا سمجھے تھے تیرے انجام ہم

رشکِ سرمہ بینِ غیرت وہ بہرام ہم خوب ہی رسوا ہوئے اور خوب ہی بڈنام ہم	بزدلون کا استحان گر ہو تو لیلین انجام ہم دیکھتے ہیں اب ہی آنکھوں سے صبح و شام ہم
---	---

جو مداراتون کا سمجھے تھے تیرے انجام ہم

اپنے ہی ہاتھوں سے عمارت کردی احسان سب دلوں کو خاک کر کے ملائے خاک میں لے کر جان سب	ذلتیں دی دیکے والے کے لئے سامان سب توڑ ڈالے جلد تو نے عہد اور پیمان سب
---	---

بیوفا سنتے تھے سچ ای ہند تیرا نام ہم

جسکی خاطر پہنے گھر چھوڑے گئی واپس حیر ہوں شوش اور نادم کیوں نہ ارباب تیز	مانگتا ہے اب تو منہ پہ پوڑ کر اکالے پشیز دیر تک رہتا ہے جو عہد انہیں تھا عزیز
---	--

سنتے ہیں دیوار و در سے تیرے یہ پیغام ہم

جڑ ہمارے نامہ اوراق کھلاتے ہیں سب حالتِ بد کی نظر میں ہم میں اب پاتے ہیں سب	شوکتیں اپنی دکھا کر تھکواتے ہیں سب عیب جو دنیا میں ہیں ہر پہ پہ جاتے ہیں سب
--	--

کیا زمانہ میں ہمیشہ تھے یوہن بدنام ہم		
اور شکلیں بیوی کی اوسنے ازخود پیش	اتفاقاً ملکیا کوئی اگر ہمدردین	عزم کتنا ہے جلو ادبار کتنا ہے نہیں
سبکو ہو جاتا ہی ناکامی کا پہلے ہی یقین		
اوٹتے ہیں ہمت کا جب کر نیکو کوئی کام ہم		
خاص بی وقعت ہوئے بدنامیوں کا حال یہ	ہو تنہا سبکو اونسے عامیوں کا حال یہ	
تو نے دیکھا تھا کبھی اسلامیوں کا حال یہ	دن بدن ہیں خوش از رشتہ اسبابیوں کا حال یہ	
کیا عرب سے لیکے آئے تھے یہی اسلام ہم		
ہی وہی دانا جو بچہ درام سے تیرے چلے	کر کے تکیہ یاوری پتیری آفت میں پنے	
بس زیادہ پیسنے سے اپنے کیا حاصل تجھے	روٹیوں کو کر دیا محتاج اب تو چھوڑ دے	
پیس چکے اے ایسا گردشِ یام ہم		
مکانِ ملت کی پسند آئی نہ کیجائی ہمیں +	تیری سرسبز می شادابی عبث بہائی ہمیں	کیا خطا تیری اگر پیش لئی رسوائی ہمیں
نسل کو قسمت کا ہی جو یان کنینچک لائی ہمیں		
تجھ کو سی سندھوستان کس نہ سے دینا لازم ہم		
لوٹ کر قریے پلٹ جاتے تھے افغان ج طرح	بڑے گھٹ جاتا ہی وقت طوفان ج طرح	باج لیکر چلے شامان ایران ج طرح
پہر گئے سرحد تیری فوج پونان ج طرح		

کاش پہر جاتی بوہین درختی سے ناکام ہم	
صبر کرتے مدتوں تک مجھ کو یہ کاش	رہتے شاکر فکرِ شخصیت سے جمہوری یہ کاش
آدھی روٹی چھوڑ کر بڑھتے ہم لوہری کاش	رہتے قانع اپنی محنت و مزدوری یہ کاش
آکے یان پاتی نہ ذوقِ راحت آرام ہم	
ہو لے ہم غربت میں ہنس کر انہی گھر کی حیف	سر پہ ہاتھوں سے لیا یہ صدیہ جانکا حیف
ہو گئے بدترکد سے بگئے شاہنشاہ حیف	دشمن اپنا ہو گیا سودا مال و جاہ حیف
حرصِ سطحیہ کے شیر و نگو کیا رو باہ حیف	
بند ششم	
خلق میں ممتاز تھے جس سے وہ سیر کیا ہوئی	خوئے بذل و جود و احسان مروت کیا ہوئی
عزم کی وسعت خیالوں کی وہ فوت کیا ہوئی	وہ مسلمانوں کی ہر بازی میں سبقت کیا ہوئی
وہ حجازی غیرت اور ملی حمیت کیا ہوئی	
سب میں رسوا جہان غیرت نہیں سہما کو	دیتے ہیں الزام ناحق گردِ شل یا م کو
کچھ ہی نسبت ہی سہلا آغاز سے انجام کو	ہم مسلمانوں ہی لے ہند ننگ اسلام کو
تہا لقب خیر الامم جکا وہ امت کیا ہوئی	
ستفوق وہ قوتیں غالب جو اک عالم پہ تھیں	جنکی ضور سے حکمت تہذیب کی شمعیں جلن

ہو کے زایل روح کو کستی ہرین تہین غمین	جی کی عزت افزائی سے خوش ہوتا نہیں
دل گواہی جیسہ دیتا تھا وہ عزت کیا ہوئی	
ہو گئے ہیں مردہ دل ایسے کہ جی مین جی نہیں جیسے اگلے لوگ تھے اور نگ کا کوئی نہیں	جو ترقی کا وسیلہ تھی وہ سہمردی نہیں دین و دولت علم و دانش ہمہ مین کچھ باتی نہیں
حق نے پوری کی تھی جو میر و نہمت کیا ہوئی	
عام ہے کب شوق تحصیل علوم شرقی عادت دنیا ہی نہ لگی کر حکومت قوم کی	ہے کمانِ خلاق وہ اور انتظام منزلی ملک مالِ سلطنت کائی جانی چیز تھی
جو ہمیشہ رہنے والی تھی وہ دولت کیا ہوئی	
مدتوں تک شہر دہلی مرجع جمہور تھا محترم تھا بلگرام اور نامور کنتوتھا	لکھنؤ کا شہرہ آخر مین قریب دور تھا قریہ قریہ تیرے علم و فضل سے معمور تھا
اب وہ اے اسلام تیری خیر و برکت کیا ہوئی	
اندلس کا مدرسہ آفاق مین مشہور تھا انجہ و طوس و فرہ نامی قریب دور تھا	ہر جگہ بغداد کی تعلیم کا مذکور تھا قریہ قریہ تیرے علم و فضل سے معمور تھا
اب اے اسلام تیری خیر و برکت کیا ہوئی	
سر پہ گنگھو بادلِ جبل کا چھایا ہوا	کیا قیامت ہے کہ دنِ نشکِ شب پیدا ہوا

اجکل کی روشنی سی یہ کچھ پیدا ہوا	جس نے مغرب کیا مشرق وہ سوچ کیا ہوا
جس گھر گھر نیکیا یونان وہ حکمت کیا ہوئی	
کاہلی سے آج ہر کیا قوم کی حالت تباہ	کوشش کسبِ معیشت ہی نہ فلکِ مالِ جاہ
یہ جی ہے دلمین چہر ہپاڑ کر دیکھا اللہ	کوہِ دریا جگے ہوتے تھے نہ ہرگز سداہ
وہ ارادے کیا ہوئی اور وہ عزت کیا ہوئی	
ہو بس راحتِ مین یا کلفتِ گدازِ مسالہ	روز و شب نظر رکھتے تھی خلقت کی رفاہ
پستِ بالا شہر و صحراے جہان ہی سیرگاہ	کوہِ دریا جگے ہوتے تھے نہ ہرگز سداہ
وہ ارادے کیا ہوئی اور وہ عزت کیا ہوئی	
فرقِ جبریتِ مین ذرا ہی پیاس لاسکتی نہ تھی	ہو کہ استقلالِ ہرگز مٹا سکتی نہ تھی
منہمہ عرب کی ہو پکی شدت پہ لاسکتی نہ تھی	کوئی مشکل ہکو میدان ہی مٹا سکتی نہ تھی
وہ ثبات اور پائداری اور وہ ہمت کیا ہوئی	
برقِ تلوار کو منہ پر ڈر سے لاسکتی تھی	فوج کے بادل کو آندہ ہی ہلا سکتی نہ تھی
زرا لائے تو لیتی تھر تھر لاسکتی نہ تھی	کوئی مشکل ہکو میدان سے مٹا سکتی نہ تھی
وہ ثبات اور پائداری اور وہ ہمت کیا ہوئی	
بات ہر کل کی نہیں کیا شہرِ یابی تجھ کو یاد	ہم پیادوں کی نہیں شانِ سواری تجھ کو یاد

ہوگی اسے ہندوستان آئی مدد ہماری تھکویاد	گر نہو بالفرض بجاتی ہ ساری تھکویا
	وہ مسلمانوں کی ہیئت اور وہ صورت کیا ہوئی
وہ دلاور رومی و مازندانی کیا ہوئے	وہ حجازی غول وہ جرگے یمانی کیا ہوئے
وہ برودوشل دروہ سینے پہلوانی کیا ہوئے	کیون وہ غازی مجاہد خاندانی کیا ہوئے
	وہ قد و بالا وہ چہرے ارغوانی کیا ہوئے
بند ہفتم	
دی سرفرازی اگر اللہ جبک جاتے تھے ہم	ہوں پٹے پٹے تو ملنے میں شرماتے تھے ہم
جب تک اے ہندوستان ہندنی کھاتے تھے ہم	جاہ و دولت کی ترقی سے نہ اترتے تھے ہم
	کچھ اور امین آپ میں سب سے جدا پاتے تھے ہم
دل میں خوف حق تھا باطل سے نہ ڈرتا تھا کوئی	کیمکے کوئی بات نہ سہ سے کب کرتا تھا کوئی
اپنی خود کرتے تھے عزت گزرتا تھا کوئی	بے طلب جاتے تھے میت پر جو مرتا تھا کوئی
	سربراہ فرعون کے گئے نہ نہڑاتے تھے ہم
اپنی مزدوری سی سپٹا پنے بہر کرتے تھے ہم	کب سیر سامنے یوں التجا کرتے تھے ہم
حاجتیں ہوتی تھیں جو اپنی روا کرتی تھے ہم	مختلف پیشے زمانہ میں کیا کرتے تھے ہم
	ہاتھ لگے میر و سلطان کنہ پہلواتے تھے ہم

پیروی کی گرد کو تھے سر پہ افسر جانتے	بورے کو اپنے رشکِ تحتِ قیصر جانتے
آپکو کسبِ بہر سے تھی تو نگر جانتے	تھے اوی نماے سلطانی سے بہر جانتے

اپنی محنت اگر نانِ جوین کھاتے تھے ہم

چار سو تھی صیگاہِ خلق میں اپنی پکار	تھے خرد دل سا نگاہِ دور بین میں تاجدار
بیچہ شہباز بہت میں تھا ہر فریبِ شکار	تھے نہ کر گسل در زغن کی طرح ہم مردِ خوا

تھا وہی قوتِ پنا جو خود مار لاتے تھے ہم

بازہ لیتے تھے حصولِ مدعا پر جب کمر	ایکسان کرتے تھے یہ کوششِ سفرِ ہویا
ہر دم کو جہدِ استقلال سے کرتے تھے سر	تھی ولو الغرئی و بہت اپنی منقاحِ فطر

چار سو اہلِ معیشت کی ملی پاتے تھے ہم

خیتھی نیت میں در پر ہیز شر سے مطلقا	فتح و نصرت تھی ہر اک منزل پہ اپنی رہنما
اگلی تاریخ میں دٹھا کر دیکھتے یہ حال تھا	جب کہی جس کام کی خاطر جدہ رہنہ ڈھنگیا

پہر لٹ کر وہاں خالی ہاتھ کھاتے تھے ہم

کرتے تھے لاکھوں پہ لہ لہ شکر کم سے کہی	کام کر جاتے تھے اپنا صلح باہم سے کہی
یوں نہ بہت ہارتے تھے شدتِ غم سے کہی	جی چراتے تھے نہ مکروہاتِ عالم سے کہی

اور غلامِ چرخ گردان نہ گہرتے تھے ہم

ہم میں ہوتا ہی نہ تہا پید اگر سناؤت سور اسپتازی کی طرح تھی قوم تازی بھی غیور	باعث ترک سنا ہی تھا فقط ذکر نشور پستی فطرت رستے تھے ہمیشہ دل نفور
	جب کوئی بڑھتا تھا ہم سے تھلا جاتے تھے ہم
ہو گیا جیسا منا جکتے تھے پہلے غنیا ہے حمیت کو ہماری اک زمانہ جانتا	فقر کا شاہی سے تھا کس قوم میں تہ سوا قہر خالق کا نمونہ تھا اگر جو شس آگیا
	سز ہو جاتے تھے جب بوقت گرتے تھے ہم
ہے ستم کا ہل پہنِ خاک تو نے کر دیا حال اپنا سخت عبرت ناک تو نے کر دیا	حسن تھا جنہیں انہیں چالاک تو نہ کر دیا ساری منہیات میں بیباک تو نے کر دیا
	اگ تھے اے ہند بھوکھا تو نے کر دیا
	بند ہشتم
سنگِ راہِ دخلِ کلیدِ پاسبان ہوتا نہ تھا کہا کے نعمتِ لہارِ اشادمان ہوتا نہ تھا	مومنوں کا گہریہ آجانا اگر ان ہوتا نہ تھا تذکرہ اس بذل و احسان کا کمان ہوتا نہ تھا
	ساتھ دسترخوان پر گریہ میمان ہوتا نہ تھا
فرض تھا جانا کسی نے لفظ دعوت گر کہا کرتے تھے مہمان ہماری ما حاضر بہ کفنا	سید ہی سادی وضع تھی ہم تکلف کچھ نہ تھا لاکے رکھا سامنے جو کچھ میسر آگیا

	تنگدل مہمان کوئی میزبان ہوتا نہ تھا	
دُخل کیا ہو کچھ بناوٹ ترش روئی یا کجی پہنچے تھی ہمو خلیل اللہ کی خوان گسری		ملنے جلنے میں تکلف کی روش بہائی تھی دال تھے غلت پر کیسر سہم و راہ دوستی
	عسٹر اورنگی میں ہی طے اپنا خون ہوتا نہ تھا	
جان دیتے تھے شیوع بذل احسان کیلئے رکتے تھے سچو نکو ہو کا اپنے مہمان کیلئے		جھیلے تھے سختیاں اجر و اداں کیلئے ہو گئے جو لوگ جبہ فخر انسان کے لئے
	چرخ سے گھر کے سوا کما نا جہان ہوتا نہ تھا	
جو ملا جسکو وہ تھا گویا عزیز وں ہی سوا تھا مسافر کیلئے اک ایک گھر مہمانسرا		دار و صا در کا کتے بیٹھتے تھے رہتا سربانی گرم کما نا زم بستر جا بجا
	ہمو کچھ غربت میں فکر آجے نان ہوتا نہ تھا	
ینکنامی کو مہائے مال و دولت جانتی میسما نو نکو تھے اپنے گھر کی برکت جانتے		دو گھڑی مل بیٹھنے کو تھے غنیمت جانتی تھے ضیافت کو ہمیشہ وجہ عزت جانتے
	ٹھہرنا مہمان کا برسوں گراں ہوتا نہ تھا	
ایک کھائے اک سے ہمو کا یہ ممکن تھا کہاں جانتے تھے ہم کہ ہے اسپر خدا نامہ زبان		حال نادار و نکا تھا اہل ذل پر سب بیان ہو گیا تھا بسکہ ہمدردی کا چرچا اکیساں

جو کہ ہمسایہ پہ اپنے مہربان ہوتا نہ تھا	
دوسروں کا حفظ رکھتے تھے سدا مد نظر	غیر ممکن تھا شیریں دل انہیں پہنچے ضرر
سب کو نام و نگ میں اپنا سا ہم جا کر	ہم ہر اک آفت میں ہمسایہ کو گرتے تھے سیر
و شمعوں کے اپنے اذکو کوخون جان ہوتا نہ تھا	
ہلکیا دل لئی گرجوں کے رو کی صدا	پیر صد سالہ کراہواں تو یان صد یہ ہوا
جب تکلیف ہے جو ہو سکا پہنچا دیا	چھپکے چھپکے حاجتیں کرتے تھے بے انگلی روا
فقر فاقہ انکا لوگوں پر عیاں ہوتا نہ تھا	
زنگ نہ بن کر پسینہ کیوں نہ چہرے سے ہو	رات دن اس قلب ہریت کا جب صد سے
ہے اثر تیری ہی صحبت کا یہ کوئی کچھ کہے	بیٹ بھلین اپنا اور ہمسایہ فاقہ سی ہے
اتفاق آگے یہ سے ہندستان ہوتا نہ تھا	
وہ ہمیت ہے نہ وہ غیرت نہ وہ شہ زوریان	خوب پالا امد آسائش میں دیکھو لوریان
روز روشن ہو گیا تیرہ بڑے میں شکوایان	یوں نہ سمجھتے تھے کرتی تھیں یہ آنکھیں چوریان
تو نے اپنی سی سکھا دیں ہکو تنہا خوریان	
بند نم	
عصو کے ہوتے تھے خواہاں گر خطا کرتے تو ہم	افتر و کذب غیبت سے بچا کرتے تھے ہم

حاضر و غایب لا کام بہرہ کرتے تھے ہم	جس کرتے تھے محبت بے پارتے تھے ہم
جس سے ہوتی تھی شکایت بر ملا کرتے تھے ہم	
دیکھتے تھے جسمیں کجیازی رکا کرتے تھے ہم	راستی ہیشہ تھی جو اونسے ملا کرتے تھے ہم
جان ہی شہزاد کے لا پر دیا کرتے تھے ہم	جس کرتے تھے محبت بے پارتے تھے ہم
جس سے ہوتی تھی شکایت بر ملا کرتے تھے ہم	
اک جہاں سوخت تما غفلت میں جب پھٹتے تو ہم	ناؤ سہر دی کی بحر صدق میں کیتے تو ہم
بار بگ کوئی وغیبت سر پہ کب لیتے تھے ہم	شکوہ ہوتا تھا تو اکثر منہ پہ کھیتے تھے ہم
شکر کرتے تھے تو غیبت میں کیا کرتے تھے ہم	
صاف ہو جاتی تھے ہم خاٹے اگر ہو عذر خواہ	جان کس ساتھ اوسکو کہتے تھے جو کوئی لی پناہ
یکدمی پردال ہوتی تھی ہماری رسم و راہ	دوست بن جاتے تھے جب کبھی دس کرتے تھے بناہ
عہد کرتے تھے تو عہد نکو و ناکرتے تھے ہم	
سہلے لہذا میں دٹھا کر رنج و غم دیتے تھے ساتھ	لیکے گل سراپہ و خیل و خشم دیتے تھے ساتھ
اس طرح انسان کہیں دنیا میں کم دیتے تھے ساتھ	جکے ہو جاتے تو ساتھ ادا کا ہم دیتے تھے ساتھ
رنج و راحت میں شریک بنے رہا کرتے تھے ہم	
گرد و صیت کر کے مر جاتا تھا کوئی حق تلاش	سیکڑوں سنہ سیلا تے تھے وطن میں سکیلا سنہ

دیکھ کر رنجور ہوتا تھا کلیجہ پاش پاش کرتے تھے عورتیں انکے واسطے فکر و شاش

انکی بیماری میں تدبیر دو کرتے تھے ہم

پنجہ دشمن قوی فکروں سے دیتے تھے مڑوڑ . باتیں چنتے چنتے ہوجاتا تھا مطلب کا چوڑ
رات دن شورے صلاہیں پیش بندی جوڑ توڑ کام میں یاروں کے پی کام دیتے تھے چوڑ

اسمیں نے اور نمازین تک تھا کرتے تھے ہم

چار آنکھوں کی مروت تھی مروج ہم میں کب اور محبت سُنکے منہ دیکھ کے تہا تھا عجب
بار الفت عمر بہر سر پہ لئے رہتے تھے سب یار کوئی مر کے اپنے سے بھڑچاتا تھا جب

یار کی ولاد پر جانین فدا کرتے تھے ہم

راہ طسب باہمی اذکار ہوتے تھے یاد خانگی خط پڑھ کے بڑھ جاتا تھا خود بخوش دامن
ساتھ سن کے ہوتی جاتی تھی محبت ہی زیا سنتے تھے اپنی بڑوں کا جس سے پیارا اور اتحاد

انکی نسلوں سے وہی رسمیں ادا کرتے تھے ہم

کیا کہیں معلوم ہوتے تھے بڑیگانے ہکودوت دور تے تھے ہر مصیبت بچانے ہکودوت
گھر پہنچاتے تھے یا کربے ٹھکانے ہکودوت دشمنوں کی زد پہ دیتے تھے نہ آلے ہکودوت

ٹوکتے تھے ہمیں جب کہ خطا کرتے تھے ہم

ایکسان ہر وقت رہتا تھا خیال ننگ نام تھے نہ نہیا قص لڑے ادیب فکر میں ناتمام

مستفق سائے قبائل متحد ہر خاص عام	آج وہ کام آئے اپنے کل ہم اُنکے آئے کام
بار بایا ہم سکوں یسا کیا کرتے تھے ہم	
پہیلی بہن صدق و محبت کے عوض عیاریان	بے پتہ کیا ہو گئیں آخر وہ خوش طواریان
سچ بتا سکھلا کے ہکوا اپنی ظاہر داریان	تو نے اسے ہندوستان کٹوین کمانجیاریان
یاریان ہم بہن بہن باقی نہ وہ غمخواریان	
بند دہم	
الف و مہر و وفا لطف عطا جو دکر م	بذل و احسان مروت اب آداب عجب م
تھی ہماری اتحاد و خلق کی تشبیل کم	جب تک اسے ہندوستان ہندی نہ کہلاتے تھے ہم
اپنی گیرنگی رہی ضرب البش بین الامم	
دُشمن شد رو بہتری تری طرح ہمین نہ تھے	تھی سب اہی ملت احد پہ سب چوٹے بڑے
مثل دیدار استے تھو دخل کے ہر سو کھلے	ملگیا جو ہم میں آکر بہر نہ تھے ہم پوچھتے
روم ہی یا ترک ارمن ہے عربیے ہا عجم	
پیشوا دن کے دلا تھی زاد راہ رستخیز	پاسل ایمان کے سوا بقدر تھی ہر ایک چیز
مسلمان ایکساں آپسین تھے ہر دل عزیز	ملت بیضائے قومون کی مٹادی تھی تیز
تھے بلال و جعفر و سلمان برابر محترم	

وہ سمجھ پیر دیکھئے کس دن زمانہ ہکونے	وہ ارٹے متحد جیسے ندیکے نہ سنے
سرخرو ہو کر غزا میں سیکڑوں کی جاگڑے	ایک رنگت میں اخوت کے تھے رنگے ہوئے
اسود و احمر تھے جو اسلام کے زیر علم	
بہائیونین بھی نہیں آج ویسی ہسری	خود نمائی میں مذلت عاجزی میں برتری
جہزی رومی فرنگی پر شکیزی بلگری	زنگی و خوارزمی و تاتاری و مازندی
ایک ستر خوان پر کھاتے تھے بلگرہم	
ہوتے تھے مشق و غاسے اور تکمیل نہر	ہر اداسے تہا نمایان عزم جُرت کا اثر
خانگی بواب میں غول اپنے اپنے باند کبہر	گوسد اسپمین ہم پڑتے جھگڑتے تھے مگر
وقت جب پڑتا تھا اگر کیا پوچھتے تھے ہم	
کین عیان آغاز کی کربش ششین انجام نے	بادشاہوں نے جہاکے کسے سہاے سامنے
کر لیا تھا ایک سب کو پاس ننگ نام نے	فرق رکھا تھا کہ دہ میں نہ کچھ اسلام نے
تھے بلار نفقہ و کسوت میں آقا و خدم	
عیب تھی تن پرودی چرچا تھا کس نفیر کا	لاکے کہہ سانسے سب کے جسے جو ملگیا
دیکھئے گر غور سے ہے معدلت کی انتہا	حق خلیفہ کا نہ تھا او میں رعیت سے سوا
جمع بیت المال میں ہوتے تھے جو اگر رقم	

محترم وہ تھا کرے ملتے ہی پہلے جو سلام لوگ دیتا تھا سر در بار بڑھ کر اک غلام	اپنی جانب کھینچتا تھا سب کو اپنا خلق عام خلق کا اس حق شناسی پر ہوا تھا ازہم
گر کہیں بے راہ اوٹھ جاتا تھا حاکم کا قدم	
عزت دین کے سوا عزت نہ تھی کوئی پسند شوکت دین کے سوا شوکت نہ تھی کوئی پسند	دولت دین کے سوا دولت نہ تھی کوئی پسند قوت دین کے سوا قوت نہ تھی کوئی پسند
ملک حسیم لیکرنہ پاس آتا تھا اپنے کبر جہم	
ذکر ان باتوں کا جو تو نے سکھائیں کچھ نہ تھا صحبتوں میں تکیہ دسند کا آئین کچھ نہ تھا	جز دم الف کے باہین شرائین کچھ نہ تھا سب تباہ ہندوستان ہر چند آئین کچھ نہ تھا
مجلسوں میں امتیاز صد و پائین کچھ نہ تھا	
بند یازدہم	
لفظ کا ذب توڑ جاتا تھا دلوں کو مثل تیر راستبازی میں ہماری لوگ دیتے تھے نظیر	عمر بہر بد عمدہ ہوتا تھا نگاہوں میں حقیر ہوتی تھی ہر بات میں پنہان سلطنت کی نسیم
فرد تھے پاس سخن میں قوم کے برنا و پیر	
عید تباؤ در ویا محمود اخلاص و داد دوست دشمن کو ہاسے قول پر تھا عتا	تھی طبیعت میں عیاری نہ طینت میں فساد جو کہا ہو لے سے بھی وہ عمر ہر ہتا تیا

	وے چکے جب ہم زبان بہرتی وہ پتر کی لکیر	
وہا وسیکا ہو گیا کی جسے جس سے دوستی تھے ثقہ بھی ہم میں بد اطوار بھی او بائش بھی		تھی صداقت خون کی جاسکی گرگ میں بہری قاعدہ ہی ہوتی ہے خلق خدا ہر قسم کی
	ستار سخن کا اپنے لیکن پاس سب کو ناگزیر	
قول طفلی مکلفی تھا تا پر شیب نکلے لے کوئی بد عہدی سے بڑھ کر تاناہ عیب نکلے لے		صورت عنقا تھی خوے مکرو ریہ نکلے لے راستی تھی باعثِ مداغیب نکلے لے
	حق جنہیں کرتا تھا ہم میں وارثِ تاج و سر	
سب کو کیساں انکی پابندی رہی جب تک جئے کوئی بد عہدی سے بڑھ کر تاناہ عیب نکلے لے		عہدے اپنے اپنے وقت میں جو لکھ دیئے بعد انکے جانشینوں نے عمل ان پر کئے
	حق جنہیں کرتا تھا ہم میں وارثِ تاج و سر	
کرتے تھے دست تعدی کو نہ در پردہ دراز جیسے رہنما دلیر سے تھی جاکے رہتا		دوست بن کر یوں سچا پاتے تھے نہ دامنِ فراز ہونگے قابلِ سحر ہے جنگو ذرا بھی امتیاز
	رہناؤ نہیں نہیں پاتے ہیں آج او کی نظیر	
وہ ہوئے پیر و جنہیں منظورِ تبعیت نہ تھی دلہیں کچھ ہوا در زبان پر کچھ غلامیت تھی		وہ ملے آگے جنہیں جو جنسیت نہ تھی سرپرستی کر کے لوٹیں سب کو یہ نیست تھی

	خاک میں اس سرزمین کے جتنے تہا اپنا خمیر	
تہا نہ دخل معذرت گر کچھ کسی سے لے لیا جنگ تھی تو بر ملا تھی صلح تھی تو بے ریا		بحث پہ اوس سے نہ تھی جو جس کی کو دیدیا مقتضائے رستی جو کام جہدم ہوتا کیا
	ہمکوز ہر آئانہ تہا دنیا بنا کر جام شیر	
اپنے گھر سے ہر طرف تہذیب کی پہلی ضیا جنگ تھی تو بر ملا تھی صلح تھی تو بے ریا		خلق کو نور صداقت سے منور کر دیا ہر محل پر استبازی سے کیا جو کچھ کیا
	ہمکوز ہر آئانہ تہا دنیا بنا کر جام شیر	
بہر نہ پلٹے ہو گئے جس امر کے جب مدعی منہ سے جو کہ نہ بیٹھتے تھے کر دکھاتے تھے ہی		سختیاں کہیں ہی پیش آئیں چورتھے نہ جی ایسے سچے تھے زبان کے بات کے ایسی ہی
	ہے گرج کر ہر برستا جطر ابرطیر	
سختیاں پیش آئیں کسی ہی ہوتا تھا قلع چھاؤنین ہم جا کے تلوار فک کہ تھے حق		عرب سے اپنے کلیجے تھے جو افرودن کے شق اک زمانہ کو بڑھتے تھے صداقت کا سبق
	غالب آتا تہا نہ ہمہ خور سلطان امیر	
بار بار قابض ہوئے اور بار بار چوڑا تھے پر نیا یا جب سے منے ملجا و ماوا تھے		مدون وقت کی انگوٹ سنہین دیکھا تھے خوبیا سمجھتے تھے تکب عرصہ یغا تھے

	راستبازی ہو گئی اے ہندو ہے گوشت گیر	
چستینوں میں فرد تھے جو ہر ہنسی انسان سے کرنے تو نے تمام اسلام کے ارکان سے		منتین فاسد ارادے مضمل بچان سے عیش سے کمال کا برنگئے اعیان سے
	ہو گئے بودے پارے عہد اور پچان سے	
	بند و از دہم	
یان تنزل متنع ہے نہ ترقی ہے محال شرق سے تا غرب تھا عالم میں قحط الرجال		قاعد دنیا کا ہے یہ ہر کمالے راز وال دو کریوں جائیں کریں اپنی ہی تاج خیاں
	تھی ہماری قوم میں ارزانی علم و کمال	
دین جواب سکون میں باقی ہوتی ہی مجاہد شرق سے تا غرب تھا عالم میں قحط الرجال		کون ہو تم اب کرے گم ہے کوئی یہ سوال اس تنزل پر نہوں کیوں غرق بحر افعال
	تھی ہماری قوم میں ارزانی علم و کمال	
بہائیو ہوشیار ہو اللہ پر بد لویاں شرق سے تا غرب تھا عالم میں قحط الرجال		بد رکیا بنتا نہیں ماہ فلک ہو کر ہلال تیر گئی جہل کی مشعل ہے یہ روشن مثال
	تھی ہماری قوم میں ارزانی علم و کمال	
کالموں کے دوستی تھی فاضلوں کے رسم و راہ		جاتے تھے طلباء کی صحبت میں اکثر با شاہ

علم و حکمت نے ہماری آنکریں تہی پسناہ	خادم درگاہ تھے اقبال دولت عز و جاہ
	روم اور یونان پر چایا تھا جب بے ضلالت
معرفت پر تہی محول کی قلم کیل دین جاہلون کا ہوتا ہمارے قوم میں گمنا یونین	تہین حدیثیں بھی حصول علم کے کپڑے چشم عبرت کہتی ہے دیکھو کرواسکا یقین
	جیسے اب لکے پڑھتے ہیں ہم میں خیال
ہیں کہانہ اعتبار اور عزتیں کیا ہو گئیں جاہلون کا ہوتا ہمارے قوم میں گمنا یونین	اشک خون ریز نہ کیونکر ہر نگاہ دور بین ہم تھے مختار علوم اولین و آخرین
	جیسے اب لکے پڑھتے ہیں ہم میں خیال
ہوتی تھی نقل و سند ہی حل مسائل بے ق منع استدلال - یا توجیہ - یا تحقیق حق	نقص اجمالی تفصیلی کے جاری تھے سبق نظم حالات - مناظر - کا ہے شاہد ہر ورق
	تھی ہی اکثر ہماری مجلسوں میں قیل و قال
دخل کیا حفظ امر اب فوت ہوا جاب میں ترک میں وحشت ہی تھی دنہ جہل عرب میں	لطف خلعت کیساں بنتے تھے شیخ و شاہین فروا خلاق و ادب میں تھے حیدر ادب میں
	دین بیضانے دیا تھا اے کانٹا سا خال
حق نیوشی تھی مگر ہو کر مجسم ساتھ ساتھ	تھا ہدایت کا علم ہر وقت ہر دم ساتھ ساتھ

دو جہل و عجب بہبودی عالم ساتھ ساتھ	علم ہی جاتا جاتا جاتے تھے جہاں ہم ساتھ ساتھ
علم نے اسلام سے باز رہتا بیان وصال	
تھی نہ اسکے فکر سوزنکار جو ٹبل کلاتہ	آشت تھی وصل قرآن ہی ہمیشہ اپنے ہاتھ
صرف ہوتی تھی مدارس میں متاع سونا تھا	علم ہی جاتا جاتا جاتے تھے جہاں ہم ساتھ ساتھ
علم نے اسلام سے باز رہتا بیان وصال	
تھی نہ کوئی چیز ایسی محترم میراث میں	علم تھا سینہ بسینہ لیکلم میراث میں
ظاہر ہی سب کے آتا ہے غم میراث میں	سیم و زر کم چوڑ کر جاتے تھے ہم میراث میں
تھی کتاب بنی بضاعت و دل بپا تھا مال	
کوئی پاتا تھا شجاعت کا علم میراث میں	کوئی بذل و جود احسان و کرم میراث میں
ملتی کیا اولاد و دام و درم میراث میں	سیم و زر کم چوڑ کر جاتے تھے ہم میراث میں
تھی کتاب بنی بضاعت و دل بپا تھا مال	
غرق تھے ستر قہر کم ہنر کی چاہ میں	پیشوا عالم کے تھے اس دی جانکاہ میں
میر یوں تک جاتی تھے ہم چکے سال و ماہ میں	خلق کرتی تھی ہماری ریس سیم و راہ میں
کر دیا تھا علم نے سب کے لئے ہکومت مال	
خارین و گل بنے جنسے گلستان بزم ہر	ذکر کش ہرین کی جنہوں نے خوان احسان بزم ہر

آج جس علم و ہنر سے ہر چراغان بزم ہر	جائے عرس ہمارا دیکھو نادان بزم دہر
ہنسنے بنیاد اسکی دی تھی بیشتر دنیا میں ڈال	
ہونہ دشمن کا بھی ایسا راگیاں فضل ہنر تھی ہماری دولت لے ہندوستان فضل ہنر	کہو کے بیٹھے جیسے ہم بے خانان فضل ہنر منتقل کرنے کیا ظالم کہاں فضل ہنر
آگیا تیری بدولت اپنی دولت پر زوال	
کاہلی بہر دی رگت پے مین نکما کر دیا ہکو ہر جوہر سے یون بالکل معر کر دیا	سب کی جڑت شجاعت لے کے بودا کر دیا تفرقہ مین جہل مین نخوت مین یکما کر دیا
تو نے اے آج ہوا اے ہندیہ کیسا کر دیا	
بند سیزدہم	
عطس تیرے سطر کرنے کی بزم جہان ہنسنے یہ مانا کہ جب گلشن مین ہو فصل خزان	خلق مین کسے کیا تیرا لقب جنت نشان یہ تو ممکن ہی نہیں چپ چاپ پیٹھے باغبان
بے محل ہے چھیڑنی وان عہد گل کی ہستان	
جب جبکی تین بارے پہونو نکی ہڑٹوایان ہنسنے یہ مانا کہ جب گلشن مین ہو فصل خزان	پہر پہا ہر گھڑی انکھون مین سکی دہ سمان بلبل شور یہ سرکھوین ہونہ سرگرم فغان
بہی محل ہے چھیڑنی وان عہد گل کی ہستان	

لالہ سان خون ہے جگر یا رانہ گشتار کا ہو خلف پر ابر جب چہ یا ہوا اود بار کا	ہے قلق سے کچھ عجیب عالم جمیہ زب کا فخر کے بدلے محل ہے پنکی بوچہ راکا
	سہر سلف کی شان نہ شوکت کیجے کہ نہ سہریاں
دلگدز تہہ ہر کوئی حیران کوئی ششہ کوئی ہین یہ باتیں بہو بجانیکی مگر کیونکر کوئی	ہے عجیب عالم نہیں ہے اپنی حالت پر کوئی ذکر اگلے سکے جب کرتا نہیں باور کوئی
	بہو بجانے رات کا سب صبح ہوتے ہی سماں
فرش پر دیکھو طینگے پھول بھی باسی بہت بزم کو برہم ہوے مت نہیں گدڑی بہت	شاد و نادر ہین سد ہارے مطرب باقی بہت ساز و سامان پر ہر باقی کیفیت تھوڑی بہت
	اٹھہ ہا ہے گل سی شمع بزم کے باتک ہواں
جا بسے نکلے مکین آخز کمان اے خاک ہند کہہ ہے ہین نقش پای رہروان آ خاک ہند	دل نیون بہر آئین غالی ہر یگان اسی خاک ہند ہین عیان رفتار قدرت کے نشان آ خاک ہند
	یاں گدڑا ہے ابھی کیا تجمل کا روان
کرتے ہین جہڑے ہوا آہ و فغان آ خاک ہند کہہ ہے ہین نقش پای رہروان آ خاک ہند	دل کو تر پاتی ہر یاد رنگان اے خاک ہند ہو گئے و گریچہ نظرون سہان اے خاک ہند
	یاں گدڑا ہے ابھی اک با تجمل کا روان

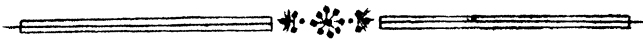
ملکے خاک مذلت میں نہ سب عز و شرف گو یقین ہے رفتہ رفتہ یاد ایام سلف	ہو گئی دھسترا گلی بضاعت سب تلف احتیاطا کرتے ہیں یہ تذکرے سن لہجہ خلف
دل سے چھوڑ لی مٹا کر گردش و وزمان	
کام لیتی ہے نہیں عزم و حمیت کے خلف گو یقین ہے رفتہ رفتہ یاد ایام سلف	رات دن غفلت کٹتی ہے سانسے ساغر کف جی یہ کہتا ہے الٹے شور و غوغا کر کے صاف
دل سے چھوڑ لی مٹا کر گردش و وزمان	
کو بیٹنگے مثل گل نمدیدہ باقی مال و زر ہو لجا بیٹنگے کہ ہم کن ڈالیوں کے ہیں شر	نوناں پر اگر چند سے ہے اس ننگ پر بھوسے خوش طیر عقل و ہوش ہو گئی منتشر
ٹوٹ کر آئے کہاں سے اور بکے اگر کہاں	
تازہ پودوں پر ہے اضمحلال چپا یا سرور ہو لجا بیٹنگے کہ ہم کن ڈالیوں کے ہیں شر	ہر روش سو کھی نظر آتے ہیں بار آؤ شجر سبز میں چھپنے سے پیدا ہے تغیر اس قدر
ٹوٹ کر آئے کہاں سے اور بکے اگر کہاں	
آج غافل سمجھے جاتے ہیں جو کل تھی ہوشیار پر زمانہ میں رہینگے تاقیامت یادگار	یہ تنزل ہے خزان اور وہ ترقی تھی بہا گو کسی حالت کا دنیا میں نہیں کچھ اعتبار
جو کئے بڑا تو نے ہے اے ہندوستان	

دی وہے تا معتدل جہاں ہے برسوں نما پر زمانہ میں رہینگے تا قیامت یا دگار	عاقبتیں بد لین کیا صحبت نے تیری کہو خوا ہو چکی اچھی طرح برباد یہشت غبار
جو کہے ترا تو نے میرے لئے ہندوستان	
روشنی بنجائیگی یہ ظلمت اور دنگے لئے ماجر ہوگا ہمارا عبرت اور دنگے لئے	ہوگی ہر تصویر دہہ حیرت اور دنگے لئے بند غفلت پہر ہوگی نصرت اور دنگے لئے
چیت جائینگے بہت سنکر ہماری داستان	
ہیں تصانیف اوتار یخنین مید و شاہد بڑے ماجر ہوگا ہمارا عبرت اور دنگے لئے	آسمان فرسا مکانون کے نشان مٹتے ہوئے دیکھیں گے حیرت سب دانہوں میں اگلی اب کے
چیت جائینگے بہت سنکر ہماری داستان	
رکھینگے ہر طرح سے سٹون کا اپنی بندوبست اگ سے رہتا ہے جیسے دور دھواکش پرست	لوگ یوں ہونگے نہ گہراں تری لفت میں فائدے حاصل کریں گے پر بنا کر زیر دست
حکمران تیری یوہن تجھے رہینگے بر کران	
تیرے باشندے ہمیشہ کہاتے آئے ہیں شکست اگ سے رہتا ہے جیسے دور دھواکش پرست	کھلیا صحبت سے تیری حوصلے ہوتے ہیں پست عقل سے تیری تحفظ کا کریں گے بندوبست
حکمران تیرے یوہن تجھے رہینگے بر کران	

راستے نقش قدم سب کو دکھائی گئے بہت	حسرت افزا واقعے یہ دل گڑھا گئے بہت
مٹکے بھی اہل جان کو یاد آئے گئے بہت	برکتیں یاں چھوڑ کر ہم اپنی جائیں گئے بہت

ہم نہ ہونگے پر نصیحت ہے پائیں گئے بہت

تباخیر لاکر سیر



۲
مَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ

رأس المساقبة

نهایة السعایا

ترجمہ

بداية الهداية

تصنيف حضرت حجة الاسلام امام غزالي رحمه الله عليه

مترجمة

مولوی غلام احمد صاحب نظم کمیشن قرضہ علاقہ سرکار نظام

در سنہ ۱۳۰۹ ہجری

مطبع محبوب شاہی واقع حیدر آباد کن مین طبع ہوا

مَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ

رسالہ مسیاقہ

نہایت السعۃ

ترجمہ

بداية الهداية

تصنيف حضرت حجة الاسلام امام غزالي رحمه الله عليه

مترجمہ

مولوی غلام احمد صاحب منتظم کمیشن قسطنطنیہ علاقہ سرکار نظام

دربارہ شہزادہ

مطبع محبوبی واقع حیدر آباد کن میں طبع ہوا

طبع اول...جلد



الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى حَمْدِهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ
 وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ مِنْ بَعْدِهِ بِعَدَمِ صَلَاةٍ كَإِنْ كَرَّشَ بِكَ أَنْزَلُونَ
 رسالہ ہدایت الہدایت تصنیف حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
 اس عاجز کے نظر سے گزرا اور اسکے مضامین افادت الگین کے لحاظ سے
 بے اختیار جی چاہا کہ اسکا ترجمہ بغرض افادہ و نفع عام کے کیا جائے
 اس رسالہ کے دو حصہ ہیں پہلا حصہ عبادات سے متعلق ہے۔ اور
 دوسرا حصہ اخلاق سے۔ عبادات میں جس قدر مسائل بیان ہو گئے ہیں
 وہ سب مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے موافق ہیں۔ اس لئے بالخصوص
 شافعیوں کیلئے یہ ترجمہ بہت ہی سودمند ہوگا۔ اور دوسرے ایسے

کے پیروی کرنیوالوں کے واسطے بھی یہ رسالہ اس واسطے کار آمد ہے کہ
اس میں اکثر وہ ادعیہ مندرج ہیں جو خاص جناب رسالت مآب صلعم سے
ماثور ہیں۔ دوسرا حصہ تو عام مضامین اخلاق سے متعلق ہے جو عموماً مفید
ہو اور یہ حصہ جس قدر دلچسپ ہو اور باوجود اختصار کے کیسے کیسے مفید
ابواب کا اوسمیں ذکر ہو اسکا امتیاز ذوق سلیم خود کر سکتا ہے۔ ترجمہ میں نفس
مضمون کا زیادہ تر خیال رکھا گیا ہے۔ محض لفظی ترجمہ کا چند ان لحاظ نہیں
کیا گیا۔ اس واسطے کہ لفظی ترجمہ میں اکثر تعقیدات واقع ہو جاتے ہیں جو
عام طلباء کے لئے مفید نہیں ہیں۔ اور بعض جگہ سرائی العنویہ (شرح مصلیٰ)
کے مضامین بھی مناسب مقام کے لحاظ سے کچھ کچھ بڑا دے گئے ہیں نقطہ
غلام احمد

آغاز کتاب

جو شخص کہ استحقاق علم کا حریص اور آرزو مند ہو۔ اوسکو پہلے ہی سہات کا
فیصلہ کر لینا چاہئے کہ تحصیل علم سے اوسکا مقصد کیا ہے۔ اگر صرف
انسانی جنس میں فخر و مبامات اور امتیاز و خصوصیت کا حاصل کرنا ہے۔ یا
جربستاع دنیوی پیش نظر ہے۔ تو اوسکو یقیناً سمجھ لینا چاہئے کہ وہ خود

آپ اپنے ہلاک نفس اور تخریب دین کے کوشش میں ہیں۔ اور یہہ
 چاہتا ہے کہ عمدہ متاع دین کو فضول بنو دینومی کے معاوضہ میں بیچ دے
 پس اس قسم کا معاملہ بے سود ہے۔ اور ایسی تجارت بیفایدہ۔ بلکہ اس قسم
 کی تعلیم کا وبال معلمین پر بھی ہے کہ او کی ایسی تعلیم جو منجر بہ فساد ہواؤ کو
 بھی اس خسارت میں شریک حال کر دیتی ہے۔ ایسے معلمین کی مثال اس
 شخص کی سی ہے جو رہزنوں کے ہاتھ ہتیار بیچے۔ چنانچہ جناب سالٹا
 صلعم ارشاد فرماتے ہیں مَنْ أَعَانَ عَلَى مَعْصِيَةٍ وَلَوْ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ
 كَانَ شَرِيكَ آلِهِ یعنی جو شخص کہ معصیت پر تائید کرے اگرچہ ایک جزد
 لفظ کے ساتھ بھی ہو تو وہ اس کا شریک ہے۔ اور اگر تحصیل علم سے
 یہہ نیت ہو کہ جہل نفسانی دور ہو جائے۔ جہاں کی تعلیم و تربیت کجا
 احیائے دین اور بقائے اسلام میں کوشش کرے۔ جھوٹے نام و
 نمود کا خیال نہو۔ الحاصل یہہ خواہش ہو کہ سارا سامان اپنے پروردگار
 کے رضا مندی کا فراہم کرے تو ایسے نیک نیتی کے نیاچ کا کیا کہنا
 اس کی فضایل یہاں تک مروی ہیں کہ جب ایسا شخص تحصیل علم کیلئے
 چلتا ہے تو ملائکہ اس کے پیروں کے نیچے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔

اور جب تک وہ اس شغل میں مصروف رہتا ہی دریا کے مچھلیاں تک اوسکے
 حق میں دعاے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ بہر حال سب سے پہلے اس بات کا
 جاننا ضرور ہے کہ ہدایت جو شمرہ علم ہی اوسکی ایک ابتدا ہی اور ایک انتہا اور
 ایک ظاہر ہی اور ایک باطن اوسکی انتہا تک پہنچنا بغیر اوسکے ابتدا کے
 استحکام کے محال ہی اور اوسکے باطن کا حال معلوم کرنا بدون واقفیت اوسکے
 ظاہر کے دشوار ہے۔ اسلئے ہم بیان ہدایت کے ابتدائی امور کو ذکر کرتے
 ہیں تاکہ ہر شخص اُن کے ساتھ اپنے نفس کی آزمائش اور قلب کا استخ
 کرے۔ اگر کوئی شخص اپنے دل میں ہدایت کے حاصل کر نیچا سچا میلان
 دیکھے۔ اور نفس میں اس کے حاصل کرنے کی قابلیت پاوے تو یہ سمجھنا چاہیے
 کہ اوس میں مدارج نہایت کمالات کے حصول کی بھی صلاحیت موجود ہے
 اور وہ علوم اسرار لدنی سے بھی حظ وافر حاصل کر سکیگا اگر برخلاف اس کے
 نفس میں تجاہل و تاہل پایا جاوے اور بہ اقتضاے ہدایت عمل کرنے
 میں لیت و لعل ہو تو سمجھ لے کہ نفس تارہ اوسپر اپنا عمل کیا چاہتا ہے اور شیطان
 اس بات کے درپے ہے کہ اوسکو اپنا مطیع و منقاد بنا لے تاکہ اپنے مکر فریب
 سے قعر ہلاک میں جھونک دیوے اور بعض حصول سعادت کے شر و

فساد میں مبتلا کر دے۔ یہی نہیں بلکہ اون لوگوں میں شمار ہو جائے جنکے
اعمال بدترین اعمال ہیں۔ اور جسکی سعی و کوشش دنیا میں ضائع لگئی ہو اور
اپنی کج فہمی سے یہ سمجھے ہوے ہیں کہ ہم نیک کام کر رہے ہیں۔ ایسے
لوگوں کے بہکانے کیلئے اگر شیطان فضیلت علم اور مراتب علما کو بھی ظاہر
کرتا ہو۔ اور جو کچھ فضایل کا ذکر اخبار و احادیث میں آیا ہو اسکو سناتا ہو
مگر باوجود اسکے اس مضمون حدیث کے سمجھنے سے اونکو غافل رکھتا ہو کہ
مَنْ اَزْدَادِ عِلْمًا وَلَمْ يَزِدْ دَهْدَيَّ لَمْ يَزِدْ مِنْ اللّٰهِ اِلَّا بَعْدًا
یعنی گو کسی نے بہت کچھ علم بھی حاصل کیا ہو لیکن اسپر ہدایت کا پرتو نہ پڑا
ہو تو اللہ سے سوائے دوری کے اور کوئی چیز حاصل نہیں ہو۔ اور نیز
وہ شخص اس مضمون سے نا بلد ہو کہ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
عَالِمٌ لَّمْ يَنْفَعَهُ اللّٰهُ بِعِلْمِهِ سَخَتْ لِرِ عَذَابٍ قِيَامَتِ كَيْ دُنِ اَوْسِ عَالَمِ
پر ہو گا کہ جسکو علم سے فائدہ نہ پہنچے اور وہ جناب رسالت مآب صلعم کے
اس دعا سے عبرت انگیز سے بھی نا واقف ہو جو آپ اکثر بارگاہ قدس میں
کیا کرتے تھے کہ اے پروردگار پناہ چاہتا ہوں میں ایسے علم سے جو نفع بخش نہ ہو
۵ اصل دعا یہ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَفَلَسٍ یَّجْعَلُ عَلٰی رِیْقٍ وَدَعَا

اور اوس دل سے کہ جسمین تیرا ڈرنہ ہو۔ اور ایسے عمل سے کہ جو مدارج عالی
 پر نہ پہنچائے۔ اور اوس دعا سے جو مقبول نہو۔ اور نیز فرماتے ہیں کہ
 میں نے معراج کی شب ایک ایسی جماعت دیکھی کہ جتنے ہونٹ مقراض نار
 جہنم سے کٹے ہوئے تھے میں نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو تو انہوں نے
 کہا کہ ہم وہ لوگ ہیں جو دوسروں کو نیکی کی ہدایت کرتے رہے مگر خود اس
 غافل تھے۔ اور دنگو شر سے پرہیز کر نیکیا حکم کرتے تھے حالانکہ ہم خود اوس
 میں مبتلا تھے۔ جبکہ علما کی بوجہ ترک عمل ایسی درد انگیز حالت ہی تو جہلا
 کا خدا ہی حافظ ہی۔ پس انسان کو مواخذہ الہی سے بچنے کے لئے جو کچھ حقا
 کرنی ہو وہ ظاہر ہی۔ یہاں تک تو حصول علم کی ضرورت کا ذکر تھا۔ اب
 مقاصد علم کا حال سنئے کہ بعض تو صرف حصول رضاے الہی اور مرتب
 اخروی کے لحاظ سے تحصیل علم کرتے ہیں جبکہ شمار زمرہ فائزین میں
 اور بعضوں کو دنیوی وجاہت و جاہ کا خیال حصول علم کے طرف مائل کرتا
 تاکہ وہ اپنی زندگی کو عمدہ حالت میں بسر کریں جب ایسی نیت ہو جاتی
 ہی تو ایک قسم کی رکاکت اور خست مقصود سے متعلق ہو جاتی ہی جس سے
 ایسے گروہ کی حالت خطرناک ہو جاتی ہی۔ کیونکہ اگر قبل توبہ کے اجل نے

تعمیل کی تو سود خاتمہ کا خوف ہی اور ان لوگوں کے لئے یہ بات بھی شیت
 ایزدی سے متعلق ہے کہ فایز بہ توبہ ہوں۔ اور اعمال نیک کے اختیار
 کرنے سے تلافی یافت ہو جائے اور بمصدق التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ
 كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ وہ بھی فایزین میں محسوب ہو جائیں۔ تیسرے درجہ
 میں وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے ظاہر و باطن میں بالکل اغراض نفسانی کی پابندی
 کی ہے اور علم کو محض ذریعہ حصول و جاہت اور تفاخر دنیوی کا خیال کیا
 اور باوجود اسکے جو علماء کی ہیت اور لباس اور گفتگو میں اونکے رسوم
 اختیار کئے ہوئے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ بارگاہ اقدس میں بھی مرتبت
 حاصل ہے۔ درحقیقت یہ لوگ بالکلین سے ہیں اس لئے کہ اونکا یہ خیال
 ابھانہ کہ ہم فائزین سے ہیں اونکو توبہ کرنے سے بھی محروم رکھتا ہے
 اور وہ اس آیت کریمہ سے بھی غافل ہیں کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ
 مَا لَا تَفْعَلُونَ اے ایمان والو ایسے باتیں کیوں کرتے ہو کہ جس پر
 تمہارا عمل نہیں ہے اور انہیں لوگوں کے مناسب حال جناب سالما علیہم
 ارشاد فرماتے ہیں اَنَا مِنْ غَيْرِ الدِّجَالِ أَخَوْفُ عَلَيْكُمْ فَقِيلَ وَمَاهُو
 يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ عُلَمَاءُ السُّوءِ يَعْنِي جَهْدُ جَالِ كَسَاةٍ بِي

اور لوگوں سے تمکو مضرت پہنچنے کا زیادہ تر خوف ہی تو صحابہ نے
 عرض کیا کہ یا رسول اللہ دجال کے سواے اور کس سے مضرت کا
 اندیشہ ہی تو آپ نے فرمایا کہ عالمان۔ بے عمل سے یعنی وہ جو صرف
 برائے نام عالم کہلاتے ہیں جنکا علم زبان ہی پر ہی اور دل نور علم
 سے منور نہیں ہے یہ بھی منافقین میں سے ہیں جنہوں نے علم کو
 محض حرفہ کے طور پر حاصل کیا ہے اور کئی غرض فقط دنیا حاصل کرنا
 کیونکہ دجال کا کام تو صرف گمراہ کرنا ہے اور یہ علماء گو زبان سے دنیا
 کے بُرائیاں سن کر لوگوں کے دل کو اس سے پہراتے ہیں مگر
 زبان حال و اعمال سے اوسمیں پہننے کی ترغیب دلاتے ہیں۔
 اور یہ ظاہر ہو کہ بہ نسبت اقوال کے افعال کو طبعیت میں زیادہ تر
 اثر ہے۔ خاص کر جہاں کو امور دنیا کے جانب جو میلان ہو جاتا ہے
 وہ ایسے ہی علماء کے جرات دلانے سے ہے۔ پس باوجود اسکے
 کہ انکا علم باعث گمراہی عوام الناس ہے کبھی تو یہ حصول جنت کی تمنا
 میں مبتلا ہیں۔ اور کبھی جمع مال کی آرزو انکی دامنگیر ہے۔ ان کے کان
 بلحاظ علمیت اس خط میں بھی مبتلا ہیں کہ ہم ان کے اور اس کے اگمہ ہو جاتا ہے

مشخص ممتاز ہین۔ لہذا انسان کو چاہئے کہ حتی الامکان فریق ثانی
 (مخاطبین) سے پر حذر رہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہین کہ
 توبہ کرنے میں جلدی نہیں کرتے اور تعجیل اجل کی وجہ سے اپنی عاقبت
 بگاڑ لیتے ہین اور فریضہ ثلث (مالکین) میں ہو جانے سے توبہ ہی
 احتراز کرنا لازم ہے کیونکہ اس سے سوائے ہلاکت کے مطلقاً نجات کی
 توقع ہی نہیں ہے۔ بہر حال اب ہم اصل مقصود کے طرف رجوع کرتے ہین
 یعنی بیان کرتے ہین کہ ہدایت ہدایت کیا ہے تاکہ ہر شخص اسکو سمجھے
 اور اسکا تجربہ کرے۔ ہدایت ہدایت ظاہری تقویٰ ہے اور نہایت ہدایت
 باطنی تقویٰ۔ بہر حال سرمایہ نجات انسان تقویٰ ہے۔ اور جو لوگ صفت
 تقویٰ سے متصف ہین وہی فائزین سے ہین۔ تقویٰ امثال اور امر
 الہی اور اجتناب مساہی کو کہتے ہین پس امثال واجتناب کو ظاہری
 تقویٰ سے جہانگشت ملحق ہے یعنی اداب طاعات اور اداب ترک
 معاصی اسکا ذکر بطور اختصار کے کیا جاتا ہے اور اسکے ساتھ ہی
 صحبت کا ذکر بھی مناسب ہے تاکہ یہ کتاب جملہ مطالب ضروری

قسم اول اداب طاعات

او امر الہی کے دو قسم ہیں فرایض اور نوافل فرایض بمنزلہ راس المال اور اسل تجارت کے ہیں اور اس کے ذریعہ سے انسان مہلکات سے نجات پاسکتا ہے اور نفل قائم مقام نفع کے ہے اور وہی مدارج اعلیٰ پر پہنچنے کا ذریعہ ہے چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہے قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَا تَقَرَّبَ إِلَى الْمُتَقَرَّبُونَ بِمِثْلِ إِدَاءِ مَا فَرَضَنْتُ عَلَيْهِمْ وَلَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَتَقَرَّبُ إِلَى التَّوَافُلِ حَتَّى أَحَبَّهُ فَإِذَا أَحَبَبْتَهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَلِسَانَهُ الَّذِي يَنْطِقُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا حضرت رسالت مآب فرماتے ہیں کہ جناب باری عظم شانہ سے یہ ارشاد ہوتا ہے کہ مقربین بارگاہ قدس نے میرا تقرب اون احکام کے ادا کرنے سے نہیں حاصل کیا ہے جو اونہ فیض کر دئے گئے ہیں بلکہ ہمیشہ بندہ کا تقرب ادا ہی نوافل سے زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ میں اسکو دوست رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں اسکو دوست رکھتا ہوں تو یہ ہو جاتا ہوں کہ جسکے ذریعہ سے وہ سناؤ

جسکے ذریعہ سے وہ دیکھتا ہے۔ اوسکی زبان بنجاتا ہوں جس سے وہ گفتگو کرتا ہے اوسکا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ کسی چیز کو پکڑتا ہے اور اوس کے پیر بنجاتا ہوں جس کے وسیلہ سے وہ چلتا پھرتا ہے اس درجہ تقرب کے حاصل کرنے کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ قلب و جوارح سے اوامر الہی کے حفظان کی پابندی از صبح تا شام رہے کیونکہ خداوند عالم ظاہر و باطن کے حالات سے واقف ہے تمامی خطرات اور حرکات و سکنات پر اور اسکا علم محیط ہے حالات خلوت و جلوت سب اوسپر کھلے ہوئے ہیں قرۃ کے سکون و حرکت پر وہ مطلع ہے خیانت چشم اور مخفیات صدور کو وہ جانتا ہے کوئی بہید اوسپر پوشیدہ نہیں ہے لہذا چاہئے کہ اجتناب معاصی اور حصول اداب طاعات میں کوشش لگی رہے جو ذریعہ حصول تقرب بارگاہ ایزدی کا ہے لیکن سب بات کا حاصل کرنا بغیر تقسیم اوقات اور دوام ورود و ظایف کے محال ہے یعنی وقت بیداری سے وقت استراحت تک اوامر الہی کا پابند رہنا لازمی ہے۔

آداب استیقاظ یعنی بیداری

بُٹنے کی عادت کرنی چاہئے اور پہلی جو

چیز دل میں خطور کرے یا زبان سے نکلے وہ اپنے پروردگار کا ذکر ہو اس لئے یہ دعا پڑھا کرے۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا
وَالِيَهُ النُّشُورُ أَصْحَبْنَا وَأَصْبَحَ الْمَلَكُ لِلَّهِ وَالْعِظَةُ وَالسُّلْطَانُ لِلَّهِ
وَالْعِزَّةُ وَالْقُدْرَةُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَصْحَبْنَا عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ
وَعَلَى كَلِمَةٍ أَهْلًا حَاضِرِينَ وَعَلَى دِينِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَعَلَى مِلَّةِ آبَائِنَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ
اللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ
وَالِيكَ النُّشُورُ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ أَنْ تَبْعَثَنِي فِي هَذَا الْيَوْمِ
إِلَى كُلِّ خَيْرٍ وَنَعُوذُ بِكَ أَنْ نَجْتَزِعَ فِيهِ سُوءًا أَوْ نَجْزِعَ إِلَى
مُسْلِمٍ أَوْ يَجْزِعَ أَحَدٌ إِلَيْنَا نَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذَا الْيَوْمِ وَخَيْرَ
مَا فِيهِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذَا الْيَوْمِ وَشَرِّ مَا فِيهِ لِبَاسِ
پہنے کے وقت بھی خدا کے احکام کا یعنی ستر عورت کا خیال رہے
کیونکہ جو لباس لوگوں کے دکھانا نیکے غرض سے پہنا جاتا ہے وہ خسر کا باعث ہے

بیت الخلائین داخل ہونے کے وقت بایان پاؤں پہلے کیے اور

15

کائنات میں مخلوق کا رہن
 ہر ایک کو ان کے نقصان
 سے بچانے کے لیے ہر ایک کو
 دعا کرتے ہیں کہ ان کے
 ہر ایک سے دعا ہے کہ ان کے
 اور ان کے ہر ایک سے
 کی دعا ہے کہ ان کے
 ہر ایک سے دعا ہے کہ ان کے
 ہر ایک سے دعا ہے کہ ان کے
 ہر ایک سے دعا ہے کہ ان کے

واپسی کے وقت سیدنا پادشہ برہنہ سرنگے پاؤں بیت الخلا میں
 سنا جانا چاہئے اور ساتھ کوئی ایسی چیز ہونی چاہئے کہ جس پر خدا یا
 اس کے رسول کا نام لکھا ہوا ہو بیت الخلا میں جاتے وقت یہ دعا
 پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الرَّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِثِ الْمُخْبِتِ الشَّيْطَانِ
 الرَّجِيمِ اور واپس نکلنے کے وقت پڑھے غُفْرَانَكَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
 الَّذِي اَذْهَبَ عَنِّيْ مَا كُنْتُ بِنِيْ وَابْقَىٰ فِیْ مَا يَنْفَعُنِيْ قضاے حاجت
 کے وقت کلوخ موجود رکھے قضاے حاجت کے جگہ پانی سے
 استنجائے اور پیشاب کے بعد کھنکھارے اور تین دفعہ عضو تناسل
 کو سوت دے اور اس کے نیچے بایان ماتہ پہیرے کہ جس سے
 قطرات باقیماندہ خارج ہو جائیں اگر جگلی میں قضاے حاجت
 کی ضرورت ہو تو ایسی جگہ اختیار کرے کہ لوگوں کی آمد و رفت
 نہ ہو اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو کسی چیز کی آڑ کر لے قضاے حاجت کو
 بیٹھنے سے پہلے برہنہ نہو چاند اور سورج کے محاذی نہ بیٹھے قبلہ
 کے جانب رو و پشت نہ کرے مجمع سے پرہیز کرے آب غیر جاری
 میں پیشاب نہ کرے نثر دار درختوں کے نیچے نہ بیٹھے پتھر اور سخت

یہ سورت ہر وقت پڑھ کر
 پتھر سے جو زہر دلا گیا ہو
 مٹ جائے
 یہ سورت ہر وقت پڑھ کر
 پتھر سے جو زہر دلا گیا ہو
 مٹ جائے
 یہ سورت ہر وقت پڑھ کر
 پتھر سے جو زہر دلا گیا ہو
 مٹ جائے

زمین اور ہوا کے رخ پر پیشاب نکرے کہ چھینین نہ اوڑھیں اس کے
 متعلق یہ حدیث وارد ہے کہ **إِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِثْلُهُ** اور
 جب قضاے حاجت کے لئے بیٹھے تو بائیں پیر کے جانب ذرا
 ہچکا رہے کھڑے ہو کر پیشاب نکرے مگر بضرورت استنجا
 پہلے کلوخ سے اور پھر پانی سے افضل ہے اگر اقتصا
 مقصود ہو تو صرف پانی پر کفایت کرے۔ اگر کلوخ پر
 اقتصار مقصود ہو تو تین پتھر پاک ہون بول اور
 سجا ست کو اس ترکیب سے پاک کرے کہ سجا ست
 منقل نہو قضیب کو بڑے پتھر پر تین مختلف جگہ چھوانے سے بھی
 طہارت حاصل ہوتی ہے اگر تین پتھر کافی نہو تو پانچ سات یا طاق عدد
 جو کچھ ہو لے سکتے ہیں کیونکہ عدد طاق مستحب ہے استنجا بائیں ہاتھ سے
 کریں اور بعد طہارت کے اس دعا کو پڑھے **اللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ الْبَغَائِ وَحَصِّنْ**
فَرْجِي مِنَ الْفَوَاحِشِ بعد طہارت کے ہاتھ کو زمین یا دیوار پر رگڑ کر پانی دھو چاہئے

اداب وضو

قبل از وضو سواک کریں کہ منہ پاک ہوتا ہے یہ فعل پسندیدہ خدا ہے شیطان

۱۔ یہ عام مذاب
 ۲۔ کلوخ بائیں پیر
 ۳۔ اس کے رخ پر
 ۴۔ اس کے رخ پر
 ۵۔ اس کے رخ پر
 ۶۔ اس کے رخ پر
 ۷۔ اس کے رخ پر
 ۸۔ اس کے رخ پر
 ۹۔ اس کے رخ پر
 ۱۰۔ اس کے رخ پر

اوس سے بہاگ جاتا ہی ایک وقت مسواک کے ساتھ نماز ادا کرنا
 بلا مسواک کے ستر نماز سے افضل ہے چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے روایت ہے کہ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَشَقَّ عَلَى
 أُمَّتِي لَأَمَرْتُ بِمُتَابَعَةِ النَّسَائِكِ فِي كُلِّ صَلَاةٍ جَنَابِ رَسَالَتِ مَآبِ فَرَاتِ هِنِ
 کہ اگر دشوار نہ ہوتا میری امت پر تو حکم کرتا میں کہ ہر نماز کیلئے مسواک کریں
 وَعَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ بِالنَّسَائِكِ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يَكْتَبَ
 عَلَيَّ أَوْ نِزَارُ شَادِ هُوَ تَا هِی کہ مجھے خداوند عالم کا حکم خاص کر مسواک کے بارہ
 میں اس تاکید کے ساتھ ہوا ہے کہ مجھ کو خوف تھا کہ کہیں فرض نہ ہو جائے
 وضو کے وقت قبضہ کے طرف متوجہ ہو کر بلند جگہ بیٹھے تاکہ چھین نہ آویں
 ہاتھ دھو نیلے قبل اس کا پڑ ہے۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اَعُوذُ بِكَ مِنْ هَٰذِهِ الشَّيْءِ
 اَعُوذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَحْضُرُونَ پہر ہاتھ تین مرتبہ دھو دے اور کہے
 اللَّهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْیَمْنَ وَالْبَرَکَۃَ وَاعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّوْمِ وَالْهَلَکَۃِ
 رفعِ حدِّثِ یا استباحۃ صلوۃ کی نیت کرے مگر نیت منہہ دھونے کے
 قبل کرنی چاہئے پہر تین مرتبہ مضمضہ کرے پانی راس حلقوم تک پہنچایا
 بشرطیکہ روزہ دار نہ ہو کیونکہ روزہ کی حالت میں اس قدر مبالغہ سے غطا

نسخہ شریف از کتب خانہ
 جامعہ اسلامیہ دارالعلوم
 دیوبند
 نسخہ شریف از کتب خانہ
 جامعہ اسلامیہ دارالعلوم
 دیوبند
 نسخہ شریف از کتب خانہ
 جامعہ اسلامیہ دارالعلوم
 دیوبند
 نسخہ شریف از کتب خانہ
 جامعہ اسلامیہ دارالعلوم
 دیوبند

کا خوف ہو اور یہ دعا پڑھے **اللَّهُمَّ اعْنِي عَلَى تِلَاوَةِ كِتَابِكَ وَلِكُثْرَةِ الذِّكْرِ**
لَكَ وَتَشْتَنِي بِالْقَوْلِ النَّاسِ فِي الْحَيَاةِ الْمُنَاوِنِ وَفِي الْآخِرَةِ اور پھر مین مرتبہ
ناک مین پانی لیوے اور جو کچھ رطوبت ناک مین ہو اس کو پاک کرے اور جب
ناک مین پانی لیوے تو اس دعا کو پڑھے **اللَّهُمَّ ارْحِنِي رَاحَةَ الْجَنَّةِ**
وَكَانَتْ عَنِّي رَاحٍ اور جب مینی پاک کرے تو اس دعا کو پڑھے **اللَّهُمَّ**
إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ رَوَاحِجِ النَّارِ وَسُوءِ الدَّارِ پھر سطح منہ کو پیشانی
 سے تھوڑی ٹک طول مین اور عرض مین ایک کان سے دوسری کان تک
 دھونا چاہئے تاکہ جہان کہین چہرہ پر بال ہوں جیسے ابو وغیرہ خوب تر
 ہو جائیں۔ اور عورات کو پیشانی کی ابتدا مانگ کے قریب سے خیال کرنا چاہئے

اگر ریش کم ہو تو بالوں کے تہ مین پانی پھونکنا۔ جب ہر شجران ہو تو
 انگلیوں سے علا کہ یہاں سے منہ دھونے کے وقت یہ دعا پڑھے
اللَّهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِي بِوَرْدِكَ يَوْمَ تَبْيَضُّ وَجُوهُ أَوْلِيَايَاكَ وَلَا تَسْوَدْ
وَجْهِي بِظُلْمَاتِكَ يَوْمَ تَسْوَدُّ وَجُوهُ أَعْدَايَاكَ پھر دونوں ہاتھ بعبادت
 معروف کہنی تک دھوین بہ ترتیب یعنی پہلے دھنا اور پھر بائیں اور
 دھنا تاکہ دھونے کیوقت یہ دعا پڑھے۔ **اللَّهُمَّ اعْظِمْنِي كِبَارًا فِي قَسَمِي**

یہ دعا روزانہ پڑھ کر
 پڑھنے اور تیسے زیادہ
 کر کے اس طافط صلا
 دیا۔ اور دنیا و آخرت
 میں نازل ثابت ہو جائے
 اور جو کچھ غرض
 سمجھا اور سمجھ سے رہے
 مع اس قدر اور عالم
 دفع سے اور دفع کرے
 اس قدر

یہ دعا روزانہ پڑھ کر
 پڑھنے اور تیسے زیادہ
 کر کے اس طافط صلا
 دیا۔ اور دنیا و آخرت
 میں نازل ثابت ہو جائے
 اور جو کچھ غرض
 سمجھا اور سمجھ سے رہے
 مع اس قدر اور عالم
 دفع سے اور دفع کرے
 اس قدر

وَحَاسِبُنِي حِسَابًا يَسِيرًا يَا اِيَّاهُ دَعَوْتُكَ يَوْمَ تَكُونُ الْأَشْيَاءُ إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ مَلَكًا
 اللَّهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ اَنْ تُعْطِنِي كِتَابِي بِشَيْءٍ اِيَّاهُ دَعَوْتُكَ يَوْمَ تَكُونُ الْأَشْيَاءُ إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ مَلَكًا
 وَرَاطْهُرِي يَوْمَ تَكُونُ الْأَشْيَاءُ إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ مَلَكًا
 يَوْمَ تَكُونُ الْأَشْيَاءُ إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ مَلَكًا
 اللَّهُمَّ غَشَّيْنِي بِخَيْرِكَ وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ وَأَخْلَعْ
 تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّكَ اللَّهُمَّ حَرِّمْ شَعْرِي وَبَشْرِي
 عَلَى النَّارِ يَوْمَ تَكُونُ الْأَشْيَاءُ إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ مَلَكًا
 سب تر ہو جائے اور انگشت نامی شہادت سے کانوں کے اندر مس کرے
 بیرونی جہت کا مس سر انگشت سے کیا جاوے اور اس وقت یہ پڑھے
 اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الَّذِينَ يَتِمَّعُونَ الْقَوْلَ وَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ اللَّهُمَّ
 اسْمَعْنِي مَنَادِي الْجَنَّةِ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْأَبْدَارِ پھر گردن کا مس بطریق
 معمول کیا جاوے اور اس وقت یہ دعا پڑھے اللَّهُمَّ فَكَّرْتُ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ
 وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْأَعْقَالِ پھر دونوں پانوں ٹخنوں تک دھو کر
 اور انگلیوں کا خمال بائیں پانوں سے کرے کہ پہلے بائیں ہاتھ کے چھوٹی انگلی سے
 سیدھے پانوں کے انگلیوں میں خمال کرے مگر ابتدا سیدھے پانوں
 کے چھوٹی انگلی سے کیا جاوے اور پھر علی الترتیب خمال کرتے ہوئے

یہ دعا پڑھ کر پانوں کو دھو کر
 انگلیوں سے کرے کہ پہلے بائیں ہاتھ کے چھوٹی انگلی سے
 سیدھے پانوں کے انگلیوں میں خمال کرے مگر ابتدا سیدھے پانوں
 کے چھوٹی انگلی سے کیا جاوے اور پھر علی الترتیب خمال کرتے ہوئے

۱۵ اجازت کے لئے
 ۱۴ اجازت کے لئے
 ۱۳ اجازت کے لئے
 ۱۲ اجازت کے لئے
 ۱۱ اجازت کے لئے
 ۱۰ اجازت کے لئے
 ۹ اجازت کے لئے
 ۸ اجازت کے لئے
 ۷ اجازت کے لئے
 ۶ اجازت کے لئے
 ۵ اجازت کے لئے
 ۴ اجازت کے لئے
 ۳ اجازت کے لئے
 ۲ اجازت کے لئے
 ۱ اجازت کے لئے

بائیں پانوں کے خضر پر ختم کرے۔ انگشت خلال کو نیچے کے طرف سے
 انگلیوں کے بیچ میں پہنچا دے سیدنا پانوں دھونے کے وقت یہ
 دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِيْ عَلٰی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ مَعَ اَقْدَامِ عِبَادِكَ
 الصّٰلِحِيْنَ بَايَان پانوں دھونے کے وقت یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ
 اَنْ تَزِلَّ قَدَمِيْ عَلٰی الصِّرَاطِ فِي النَّارِ يَوْمَ تَزِلُّ اَقْدَامُ الْمُنَافِقِيْنَ
 وَالْمُشْرِكِيْنَ پانوں کے دھونے میں احتیاط یہ ہے کہ نصف ساق
 تک ہو۔ بہر حال ہر ہر عضو پر تین تین مرتبہ پانی پہنچایا جاوے۔ اور
 جب وضو سے فراغت ہو تو آسمان کی طرف متوجہ ہو کر یہ دعا پڑھے
 اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ
 مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ
 اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَمِلْتُ سُوءًا وَظَلَمْتُ نَفْسِيْ - اَسْتَغْفِرُكَ وَالتَّوْبُ
 اِلَيْكَ فَاعْفِرْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ
 مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ
 وَاجْعَلْنِيْ صَبُوْرًا شَكُوْرًا وَاجْعَلْنِيْ اَذْكُرَكَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَاسْتَحْك
 بَكْرَةً وَّاَصِيْلًا وضو میں ان دعاؤں کے پڑھنے سے کل خطیات

۱۹
 ۱۸
 ۱۷
 ۱۶
 ۱۵
 ۱۴
 ۱۳
 ۱۲
 ۱۱
 ۱۰
 ۹
 ۸
 ۷
 ۶
 ۵
 ۴
 ۳
 ۲
 ۱

متعلقہ اعضا معاف ہو جاتے ہیں وضو پر مہر ہو جاتی ہے۔ اور عرش کے نیچے جگہ دی جاتی ہے کہ ہمیشہ وہ تسبیح و تقدیس میں مصروف رہے ایسے وضو کا ثواب قیامت تک لکھا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص وضو کا وقت ادعیہ مذکورہ پڑھے اور اس کا تمام جسم پاک ہو جاتا ہے ورنہ صرف اوس قدر پاک ہوگا جہاں پانی پہنچا ہو۔ **فرائض وضو یہ ہیں** منہ اور ناتون کو کہنیوں تک دھونا۔ مسح سر کرنا۔ پائون ٹخنوں تک دھونا **نیت**۔ ترتیب وضو میں سات چیزوں سے احتراز چاہئے (۱) ہاتھوں کو نہ جھکائیں کہ پانی دُور ہو جاوے۔ (۲) منہ دھونے اور مسح سر کیلئے تھوڑا تھوڑا پانی لیکر نہ کھیلتے رہیں۔ بلکہ ایک بار دونوں ہاتھ سے پانی لیکر منہ بھی دھوے اور مسح بھی کرے (۳) وضو کے وقت گفتگو نہ کرے (۴) کسی عضو کو تین مرتبہ سے زیادہ نہ دھویا جاوے (۵) حاجت سے زائد پانی صرف نہ کرے۔ اکثر وجہ وسواس ایسا کیا جاتا ہے مگر اوس سے احتراز لازم ہے کہ اہل وسواس کا شیطان مضحکہ کرتا ہے۔ اور اس مضحکہ کنندہ شیطان کا نام **ولہان** ہے

✽ ابلیس کے نون لڑکے ہیں ہر ایک کا نام اور عمل حسب ذیل ہے (صفحہ ۲۱)

(۶) جو پانی کہ تابش آفتاب سے گرم ہوا اس سے وضو نہ کرے (۷) کانٹے کے طرف سے بھی وضو نہ کرے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰) **ایخترب** موسمہ انداز نماز

۲ **ولہان** محل طہارۃ

۳ **ترلینور** زائد مفتوحہ اور لام شدہ سے۔ بیچ و شرابین برائی پیدا کرنے والا جیسے باغین کا جھوٹی قسم کھانا کیل و میزان کا تفرقہ وغیرہ ان سب ابواب کا یہی محرک ہے۔

۴ **اعور** ترغیب و ہندۂ زنا۔

۵ **وسنان** برا و مفتوحہ و مدین مہملہ ساکنہ۔ نیند کا غلبہ اور غار میں سستی اور سکی ترغیب سے۔

۶ **شریفوفیہ** دہشتہ مصیبتوں اور لڑائیوں میں مبتلا کرنے والا شیطان۔

۷ **داسم** بال و سین مہملتین۔ زن و شوہر میں جھگڑا ڈالنے والا۔

۸ **مطو** میم مفتوحہ اور طاء مہملہ سے۔ محرک کذب۔

۹ **ابیض** یہ انبیا اور اولیاء کے خدمت میں رہتا ہے۔ انبیا اس سے محفوظ ہیں

اولیاء اس سے بچنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اگر اللہ نے بچایا تو خیر و اگر نہ وہ بھی آفت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

آداب غسل

اگر احکام و جماع سے آدمی مجنب ہو تو غسل کرے آداب غسل یہ ہیں۔
 پہلے دونوں ہاتھ کو تین بار دھو ڈالے۔ نجاست بدن سے دور کرے اور
 وضو کرے مگر پانوں نہانے کے بعد دھوے۔ اسوجہ سے کہ (پانوں) ہو کر
 پہرہ اور سکا زمین پر رکھنا) پانی کا ضایع کرنا ہی۔ جب وضو سے فراغت ہو سر پر
 تین بار پانی ڈالے اور رفعِ حدثِ خباثت کی نیت کیا ہو اوپر سیدھے
 مونڈھے پر تین بار۔ اور بائیں مونڈھے پر بھی تین بار۔ اور بدن آگے اور
 پیچھے سے تین تین بار ملے۔ اور سر اور داڑھی کے بالوں میں خلل کرے
 اور بدن کے سلوٹوں میں اور بالوں کی جڑوں میں عام اس سے کہ وہ
 گھنے ہوں یا تھوڑے پانی پہنچا دے۔ وضو کے بعد اپنے ذکر کو چھینے
 سے احتراز کرے کیونکہ اس سے وضو کا اعادہ لازم ہوتا ہے۔ فراغِ غسل
 یہ ہیں نیت۔ ازالہ نجاست۔ کمالِ جسم کا ترک کرنا۔

ادائیہم

اگر پانی دھونڈنے سے بھی میسر نہ آوے یا بیماری یا درندہ جانور یا مہلک
 ڈر ہو یا پانی اس قدر ہو کہ صرف تشنگی کے لئے کافی ہو (تشنگی خود کو یا کسی فقیہ کو)

یا پانی بقیۃ معمولی نہ ملے یا ایسا زخم ہو کہ پانی کے استعمال سے فساد و ضحیٰ
کا خوف ہو۔ تو ان سب صورتوں میں اس وقت تیمم جائز ہے۔ جس وقت کہ فرض
نماز کا وقت آئے۔ تیمم کیلئے چاہئے کہ ایسی زمین دیکھے جس پر پاؤں اور گنا
دوسری مٹی ہو اور اس پر اپنے دونوں ہاتھوں کے انگلیاں جوڑ کر ہٹا کر اسے
اور فرض نماز مباح ہونے کی نیت کر لے۔ اور انکو اپنے تمام چہرہ پر
پہر دے۔ غبار کو بالوں کے نیچے پہنچانے میں خواہ وہ تھوڑے
ہوں یا بہت وقت نہ اڑتا ہے۔ پہر انگلی میں اگر انگلی ٹھکی ہو تو نکال دے
اور انگلیاں کہلی رکھ کر دوسری ضرب مارے اور ہاتھ نکال کر کہنی تک
کرے اگر ایک ضرب کافی نہ ہو تو دوسری ضرب مارے تاکہ کامل مسح ہو جائے
پہر ایک ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی سے ملے اور انگلیوں کے درمیان خلل کرے
ایک تیمم سے ایک وقت کی فرض نماز اور نوافل جتنے چاہیں پڑھ سکتے ہیں
دوسری فرض نماز کے لئے جدید تیمم چاہئے۔

آداب روانگی مسجد

جب طہارت سے فارغ ہو چکے اگر صبح ہو گئی ہو تو صبح کے دو رکعت نماز
سنت مکان میں پڑھ لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے

پھر مسجد کو جاوے جماعت کو ترک نہ کرے خصوصاً نماز صبح میں کیونکہ تنہا نماز سے جماعت کی نماز سائیں درجہ افضل ہے مسجد کو جاے تو جلد جلد نہ چلے وقار اور آہستگی کے ساتھ جاے اور راستہ میں یہ دعا پڑھے
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ وَبِحَقِّ الرَّاعِیِّیْنَ
 اِلَیْكَ وَبِحَقِّ مُمْسَايَ هَذَا الْبَلَدِ فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَسْرًا وَلَا بَطْرًا
 وَلَا رِیَاءً وَلَا سُمْعَةً بَلْ خَرَجْتُ اِنْفَاءً لِّسُخْطِكَ وَابْتِغَاءً مَّرَضَانِكَ
 فَاسْأَلُكَ اَنْ تَقْدِدْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِّ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهُ
 لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

آداب دخول مسجد

مسجد میں داخل ہونے کے وقت سیدنا پانچون بڑاوسے اور یہ دعا
 پڑھے اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ
 اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَاَفْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ مسجد میں بیچ و شر
 منع ہو اور گرم شدہ چیز کی تلاش بھی۔ اگر کوئی ان باتوں میں مشغول ہو
 تو کہے خدا نے تمہارے معاملہ میں برکت دیوے اور نہ تمہاری گرم شدہ
 چیز تمہیں ملے حدیث میں یوں بھی وارد ہے۔ کیونکہ مسجد عبادت کیلئے

[illegible]

جاکہ ہون کر بچا رہے تو
میرے لئے کھانا بنایا گیا
اس کو کافی خوش ہو کر
اپنے اس افسردہ حال سے
خارج ہو گیا اور وہی آلہ
دعا کے ساتھ کہیں بیٹھ گیا
اسے انصاف سے سمجھا دیا
اور میرے لئے بھی وقت
کے دروازے کھول دیئے

ہو نہ ایسے ابواب کے لئے مسجد میں داخل ہونے کے بعد بغیر دو رکعت
مستحب پڑھنے کے نہ بیٹھے اگر طہارت نہ ہو یا تختہ مسجد کے پڑھنے کا
ارادہ نہ ہو تو تین مرتبہ دعاء باقیات الصالحات یعنی سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ
لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ (اور بعض کے بعد وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ
إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ بھی زیادہ کرتے ہیں) پڑھے اور بعض کہتے ہیں
کہ چار بار اور بعض دن کا قول ہو کہ بے وضو تین بار پڑھے اور وضو
ہو تو صرف ایک بار اور اگر سنت دو رکعتیں گہرور نہ پڑھی ہوں تو اوہنین
دو رکعتوں کا پڑھ لینا تختہ مسجد کے لئے بھی کافی ہے جب یہ دو رکعت
پڑھ لے تو پھر اعکاف کی نیت کرے اور یہ دعاء جو جناب رسالتا صلعم
پڑا کرتے تھے پڑھے اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ
تَهْدِي بِهَا قَلْبِي وَتَجْمَعُ بِهَا شَعْلِي وَتَرْدُّ بِيهَا
الْفِتْنَى وَتُصَلِّحَ بِيهَا دِينِي وَتَحْفَظَ بِيهَا عَائِي وَتَرْفَعُ بِيهَا شَاهِدِي
وَتَرْزُقَ بِيهَا عَمَلِي وَتَبَيِّنَ بِيهَا وَجْهِي وَتَهْتِمَ بِيهَا رُشْدِي
وَتَقْضِيَ لِي بِهَا حَاجَتِي وَتَقْصِمَ بِيهَا مِنْ كُلِّ سُوءٍ - اللَّهُمَّ
إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا خَالِدًا إِيمَانًا بَارِعًا شَرَفًا وَلَيْسَ صَادِقًا

[illegible]

وَنُورًا فِي بَشِيرِي وَنُورًا فِي حُجْرِي وَنُورًا فِي دَمِي وَنُورًا فِي عِظَامِي
 وَنُورًا مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَنُورًا مِنْ خَلْفِي وَنُورًا عَنْ شِمَالِي وَنُورًا
 مِنْ قَوْفِي وَنُورًا مِنْ قَعِّي اللَّهُمَّ زِدْنِي نُورًا وَاعْطِنِي نُورًا
 وَاجْعَلْ لِي نُورًا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اس کے بعد فرض
 نماز کے پڑھنے تک ذکر اور تسبیح اور قرات میں مشغول رہے اس اثنا
 میں جب موزن اذان شروع کرے تو اس کا جواب دے یعنی
 اَکْرَهُهُ اللَّهُ أَكْبَرُ کہے تو آپ بھی اللہ اکبر کہے اسی طرح ہر ایک کلمہ
 مگر حیتین میں یعنی جب وہ کہے حَرَمَ عَلَى الصَّلَاةِ وَحَمَى عَلَى الْفَلَاحِ تو
 لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ کہے اور بجواب الصَّلَاةُ
 خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہے صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ
 الشَّاهِدِينَ کہے قامت میں بھی اس طرح کہنا چاہئے مگر قد قامت
 الصَّلَاةُ کہے جواب میں أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَامَهَا مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ
 وَالْأَرْضُ کہے اور جب جوابات موزن سے فراغت ہو تو یہ دعا
 پڑھے اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِنْدَ حُضْرٍ صَلَوَاتِكَ وَأَصَوَاتِ
 دُعَائِكَ وَإِدْبَارِ لَيْلِكَ وَإِقْبَالِ نَهَارِكَ أَنْ تُقَوِّيَ مُحَمَّدًا

کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو نور عطا فرمایا ہے اسی طرح ہم کو بھی نور عطا فرمائے۔
 اور جب نماز شروع ہو تو اس کا جواب دے اور جب اللہ اکبر کہے تو آپ بھی اللہ اکبر کہے۔
 اور جب حَرَمَ عَلَى الصَّلَاةِ کہے تو اس کا جواب دے۔
 اور جب صَدَقْتَ کہے تو اس کا جواب دے۔
 اور جب خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہے تو اس کا جواب دے۔
 اور جب أَقَامَهَا اللَّهُ کہے تو اس کا جواب دے۔
 اور جب دُعَائِكَ کہے تو اس کا جواب دے۔
 اور جب وَإِدْبَارِ لَيْلِكَ کہے تو اس کا جواب دے۔
 اور جب وَإِقْبَالِ نَهَارِكَ کہے تو اس کا جواب دے۔
 اور جب أَنْ تُقَوِّيَ مُحَمَّدًا کہے تو اس کا جواب دے۔

اے سید زین العابدین
 اے سید محمد باقر
 اے سید کاظم
 اے سید رضا
 اے سید حسین
 اے سید علی
 اے سید محمد
 اے سید کاظم
 اے سید رضا
 اے سید حسین
 اے سید علی
 اے سید محمد

فِي الْوَسِيلَةِ وَالْفَضِيلَةِ وَالذَّرَجَةِ الرَّفِيعَةِ وَابْعَثَهُ الْمَقَامَ
 الْحَمْدُ الَّذِي وَعَدْتُهُ إِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمِيعَادَ يَا أَرْحَمَ
 الرَّاحِمِينَ۔ اگر حالت نماز میں اذان کی آواز آوے تو پہلے نماز
 تمام کرے اور پھر اسے جواب کے طرف مشغول ہو۔ اگر نماز باجماعت
 ہو تو مجرد تکبیر تحریر یہ امام کے مشغول باقتدا ہو اور بعد تمام نماز کے یہ دعا
 پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ
 اَنْتَ السَّلَامُ وَعِنْدَكَ السَّلَامُ وَالْيَاكُ يَعُوذُ السَّلَامُ خَيْرًا
 رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكَتْ يَا ذَا الْجَلَالِ
 وَالْاِكْرَامِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ الْاَعْلَى الْوَهَّابِ
 لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
 يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ
 شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ اَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالشَّاءِ
 الْحَسَنِ اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَلَا تَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ
 وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔ بعد اسکے دعائی جامع الکلم یعنی
 وہ دعا پڑھے جو جناب رسالت آب صلعم نے حضرت عایشہ صدیقہ

۲۹
 بین دو نمازوں میں پڑھیں
 اگر نماز باجماعت ہو تو پہلے نماز تمام کرے اور پھر اسے جواب کے طرف مشغول ہو۔ اگر نماز باجماعت ہو تو مجرد تکبیر تحریر یہ امام کے مشغول باقتدا ہو اور بعد تمام نماز کے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَعِنْدَكَ السَّلَامُ وَالْيَاكُ يَعُوذُ السَّلَامُ خَيْرًا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكَتْ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ الْاَعْلَى الْوَهَّابِ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ اَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالشَّاءِ الْحَسَنِ اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَلَا تَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔ بعد اسکے دعائی جامع الکلم یعنی وہ دعا پڑھے جو جناب رسالت آب صلعم نے حضرت عایشہ صدیقہ

[illegible]

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کر تعلیم دے رہی تھی جو میرے ہر اللہم راقی اسألت
مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ
وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ
أَعْلَمْ وَأَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا يَقْرَبُ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ وَعَمَلٍ وَنِيَّةٍ
وَإِعْتِقَادٍ وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَبَنِيكَ
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَغَاذَكَ
مِنْهُ عَبْدُكَ وَبَنِيكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ وَمَا
قَضَيْتَ عَلَى مِنْ أَمْرٍ فَاجْعَلْ عَاقِبَتَهُ رَشِيدًا اس کے بعد وہ
دعا پڑھے جس کے پڑھنے کی وصیت جناب رسالت، آبِ صلم نے
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کی تھی یعنی۔ يٰ اَحْمَدُ يٰ اَقْبَرُ يٰ اَكْبَرُ
وَالَاكْرَمُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ وَمِنْ عَذَابِكَ
أَسْتَجِيرُ لَا تَكُنْ لِي إِلَى نَفْسِي وَلَا إِلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ طُفْرَةً
عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ بِمَا أَصْلَحْتَ بِهِ الصَّالِحِينَ پھر دعا
عیسے نبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھے یعنی اللَّهُمَّ إِنِّي أَصْبَحْتُ
لَا أَسْتَطِيعُ دَفْعَ مَا أَلَدُّهُ وَلَا أَمْلِكُ نَفْعَ مَا رَجَوُ وَ أَصْبَحُ

الْأَمْرِ بِدَكَ لَا يَمِيدُ غَيْرَكَ وَأَصْبَحْتُ مَرْتَهَنًا لِعَمَلِي فَلَا فِقْرًا
 أَفْقَرُ مِنْهُنَّ إِلَيْكَ وَلَا غِنًى أَغْنَى مِنْكَ عَنِّي اللَّهُمَّ لَا تَشْتِ
 بَنِي عَدُوِّي وَلَا تَشُوْبِي صَدِيقِي وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتِي فِي دِينِي وَ
 لَا تَجْعَلْ الدُّنْيَا آخِرَ هَمِّي وَلَا تَبْلُغْ عَلَيَّ وَلَا تَسْلُطْ
 عَلَيَّ بِذَنْبِي مَنْ لَا يَرْحَمُنِي - اس کے بعد دعوات مشہورہ
 جو میر ہو پڑے بہر حال نماز صبح پڑھنے کے بعد طلوع آفتاب تک
 اوقات چار کاموں کے لئے منقسم ہوں اس ترتیب سے -
 وظیفہ دعوات - وظیفہ اذکار و تسبیحات - وظیفہ قرات قرآن
 وظیفہ تفکر - وظیفہ تفکر میں جن باتوں کا خیال ضرور ہے وہ
 یہ ہیں - ذنوب - خطیئات - قصور عبادت - خوف عذاب
 تَضِيعِ اَوْقَاتِ - تَذَارِكِ مَافَاتِ - تاکہ کوئی برائی سر نہ ہو -
 ممکنہ کے ادا کرنے کا خیال رہے - اور اوس میں بھی انضلیت
 کا لحاظ ہو - اور نیز قرب اجل اور امیدوں کو کاٹنے والی موت
 کو نہ ہو لے - یہ بھی پیش نظر رہے کہ قریب تر سب اختیار
 سلب ہو جائینگے - طول امید سے سوائے حسرت و ندامت کے

کام سے اپنے دین سے
 اور دوسرے کے اپنے دین
 میں ہے اور میں اپنے دین
 سے ہوں نہ اس میں سے
 کوئی فائدہ نہیں ہے کہ
 زیادہ ترسے یا کوئی چیز
 اپنی فتنہ ادا میں نہ
 اور میرے دوست کریم
 دیکھے دنیا و دولت کو
 اور دنیا کو کہ متغیر و فانی
 ہے کہ ہم کا دنیا کی نسبت
 اور میرے لئے کہ وہ میرے
 اپنے فتنے کو چھوڑ جائے
 جو ہم کو کہے

ہے ۱۱ سے نہیں سمجھتا
 میں نے کہا ہے وہ دوسرے پر قادر اور قادر نہیں ہے
 فنا نہیں ہے اور جس کا نام ہے ابراہیم
 دارا ہے وہ زندہ ہے ابراہیم
 میں نے کہا کہ اور تعریف ادا کیا
 ایک کلمہ اور ادا کی ہو کر
 سچ نہیں ہے کسی ہندو کا

کچھ حاصل نہوگا۔ اذکار و تسبیحات میں ادعیہ مابعد کا ورد چاہئے
 (۱) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
 الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ
 عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔
 (۲) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ۔
 (۳) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمَوَاتِ
 وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ۔

گواہی دے کر کہ وہ قادر اور قادر نہیں ہے
 اور اس کے نام کا ذکر کرنا
 درمیان میں ہے کہ ابراہیم
 والہ اللہ ہے ابراہیم
 جو اس کے نام کا ذکر کرنا
 کوئی ہندو دوسری اور دوسری
 کلمہ ہے نہیں ہے اور دوسری
 کلمہ ہے اسے غفلت سے نہ
 ہے بلکہ وہ ہندو ہے اور اس کا
 اور اس کا نام ہے ۱۱

(٢) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ -

(۳) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ

(۴) سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ
أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

(هـ) سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ -

٢٤. سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ.

٤) اَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ
وَأَسْأَلُهُ التَّوْبَةَ وَالْغُفْرَةَ -

(٨) اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا ضَعَفْتَ وَلَا كَرَادَ لِمَا فَضَيْتَ وَلَا يَفْعُ ذِ الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.

٩ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

١٠. بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ

وَهُوَ السَّامِعُ الْعَلِيمُ۔ ہر ایک دعا کو سو مرتبہ یا ستر یا اقل مرتبہ دس بار پڑھے قبل طلوع آفتاب کے سکوت اولیٰ ہے۔ حدیث شریف میں

کہ ان اذکار کا ورد آٹھ برس سے (اولاد اسمعیل علیہ السلام سے)

آزاد کرنے سے افضل ہے۔

ذکر اودن آداب کا جو طالع آفتاب سے زوال تک لازمی ہیں

بعد طلوع کے جبکہ آفتاب بقدر یک نیز طے کے بلند ہو تو دو رکعت نماز

بہن۔ مگر احتیاط یہ ہے کہ کراہت کا وقت زایل ہو جاوے۔ کیونکہ

فرض نماز صبح کے متصل کسی اور قسم کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ جب قناب

ہندہ ہوا درجہ تہائی دن کل آے تو نماز ضعیف پڑھے۔ چار یا چھ۔ یا آٹھ رکعت

مگر دو گنا، دو گنا ادا کرے۔ بہر کیف چونکہ نماز عمل نیک ہے اس میں

کم و زیادتی ایسی ہیست اور مرضی بر موقوف ہی۔ طلوع آفتاب

سے زوال تک سوا سے نماز مذکورہ کے اور کو می نماز میں ہے

ان سب عباد تو ان کے بعد جو وقت بچ رہے اس کا تقسیم حسب تفصیل ذیل ہوا

طرح ہونی چاہئے۔

یا تو وہ وقت طلب علم دین میں صرف ہو کہ بیکار وقت کا ضائع کرنا محض فضول ہے۔ علم دین وہی ہے کہ جس سے خدا کا خوف زاید ہو۔ اور محبوب ذاتی پر اطلاع ہو۔ خداوند عالم کی عبادت کی خواہش پیدا ہو۔ دنیا کی غیبت گھٹے آخرت کا لگاؤ بڑھے۔ کردار بد سے ڈرنا رہے۔ مکر و کید شیطان سے خائف ہو کیونکہ اسکا مکر ادن علما کو خدا کے غضب میں مبتلا کر دیا، کہ جنکا ظاہر و باطن یکساں نہیں ہو۔ اور جو محض گندم نما اور جو فروش ہیں یعنی وہ جو دنیا کے مقابلہ میں دین کی کچھ بھی حقیقت نہیں سمجھتے بلکہ علم کو ایک عمدہ ذریعہ حصول اموال سلاطین اور اوقاف بیا می و مساکین کا خیال کرتے ہیں اور اپنے تمام اوقات عزیز کو طلب جاہ و مہانات دنیوی یا فضول مجادلہ اور مناقشہ میں صرف کر دیتے ہیں جو وقت کہ تعلیم سے بچ رہے وہ کتب فقہ کے مطالعہ میں صرف کرنے چاہئے کیونکہ اس سے عبادات اور خصوصیات خلق کے جانچ کا ایک عمدہ ذریعہ حاصل ہو سکتا ہو۔ اور ایسے عجیب و غریب مسائل معلوم ہوتے ہیں کہ جو انسانی معاشرت کے لئے بہت ہی کارآمد ہیں یہی علم حق و باطل کے

امتیاز کا سیار ہے اور انصاف کا ترازو مگر اس علم کا حصول بھی بعد فراغ اون علوم کے ہی جو منجملہ فرض کفایہ میں جیسے علم طب وغیرہ۔

فائدہ اوراد و اذکار مذکورہ بالا کے تو غل میں اگر کسی قدر طبیعت پر بوجہ معلوم ہو اور رغبت کم پائی جائے تو سمجھ لو کہ شیطان کا دخل میں میں ہو گیا۔ اور ہلاکت کا وقت آ گیا پس اس سے ضرور بچو کیونکہ شیطان جب ایسی غفلت میں انسان کو مبتلا دیکھتا ہے تو پہر خود ہی اس کے حال پر ہنسا کرتا ہے۔ برخلاف اسکے اگر تحصیل علوم نافذہ میں دلچسپی ہو کسل و کالت عاید حال نہو نیت بھی محض خیر ہو یعنی یہ کہ اعمال و اقوال سے احیائے احکام دین کی کوشش کی جائیگی تو یہ ہر قسم کے نوافل عبادات سے افضل ہے اگر نیت میں فتور ہو۔ اور تحصیل علم حصول غرور کا ذریعہ ہو جاوے جیسا کہ اکثر جہال میں یہ صفت پائی جاتی ہے تو ایسا علم باعث مرگت اقدام ہے۔

۲ اگر تحصیل علم نافع کی قدرت نہو اور ذکر و تسبیح و قرأت قرآن اور نماز میں مشغول ہو تو یہ درجہ بھی عابدین کا اور سیرت صالحین کی ہو کہ اس سے بھی نجات پاسکتا ہے۔

۳۳ اگر اس سے بھی فرصت ہو تو اون ابواب کے طرف متوجہ
 ہونی چاہئے کہ جس سے عامہ مومنین کو فائدہ اور مسرت پہونچے
 اور اعمال صالحین میں تائید ہو۔ جیسے فقہاء اور صوفیائے کرام کے
 خدمت۔ بیمار پرسی۔ تیمار داری۔ مسکینوں کا کھلانا۔ مشایعت جنازہ
 کہ ایسے کام ادا سے نوافل سے افضل ہیں۔

۳۴ اگر اشتغال امور متذکرہ بالا کی توفیق نہ ہو تو اپنے اہل و عیال
 کے نفقہ کے حصول کی ہی کوشش کرے کہ وہ بھی مباح ہے
 اور تا بہ اسکان مسلمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے کہ یہ اصحاب
 عین کا درجہ ہے اور اقل مدارج دین سے ہے۔ اب ادون ابواب کا
 ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے کہ جس سے احتراز واجب ہے کہ وہ شیطان
 کے مرغوب الیہ ہیں العیاذ باللہ۔ ایسے افعال کا ارتکاب کہ جس سے
 دین کی بربادی ہو۔ مخلوق کو ایذا پہونچانا کہ یہ نالکین کی صفت ہے
 اور بدترین اعمال سے ہے۔ بہر کیف بلحاظ مدارج امور دینی کے
 انسان کی حالت تین قسم پر ہے۔

۱۔ سالم وہ جو صرف ادا سے فریض اور ترک محاضی پر اکتفا کرے

۲ راج۔ کہ جو اداسے نوافل پر بھی قادر ہو۔

۳ خاسر۔ وہ جو اداسے امور متذکرہ بالا سے مقصر ہو۔

پس انسان کو چاہئے کہ حتی الامکان راج ہو نیکی کو تلاش کرے۔ بھرن
اگر اوس درجہ پر نہ پہنچے تو سالم تو ہو۔ لیکن معاذ اللہ خاسر ہو جائے۔
اور نیز بمقابلہ سایر عباد کے انسان کی حالت تین قسم پر ہے۔

۱ بندگانِ خدا کے حصول اغراض میں بدل ساعی ہو۔ اور اوج کے
اسباب مسرت کے مہیا کر دینے میں کوتاہی نہ کرے۔ یہ درجہ ملائکہ
کرام البرہہ کا ہے۔

۲ اقل درجہ اس قدر تو ہو کہ ۵ مرا از خیر تو امید نیست شرم مرسان
یہ درجہ بہایم و جمادات کا ہے۔

۳ عقارب و سباع کا درجہ ہی یعنی ۵ نیش عقرب نہ در پی
کینست۔ مقتضای طبیعتش نیست۔ بہر حال اگر درجہ ملائکہ تک عروج
نکرے تو درجہ بہایم و جمادات سے بھی گزر جائے۔ اس بیان سے
یہ ثابت ہو چکا کہ وقت یا تو امور معاش کے حاصل کرنے میں صرف
کیا جائے یا معاد کے اگر امور معاش میں تو غل ہو تو نیت تائبہ امور

معاذ کی بھی ضرور ہے۔ اگر لوگوں کے میل جول کے ساتھ امور دین کی حفاظت معرض خطر میں ہو تو عزلت بہتر ہے۔ عزلت میں بھی اگر وہ اس بیجا پھنوسے اور درد و غالیف سے بھی ادس کے دفع کرنے پر قادر نہ ہو سکے تو ایسے عزلت و بیداری سے نوم اولیٰ ہے۔

آداب نماز

نماز ظہر کے لئے زوال سے پہلے آما وہ رہنا چاہئے نماز تہجد وغیرہ کے لئے جگنے کی عادت ہو تو قیلولہ مناسب ہی بشرطیکہ زوال کے پہلے فارغ ہو جائے۔ قیلولہ مثل سحر کے ہی یعنی جیسا کہ سحر کرنے سے روزہ میں مدد ملتی ہے ایسا ہی قیلولہ سے عبادت شب میں تائید ہوتی ہے بغیر عبادت شب کے قیلولہ کرنا گویا سحر کر کے روزہ نہ رکھنا ہے بہر حال اگر قیلولہ کیا گیا ہو تو زوال کے قبل اوٹھ کر وضو کرے اور مسجد میں داخل ہو کر نماز تہجد پڑھے اور بحجۃ اذان کے چار رکعت نماز ادا کرے۔ جناب رسالت مآب صلعم اس نماز کو طول قراءت کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ اور یہ ارشاد ہوا کرتا تھا کہ اسوقت آسمان کے دروازہ کھلے رہتے ہیں۔ میں دوست رکھتا ہوں کہ اسوقت اعمال نیک

کا صودہ ہو۔ یہ چار رکعت سنت موکدہ ہیں حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس نے یہ چار رکعت پڑھا اور رکوع و سجود کو اچھی طرح سے ادا کیا تو ستر ہزار فرشتے اسکے نماز میں شریک ہوتے ہیں اور شام تک دعا و مغفرت کرتے رہتے ہیں پھر امام کے ساتھ چار رکعت فرض پڑھے اور بعد فرض کے دو رکعت سنت موکدہ۔ بعد فراغت نماز کے عصر تک ادا ہی امور مفصلہ ذیل میں مشغول رہے۔ ۱۔ تعلیم و تعلم ۲۔ انعام مسلمانان ۳۔ قراءت قرآن ۴۔ تحصیل معاش بہ نیت تائید دین۔ پھر قبل از عصر چار رکعت سنت پڑھے۔ (اس کے موکدہ و غیر موکدہ ہونے میں اختلاف ہے) مگر اس سنت کے بہت بڑے فضائل ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللَّهُ أَمْرًا صَلَّيْ أَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ فَمَا يَأْتِيهِ سِرٌّ وَلَا كُنُتَ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالْحَيَاتِ مَنَعَهُ كَرْهَمَ كَرَمَ اللَّهِ أَوْ سَخِطَ بِرْكَ جَسَدِهِ فِي الْعَصْرِ قَبْلَ چار رکعت نماز پڑھا پس ضرور ہے کہ اس دعا میں شریک ہونے کی کوشش کی جائے۔ عصر کے بعد مغرب تک اپنے اوقات کی حفاظت آجی ترتیب سے کرے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اذکار کا وقت صنایع ہو

یہی قاعدہ حفظ اوقات شبانہ روز کا ہے مگر عمدہ ترتیب حفظ اوقات کی یہ ہے کہ ہر وقت کے لئے ایک خاص شغل مقرر ہو کہ اس سے تجاوز نہ ہونے پائے۔ اگر اس قسم کا التزام رہے تو وقت کی بکرت معلوم ہو سکتی ہے اگر حفظ اوقات کا خیال ہو اور مہل اوقات مثل ماہوڑ کے (کہ جنکو اپنے وقت کی قدر و قیمت ہی نہیں ہوتی) صرف ہون تو بڑی حسرت و ندامت کی بات ہے۔ کیونکہ عمر اس المال ہے اس کا ہر لحظہ حفاظت کے لائق ہے۔ بجز تحفظ اوقات کے نعیم دار الابد کے حصول کا کوئی عمدہ ذریعہ نہیں ہے۔ ہر لحظہ ایک جوہر ہے بہا ہے کہ جسکا بدل نہیں۔ اگر رایگان کہو دیا جائے تو پھر اوکا ملنا دشوار ہے پس مثل احمقوں کے طلب جاہ و مال دنیوی میں اپنی اوقات کو ضائع کرنا یہ تو فی مین داخل ہے۔ سب سے بہتر ذریعہ حفظ اوقات کا یہ ہے کہ ازدیاد علم و عمل صالح میں صرف ہو۔ یہ دونوں ایسے رفیق ہیں کہ کبھی انسان کا ساتھ نہیں چھوڑتے بخلاف اہل و میال اور احباب و مال کے کہ جن سے یہ مجرد قبض روح کے مفارقت ہو جاتی ہے مگر علم و عمل کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ الھل جب آفتاب مایل بہ زردی ہو تو

نماز مغرب کا تہیہ شروع کیا جائے۔ مسجد میں داخل ہو کر تسبیح و تحمیل
 میں مشغول رہے کیونکہ یہ وقت بھی مثل وقت صبح کے فضیلت
 رکھتا ہے۔ بخوانی آیہ کریمہ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ
 قَبْلَ غُرُوبِهَا اور قبل غروب آفتاب کے سورہ والشمس اور واللیل
 اور مودتین پڑھا کرے۔ بہر حال غروب آفتاب تک استغفار میں
 مشغول رہے۔ جب اذان کہی جاوے تو جواب اذان کے
 بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عَمْدًا اِقْبَالَ لِّیْلِكَ وَاِدْبَارَ
 نَحْوِكَ وَحُضُورَ صَلَاتِكَ خَوَاصِّ صَوَابِ دُعَائِكَ اَنْ تَوْقِیْ
 مُحَمَّدَیْنِ الرَّسِیْلَہِ وَالْفَضِیْلَہِ وَالذَّرَجَۃَ الرَّبِیْعَۃَ وَالْبَعْثَۃَ
 الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ الَّذِیْ وَعَدْتَهُ اِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمِیْعَادَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ
 پھر نماز فرض پڑھے اور بعد فرض کے دو رکعت سنت موکدہ اسکے
 بعد چار رکعت سنت ادا بین طول قیام کے ساتھ پڑھے۔ اگر ممکن
 ہو تو نماز عشا تک اعتکاف کی نیت کیجاوے۔ قرآن و نماز پڑھتے
 ہوئے عشا تک وقت صرف کرنا یہ فضائل کا باعث ہر (صلوۃ
 ادا بین کو ناشیۃ الیل بھی کہتے ہیں کہ جسکی فضیلت کلام باری

۱۔ اگر سچ کرانچہ بدکار
 کی سب سے ملامت وغیرہ
 ۲۔ غائب کے قبل
 ۳۔ ایسا سوال کرنا جو
 ۴۔ غیب سے شبہ کے لئے وقت
 ۵۔ دن کے جاننے کے وقت اور
 ۶۔ نیت مثل اذان اور
 ۷۔ جو تیری بارگاہ میں دعا
 ۸۔ جن پر کچھ غم کرے
 ۹۔ فضیلت اور درجہ عالی
 ۱۰۔ اور تمام عمر جگہ
 ۱۱۔ دعوہ کا ہے اور تو
 ۱۲۔ دعوہ نہیں کرنا اور دعا

عزاسمہ میں وارد ہوا اِنَّ نَاسِئْتَةَ النَّیْلِ هِيَ اَشَدُّ وُطْأً وَاَقْوَمُ قَبِيلاً
 سرور کائنات علیہ افضل التَّحیات سے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
 پوچھا کہ یا رسول اللہ اَیُّہُ کَرِّیْہُ تَجَّافِیْ جُنُوبُہُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ کے معنی
 ارشاد فرمائے تو آپ نے کہا کہ یہ وہی نماز ہے جو ماہینِ عشا
 اور مغرب کے پڑھی جاتی ہے کہ جس سے تمام دن کے لغویات
 محو ہو جاتے ہیں اور وقت مابعد کی حفاظت ہوتی ہے (جب عشا
 کا وقت ہو تو قبل فرض کے چار رکعت نماز پڑھے اذان و اقامت
 کے درمیان وقت کی حفاظت ہو حدیث شریف میں وارد ہے
 کہ اذان اور اقامت کے درمیان جو دعائیں کی جائیں وہ نہیں ہوتی
 پہر نماز فرض پڑھے اور بعد فرض کے دو رکعت سنت موکدہ
 ان دو رکعت میں سورہ الم سجدہ - تبارک الملک - یاسین شریف
 یا سورہ دخان پڑھے کہ آنحضرت صلعم سے اس طرح پرمروی ہے
 پہر چار رکعت مستحب پڑھے کہ حدیث شریف میں اسکی بہت بڑی
 فضیلت مذکور ہے - پہر نماز وتر کے تین رکعت پڑھے - خواہ ایک
 سلام سے یا دو سلام سے اکثر جناب رسالت مآب صلعم اس نماز

میں سورہ سَبَّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى۔ قل یا ایہا الکافرون۔ اخلاص
 معوذتین۔ پڑھا کرتے تھے۔ اگر قیام میل کا غم ہو تو وتر کو سبک
 آخر پڑھے اسکے بعد سواے مذاکرہ علم و مطالعہ کتب کے دوسرے
 لہو و لعب میں مشغول نہ ہو۔ کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے
 کہ انا الاعمال بالخواتیم یعنی اعمال میں امور عواقب کا اعتبار ہی
 اس میں کسی بُرائی کا شریک ہو جانا اچھا نہیں ہے۔

آداب نوم

سوئے کے لئے پچھونا ایسی ترکیب ہے پچھایا جائے کہ جسمِ رو
 بقبضہ سونا ممکن ہو۔ دہنی بازو ایسا سوئے جیسا کہ میت کو لحد میں
 لٹایا کرتے ہیں۔ اور یہ بات پیش نظر رہے کہ نوم مثل موت کے
 ہو اور بیداری مانند بعث کے ممکن ہے کہ حالت نوم میں روح قبض
 ہو جائے لہذا مشتاقِ لقاءِ جلالِ کبریا غراسمہ کو چاہئے کہ با وضو
 آرام کرے جو کچھ وصیت ہو لکھ کر سرٹانے رکھے۔ گناہوں سے
 توبہ کرے اور یہ عزم بالجزم ہو کہ پہر گناہ کا ارتکاب نہ ہوگا۔ تمام گناہوں
 کے ساتھ نیکی کا خیال رکھے اور یہ سمجھے کہ قریب تر لحد میں ایسا ہی

رَابِيهَ أَنْتَ أَخِذْ بِأَصِيصَتَاهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ اللَّهُمَّ أَنْتَ
 الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَ
 أَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ
 شَيْءٌ افْضِ عَنِّي الدِّينَ وَاعْغِثْنِي مِنَ الْفَقْرِ اللَّهُمَّ أَنْتَ خَلَقْتَ نَفْسِي
 وَأَنْتَ تَتَوَقَّاهَا لَكَ مَحَبَّاهَا وَمُمَاتُهَا إِنَّ أَمْسَهَا فَاغْفِرْ لَهَا وَإِنْ
 أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ اللَّهُمَّ إِنِّي
 أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّينِ وَالْدُنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّهُمَّ
 أَيْقِظْنِي فِي أَحَبِّ السَّاعَاتِ إِلَيْكَ وَاسْتَعْلِنِي بِأَحَبِّ الْأَعْمَالِ
 إِلَيْكَ لِتَقْرُبَنِي إِلَيْكَ زُلْفَى وَتُبْعِدَنِي عَنْ مَسْخَطِكَ بَعْدَ أَسْأَلِكَ
 فَتَعْطِنِي وَاسْتَغْفِرَكَ فَتَغْفِرَنِي وَادْعُوكَ فَتَسْتَجِيبَ لِي أَسْأَلُكَ
 بَعْدَ آيَةِ الْكَرْسِيِّ - آمَنَ الرَّسُولُ آخِرُ سُورَةِ تَكْوِينِ - مَعْرُوفِينَ
 تَبَارَكَ الْمَلِكُ پَرہے اور یوں ہی اللہ کا ذکر کرتا ہوے سو جاے
 با وضو سونا بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے کہ روح عرش کی سی بین
 مصروف رہیگی بیدار ہوے تک وہ مثل نماز پڑھنے والیکے سمجھا جاگا
 اور جب بیدار ہو تو اون باتوں کو عمل میں لائے جسکو ہم اوپر

۴۵
 رَابِيهَ أَنْتَ أَخِذْ بِأَصِيصَتَاهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ اللَّهُمَّ أَنْتَ
 الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَ
 أَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ
 شَيْءٌ افْضِ عَنِّي الدِّينَ وَاعْغِثْنِي مِنَ الْفَقْرِ اللَّهُمَّ أَنْتَ خَلَقْتَ نَفْسِي
 وَأَنْتَ تَتَوَقَّاهَا لَكَ مَحَبَّاهَا وَمُمَاتُهَا إِنَّ أَمْسَهَا فَاغْفِرْ لَهَا وَإِنْ
 أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ اللَّهُمَّ إِنِّي
 أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّينِ وَالْدُنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّهُمَّ
 أَيْقِظْنِي فِي أَحَبِّ السَّاعَاتِ إِلَيْكَ وَاسْتَعْلِنِي بِأَحَبِّ الْأَعْمَالِ
 إِلَيْكَ لِتَقْرُبَنِي إِلَيْكَ زُلْفَى وَتُبْعِدَنِي عَنْ مَسْخَطِكَ بَعْدَ أَسْأَلِكَ
 فَتَعْطِنِي وَاسْتَغْفِرَكَ فَتَغْفِرَنِي وَادْعُوكَ فَتَسْتَجِيبَ لِي أَسْأَلُكَ
 بَعْدَ آيَةِ الْكَرْسِيِّ - آمَنَ الرَّسُولُ آخِرُ سُورَةِ تَكْوِينِ - مَعْرُوفِينَ
 تَبَارَكَ الْمَلِكُ پَرہے اور یوں ہی اللہ کا ذکر کرتا ہوے سو جاے
 با وضو سونا بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے کہ روح عرش کی سی بین
 مصروف رہیگی بیدار ہوے تک وہ مثل نماز پڑھنے والیکے سمجھا جاگا
 اور جب بیدار ہو تو اون باتوں کو عمل میں لائے جسکو ہم اوپر

لکھ آئے ہیں اور عمر بہر اس ترکیب کا پابند رہے اور جو اسکی پابندی
 اور مداومت شاق گذرے تو اس طرح صبر کرے جس طرح کوئی بیمار
 شفا کے انتظار میں تلخی دوا پر صبر کرتا ہے اور کوتاہی عمر کا خیال
 کرے اور سمجھے کہ اگر مثلاً مین سو برس زندہ رہا تو یہ مدت بہ نسبت
 اوس مدت کے جو مجھے دار آخرت میں رہنا ہے اور جسکی انتہا
 ہمیں ہی بہت ہی کم ہے اور یہ سوچے کہ جب میں اس امید پر کہ
 دنیا میں مثلاً بیس برس تک راحت اور آرام میں رہوں گا مہینہ یا سال
 بہر کی مشقت و ذلت کی پروا نہیں کرنا تو اس امید پر کہ ابد الابد راحت
 و آرام میں رہوں گا اس دنیوی زندگی کے چند روزہ مشقت سے
 (جو عبادت میں ہو) کیوں اکتا جاؤں اور اسکی برداشت کیوں
 نہ کروں اور زندہ رہنے کی امید کو طول نہ دے بلکہ یوں سمجھ لے
 کہ موت قریب ہے اور دل میں کہے کہ مجھکو آج کے دن کی عبادت
 کی مشقت اٹھالینی چاہئے اس لئے کہ شاید آج رات میں مر جاؤں
 اور رات آئے تو کہے کہ آج رات کے عبادت کی مشقت پر صبر
 کرتا ہوں اس لئے کہ شاید کل مر جاؤں۔ کیونکہ موت کے آنیکے لئے کوئی

خاص وقت مقرر نہیں ہے کوئی خاص حالت نہیں ہے کوئی مخصوص عمر
 کی قید نہیں ہے بہر حال وہ آینوالی سے مگر یہ معلوم نہیں کہ کب آنیگی
 اس صورت میں زاد آخرت کی فکر بہ نسبت دنیا کی فکر کے اولیٰ و انسب ہے
 اور نیز جانے کہ مجھے دنیا میں بہت تھوڑے دن زندہ رہنا سے ممکن
 ہے کہ میری عمر کا ایک ہی دن باقی رہا ہو یا ایک ہی لحظہ غرض شکہ ہر روز بھی
 خیال کرے اور مشقت عبادت پر صبر کرتا جائے بخلاف اس کے اگر یہ سمجھا
 کہ میں مثلاً پچاس برس زندہ رہوں گا اور پھر مشقت عبادت پر صبر
 کر لیگا ارادہ کرے تو دل عبادت سے اکتا جائیگا اور عبادت دشوار
 معلوم ہونے لگیگی۔ اگر اوس طرح عمل کیا جائیگا جس طرح کہ ہم اور پلکدہ آئے
 ہیں تو مرنے کی وقت بے انتہا مسرت ہوگی اگر عبادت ایک وقت
 سے دوسرے وقت پر ڈالی جائے اور اس میں سستی کی جائے تو ہر
 اچانک آجائیگی اور سخت سے سخت حسرت ہوگی۔ صبح کو وہی مسافر
 منزل پر پہونچ کر آرام و چین سے رہتے ہیں جو رات کو راہ طے کرتے
 ہیں اسی طرح وہی لوگ مرتے دم مسرت حاصل کرتے ہیں جو اپنی عمر
 عبادت میں گزارتے ہیں۔ یہ باتیں اچھی طرح معلوم ہونی چاہیے ایک دوسرا

وقت ہر عینے موت۔ جب ہم ترتیب اور راہ کو بتا چکے ہیں تو اب نماز اور روزہ کی کیفیت اور انکی آداب اور نیز امامت اور جمیع کے آداب بیان کرتے ہیں۔

آداب الصلوٰۃ

جب وضو سے اور بدن اور کپڑے اور جگہ کی نجاست پاک کر گئے فارغ ہو جاؤ اور ناف سے زانو تک ستر کر چکو تو قید رخ دو نوں پاؤں میں کچھ فاصلہ دیکر اس طرح کھڑے ہو کہ وہ مل نہ جائیں اور سیدنا کبیرؑ ارہو اور شیطان سے محفوظ رہنے کیلئے قل اعوذ برب الناس پڑھ لو اور دل کو خدا کی عبادت کے لئے حاضر رکھو اور اوسکو وسوسوں سے خالی رکھو اور اس بات پر نظر ڈالو کہ کسی کے حضور میں کھڑے ہو اور کسی سے مناجات کر رہے ہو اور اپنے مالک کی عبادت ایسے دل سے کرنے پر شرماء جو اوس سے غافل رہے اور دنیاوی وساوس اور نفسانی خواہشات سے بہرا ہو۔ اور یہ سمجھو کہ خدا تمہارے ولی کیفیات پر مطلع ہے اور تمہارے قلب کو دیکھ رہا ہے۔ اور خدا کی درگاہ میں تمہاری نماز کی مقبولیت بقدر

تمہارے دلی خشوع و خضوع و عجز و نیاز کے ہوتی ہیں اس لئے نماز ایسے
خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو۔ کیونکہ تم
اگر اس کو نہیں دیکھتے تو وہ تم کو دیکھتا ہی۔ اور اگر اسوجہ سے کہ تم خدا کے
جلال کی معرفت سے قاصر ہو نماز میں تم کو حضور قلب میسر نہیں ہوتا اور
تمہارے اعضا تمہارے قابو میں نہیں رہتے تو یہ خیال کرو کہ ایک
صالح آدمی جو تمہارا بزرگ ہی تمہاری نماز کی کیفیت معلوم کر نیکی غرض سے
تمہاری طرف دیکھ رہا ہی جب یہ خیال کرو گے تو تمہارا دل حاضر اور
تمہارے اعضا ساکن ہو جائینگے اب اپنے نفس کی طرف خطاب کر کے
کہو کہ اے نفس بدکار کیا تو اپنے خالق اور مالک سے اس بات پر
نہیں شرماتا کہ جب تو نے اس بات کا خیال کیا کہ اس کے بند و عین
سے ایک ذلیل بندہ جسکے ماتھے میں نہ تیرا نفع ہی نہ نقصان تیری طرف
دیکھ رہا ہے تو اعضا متوافع ہو گئے اور نماز اچھی طرح سے ادا کی گئی
پس بڑے غضب کی بات ہے کہ تو یہ جانتا ہے کہ خدا دیکھ رہا ہے
اور پھر خضوع اور خشوع نہیں کرتا۔ کیا تیرے نزدیک خدا اتنا سہلے کا
رتبہ اس کے بندوں سے بھی کمتر ہی دیکھ یہ کس درجہ کی سرکشی ہے

اور کیسا کچھ جمل ہی اور کیسا بڑا ظلم۔ غرض کہ ان خیالات اور حیلوں سے قلب کا علاج کرے تاکہ وہ نماز میں حاضر رہے اور دولت حضور قلب میسر ہو کیونکہ نماز کا اسی قدر حصہ کارآمد ہے جو سوچ سمجھ کر ادا کیا گیا ہو اور جو حصہ کہ سہوا اور غفلت کے ساتھ ادا ہوا ہو وہ استغفار اور کفارہ کا محتاج ہی۔ جب قلب کو حاضر کر چکے تو تنہا فرض نماز کے لئے پہلے آقاؐ کہے۔ اگر جماعت کے ساتھ ہو تو اذان اور اقامت ہر دو (منفرد شخص کے لئے اذان کا مستحب نہو) اس لئے ہی کہ اذان سے صرف اعلان مقصود ہی۔ تنہائی میں سوائے اپنی ذات کے دوسرے پر اعلان کا موقع ہی نہیں ہر تو پہر اذان کی ضرورت ہی کیا۔ یہ امام شافعی کا قدیم قول ہے مگر صحیح یہ ہے کہ مفرد کیلئے بھی اذان کا کہنا مستحب ہی۔ لیکن فرق یہ ہے کہ جہل و صحرا ہو تو پکار کر کہے وگرنہ آہستہ (پہر نیت اوس نماز کی کرے کہ جبکا ادا کرنا مقصود ہی) بہ تعین وقت۔ خواہ فرض ہو یا سنت یا قصر وغیرہ۔ مقتدیوں کو اقتدا کی نیت بھی چاہئے۔ استحضار صلوٰۃ کے ساتھ۔ استحضار دو قسم پر ہے حقیقی اور عرفی۔ استحضار حقیقی وہ ہے کہ نماز کی ترکیب بہ تفصیل اجزا پیش نظر رہے۔ یعنی ہر ایک جز کا

یکے بعد دیگرے مستحضر رہنا ضروری۔ استحضار عرفی وہ ہے کہ یہ ہیئت اجتماع
 نماز کی ترکیب مستحضر رہے۔ چونکہ نماز نیت کے ساتھ مقرر ہو لہذا مقارنت
 بھی دو قسم پر ہے۔ حقیقی اور عرفی۔ مقارنت حقیقی وہ ہے کہ ادا سے صلوٰۃ کا
 خیال شروع تکبیر سے ادا تک برابر رہے۔ کسی جز میں غفلت نہ ہو۔ مقارنت
 عرفی وہ ہے کہ تکبیر کی کسی ایک جز کے ساتھ اقراران ہو یعنی یہ نیت
 کرے کہ میں اس وقت کی مثلاً نماز ظہر اللہ کیلئے پڑھتا ہوں تکبیر کے وقت
 یہ نیت دل میں ہو اور تکبیر سے فارغ ہونے کے قبل دل سے محو نہ ہو جائے
 نیت کے بعد رفع یدین مثلاً نون تک کرے بائیں طور کہ ہاتھ اور انگلیاں
 بحالت معمولی کھلے رہیں۔ ضم اور تفریح میں کوئی تکلف نہ ہو۔ بہر حال دونوں
 اہتمام کان کے لو تک پہنچیں اور سر انگشت کان کے اوپر تک۔
 ہتھیلیاں کہنیوں کے محاذی ہوں۔ جب ہر چیز اپنے اپنے جگہ پر پہنچ
 جائے تو تکبیر اولی کہیں۔ اور آہستگی کے ساتھ ارسال کرین رفع یدین
 اور ارسال میں تعمیل کی جائے۔ اور دھنسنے بائیں طرف بھی نہ مڑیں۔ ارسال
 سینہ پر تمام کیا جائے۔ جب سینہ پر ہاتھ رکھیں تو سید ہاتھ بائیں ہاتھ
 پر ہو۔ خضر و ابہام سے بایان پہنچا تھا مابہام سے۔ دوسرے انگلیاں

پہنچے پر کھلی ہوئی رکھیں اور تکبیر کہے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
 کَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيلاً اور پھر وَحَمَّتْ وَحَمَّى لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ
 وَالْاَرْضَ حَنِيفًا مَّسْلَمًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ
 وَمَمَاتِي لَكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ لَاسْتَرْثِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ
 پڑھے۔ اور اسکے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کہہ کر سورہ فاتحہ شروع
 کرے مگر اداسے تشدیدات کا خیال رہے کیونکہ حرف مشد کو جب
 تخفیف کے ساتھ پڑنا جائے تو ایک حرف ساقط ہو جاتا ہے۔ ضاد او ظا
 کے تلفظ میں بھی جبہ بلیغ کیا جائے کہ تبدیل حرف سے قرات باطل ہو جاتی
 ہے اور لفظ آمین کو ولا الضالین سے نہ ملاوین اگر تنہا نماز ہو تو
 صبح۔ مغرب اور عشاء میں پہلے دو رکعت جہر کے ساتھ ادا کریں اگر اماموم
 ہو تو جہر کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ امام خود جہر سے پڑھ لیگا صبح کی نماز میں
 سورہ فاتحہ کے بعد طوّل مفصل اور مغرب میں قصار مفصل ظہر اور عشاء
 میں اوسط مفصل پڑھا کرے۔ طوّل مفصل میں سورہ حجرات ق۔ والمائد
 وغیرہ داخل ہیں۔ اور قصار مفصل میں والضحیٰ سے آخر قرآن تک کوئی
 سورت بھی ہو۔ اوسط مفصل میں والسماء ذات البروج یا کوئی دوسری

سورۃ جو اسکے مساوی ہو۔ اگر سفر ہو تو نماز صبح میں قل یا ایہا الکافرون
 قل هو اللہ احد پڑھے ضم سورہ کے بعد قبل از تکبیر رکوع کے بقدر
 سبحان اللہ و تہ افتل ہے۔ حالت قیام میں سر جھکا رہے اور نظر
 مصلے پر ہو کہ یہ حضور قلب کا باعث ہے۔ سید ہے یا بائیں طرف ملتفت
 نہ ہو۔ پھر رکوع کیلئے تکبیر کہے اور رفع یدین بطریق مذکور کرے۔ تکبیر کو
 اس قدر کہینچے کہ انتہائے رکوع تک پہنچ جائے (تاکہ کوئی جز نماز کا ذکر
 الہی سے خالی نہ ہو) رکوع میں ہتیلینوں کو گھٹنوں پر رکھے۔ انگلیاں کہنے
 رہیں دو وزن گھٹنوں کے درمیان (بقدر ایک بالشت کے) فریق ہو۔
 پشت اور گردن اور سر کو ایسا برابر کر دے کہ ایک سطح مستوی معلوم ہو۔
 کہنیاں پہلو سے جدا رہیں۔ مگر عورتوں کو اسکے خلاف کرنا چاہئے۔
 رکوع میں تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَّ الْعَظِیْمِ کہے۔ اگر منفرد ہو تو سات یا دس
 تک بھی تسبیح کا زیادہ کرنا مستحسن ہے پھر سر اوٹھائے اور سَمِعَ اللہُ لِمَنْ
 حَمِدَہ کہتے ہوئے رفع یدین کرے۔ جب پورا قیام ہوئے تو رَبَّنَا
 لَكَ الْحَمْدُ مِثْلَ السَّمَوَاتِ وَمِثْلِ الْأَرْضِ وَمِثْلَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ
 کہے نماز صبح کے رکعت ثانی کے رکوع کے اعتدال میں قوت پڑھے

پہر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کرے مگر اس تکبیر میں رفع یدین کی ضرورت
 نہیں ہے۔ ترکیب سجدہ کی یہ ہے کہ پہلے دو نون گھٹنے زمین پر رکھے
 پہر دو نون ہاتھ پر پیشانی رکھے مگر سب اپنے اپنے حال پر کھیلے ہوئے
 ہوں ناک بھی پیشانی کے ساتھ زمین کو لگا دے۔ کہنیاں پہلو سے جدا
 رہیں پیٹ کو رانوں کے ساتھ تھلا دے مگر رانوں کو اسکا خلا
 کرنا چاہئے۔ ماتین زمین پر سجدہ رفا صا سے رکھیں جو کاندھوں کے
 محاذی ہوں۔ دو نون بازو زمین پر نہ بیکھا، اسے جا لیں۔ سجدہ میں تین
 بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے اگر مفرد ہو تو سات سے۔ اس تک بھی زیادتی
 تکبیر میں ہو سکتی ہے پہر سجدہ سے تکبیر کہتے ہوئے سر اٹھا دے
 یہاں تک کہ تعدیل جلیبہ کی ہو جائے۔ جلسہ میں بائیں پیر پر تکبیر کر کے
 بیٹھے اور سیدہ پانچون کھڑا رہنے دے۔ دو نون ہاتھوں کو دو نون
 رانوں پر رکھے۔ انگلیاں کھلے رکھے اور کہے رَبِّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي
 وَارْزُقْنِي وَاهْدِنِي وَاجْبُرْنِي وَعَافِنِي وَاعْفُ عَنِّي۔ پہر اسی طرح دوسرا
 سجدہ کرے۔ علیٰ ہذا ہر رکعت میں جلیبہ وغیرہ کے اعتدال کا لحاظ
 رہے پہر قیام کیلئے دو نون ہاتھ زمین پر رکھے مگر اس ترکیب سے

اوٹھے کہ دونوں پاؤں برابر اوٹھیں تقدیم و تاخیر نہو سی طرح ہر رکعت
 ادا کیجائے۔ مگر رکعت ثانیہ کے ابتدائین بھی قعود کا اعادہ مسنون
 ہی جب رکعت ثانیہ کے بعد تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھے تو سیدہ ماتھ
 سیدہ گھٹنے پر رکھے سوا سے ابھام اور انگشت کے کل انگلیاں بند
 اور اللہ کہنے کے وقت انگشت شہادت کو اوٹھائیں۔ مگر کچھ ایک ادا
 کے ساتھ تاکہ سمت قبلہ سے خارج نہو جائے۔) بایان ماتھ کہلے ہو
 انگلیوں کے ساتھ بائیں گھٹنے پر رکھے اور بائیں پیر پر زور دیکر بیٹھے
 تشہد کے آخر میں بعد درود کے دعا سے ماتھ پڑھے۔ اور بعد از
 ذرا غ السلام علیکم ورحمۃ اللہ دو مرتبہ دونوں طرف کہہ کر طرح
 منہ پھیرے کہ رخساروں کے سپیدی دکھائی دے۔ سلام کی وقت
 نیت خروج از صلوٰۃ کی چاہئے۔ اور نیز جانبین کے ملائکہ اور ملائک
 پر سلام کی نیت کیجائے۔ خشوع اور حضور قلب۔ ترتیل قراءت فہم معنی
 کے ساتھ بہت ضروری ہے۔ کہ یہ عماد الصلوٰۃ کہلائے جاتے ہیں
 حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جس نماز میں حضور قلب
 نہو تو وہ عقوبت کے قریب ہی۔ جناب رسالت مآب صلعم فرماتے ہیں

کہ جب آدمی نماز پڑھتا ہے تو اسکا چہٹا حصہ یا دسواں حصہ نہیں لکھا جاتا بلکہ صرف اوسقدر لکھا جاتا ہے جسقدر کہ اوس نے سمجھا۔

آداب امامت

امام کو چاہئے کہ لمحاظ حالات اہل جماعت کے چھوٹی چھوٹی سورتیں نماز میں پڑھا کرے اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جس طرح مین نے اختصار اور تکمیل کے ساتھ جناب رسالتا صلعم کے پیچھے نماز پڑھی ہے ایسی کسی کے ساتھ نہیں پڑھی۔ بہر حال جب صفین برابر ہو جائیں اور موزن اقامت سے فارغ ہوئے تو امام بلند آواز کے ساتھ بکیر کہے مقتدی کو صرف اسقدر آواز سے تکبیر کہنا چاہئے جو وہی سنے امام کو امامت کی نیت بھی کرنی چاہئے تاکہ اوسکا ثواب ملے۔ اگر نیت نہ کی ہو تو نماز تو صحیح ہو جائیگی مگر صرف منفرد کی سی نماز ہوگی۔ مقتدیوں نے اگر اقتدا کی نیت کی ہے تو انکو وہاب اقتداء کا بھی حاصل ہو جائیگا امام کو بھی چاہئے کہ مثل منفرد کے اپنی نماز کو دعاء استقلال اور تہود سے شروع کرے۔ صبح مغرب عشاء میں پہلے دو رکعت جہر پڑھے اور لفظ آمین بھی جہر کہے۔

اسی طرح مقتدی بھی۔ مگر مقتدی کو چاہئے کہ امام کے ساتھ ہی خود بھی
 آمین کہے تقدیم و تاخیر نہو۔ امام کو چاہئے کہ سورہ فاتحہ کے بعد تھوڑا سا
 سکوت کرے۔ تاکہ مقتدی بھی نماز جہرہ میں سورہ فاتحہ پڑھ لے سکے
 اگر امام کی آواز سنی نہ آئے تو مقتدی کو سورہ پڑھنے کی بھی ضرورت ہے
 امام کو سختیات رکوع و سجود میں تین بار سے زائد نہ پڑھنا چاہئے۔ اور
 شہد اول میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے بعد کچھ نہ پڑھے دو رکعت ثانی
 میں صرف سورہ فاتحہ پراکتفا کرے۔ بلحاظ جماعت کے شہد کے آخر
 میں دعا طول نہ پڑھے۔ سلام کے وقت امام کو یہ نیت کرنی چاہیے کہ
 یہ سلام مقتدیوں کے جانب ہی۔ اور مقتدیوں کو جواب سلام امام کی
 نیت کرنی چاہئے۔ بعد سلام کے تھوڑا توقف کرے۔ اور مقتدیوں کے
 مقابل بیٹھے اور ٹہہرا رہے تاکہ اگر جماعت میں عورات ہوں تو وہ چلی جائیں
 امام اپنی جگہ سے جب تک نہ اٹھے مقتدیوں کو بھی انتظار کرنا چاہئے۔
 امام سید ہے یا بائیں جب طرف سے چاہے پاسکتا ہے مگر افضل یہ ہے
 کہ سید سے طرف سے جائے۔ قنوت صبح میں امام صرف اپنی ہی صحت
 نکرے بلکہ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا کہے یعنی بصیغہ جمع۔ امام دعا قنوت پڑھنے

کیوقت ماتھ اوٹھانے کی ضرورت نہیں ہے (لیکن یہ قول ضعیف ہے۔
 صحیح یہ ہے کہ ماتھ اوٹھانا چاہئے) بقیہ قنوت یعنی انک تقضی ولا
 یقضی علیک سے مقتدی آہستہ پڑھ لے۔ مقتدی کو چاہئے کہ عبادت
 کے ساتھ کھڑے رہے اگر تنہا ہو تو کسی کو اپنے ساتھ لے لیوے مگر
 رکعت باندھنے کے بعد مقتدی کو کوئی فعل امام کے پہلے یا اوس کے
 ساتھ ساتھ نکرنا چاہئے۔ مثلاً جبکہ امام پوری رکوع میں پہنچ جائے تو
 اوسوقت قصدرکوع کا کرے علی ہذا سجدہ میں بھی۔

آداب جمعہ

جمعہ عید المؤمنین ہر یہ مبارک دن اس امت کے خصوصیات میں ہر
 اس متبرک روز میں ایک ساعت مبہم ایسی ہے کہ اوسوقت جو حاجت
 خدا سے مانگی جائے فوراً مقبول ہوگی پنجشنبہ ہی سے جمعہ کا اہتمام
 کرنا چاہئے جیسے کپڑوں کی صفائی وغیرہ۔ کثرت تسبیح و استغفار اس
 قسم کے افعال تو پنجشنبہ کے عصر سے اختیار کئے جائیں کیونکہ پنجشنبہ کے
 عصر کے بعد بھی ایک ایسی ساعت ہو کہ جسکے فضیلت ساعت مبہمہ جمعہ کے
 برابر ہے۔ جمعہ کا روزہ بھی افضل ہے۔ علی ہذا پنجشنبہ اور شنبہ کا

کا روزہ بھی مطلب یہ ہے کہ صرف جمعہ ایک روزہ نہ رکھا جائے بلکہ اس کے
 ساتھ دوسرا روزہ بھی رکھے کیونکہ حدیث میں اسکا استماع ہے۔ قَالَ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَصُومُ أَحَدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا كَانَ يَصُومُ قَبْلَهُ
 أَوْ يَصُومُ بَعْدَهُ رَوَاهُ شَيْخَانِ بَعْدَ طُلُوعِ كَسْفِ غُلُوبِ كَسْفِ غُلُوبِ
 ہر ایک مکلف پر واجب ہے۔ اور سپید کپڑے پہنیں کیونکہ سپید کپڑا
 خدا کو مرغوب ہے۔ حسب مقدور خوشبو بھی لگا دیں۔ سر منڈناوین
 ناخن اور لب لین۔ مسواک کریں۔ علی الصباح جامع مسجد میں جائیں کہ
 مسجد میں بیٹھنے سے انسان کی طبیعت میں سکون پیدا ہو جاتا ہے اور
 آدمی عبت افعال سے بچ سکتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس نے
 پہلی ساعت میں مسجد میں داخل ہوا گویا اوس نے ایک اونٹ قربانی
 دی۔ اور جو دوسری ساعت میں گیا ایک بکرا قربانی دیا۔ اور جس نے
 تیسری ساعت میں داخل ہوا اوس نے ایک گوسفند شاخدا قربانی
 کیا اور جس نے چوتھی ساعت میں گیا اوس نے ایک مرغ قربانی کیا
 اور جس نے پانچویں میں گیا اوس نے ایک بیضہ دیا۔ جب امام
 منبر پر چڑھے تو ملائکہ نامہ اعمال کو لپیٹ دیتے ہیں اور قلم پھینک

لفظ واجب پر
 رسالت واجب
 کیونکہ شخص جبکہ
 روزہ میں ہے کہ روزہ
 رکھتا ہے تو اس کے

بارک وقت میں وہ خود بھی منبر کے پاس خطبہ

جمع ہو جاتے ہیں۔ جو شخص حسب قدر پہلے نماز کو جائیگا اس قدر

ربہ اللہ کے پاس زائد ہوگا۔ پہلی صف میں شریک ہونا بہتر ہو لیکن

جب لوگ جمع ہو جائیں تو دوسروں کو دھکا دینے ہوئے نہ جائے اگر

کوئی نماز پڑھتا ہو تو اس کے سامنے سے بھی نہ جائے۔ کسی دیوار یا ستون

کے قریب بیٹھیں تاکہ دوسرے لوگ اپنے سامنے سے بھی جانے پائیں

جب مسجد میں داخل ہوں تو بدون نماز تحیہ مسجد پڑھنے کے نہ بیٹھیں۔

مستحسن یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔

کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اسکا عادی ہوگا وہ ضرور

جنتی ہو۔ امام اگر خطبہ بھی پڑھتا ہو تب بھی تحیہ مسجد ادا کرے۔ مسنون یہ ہے

کہ ان چار رکعتوں میں سورہ الفام۔ کہف۔ طہ اور یس پڑھا کرے

اگر اسکا پڑھنا نامکن ہو تو سورہ یس۔ دخان۔ المرعیدہ۔ سورہ ملک پڑھے

ان آخر صورتوں کا جمعہ کے شب میں پڑھا بہت ہی احسن ہے۔ بصورت

مجبوری سورہ اخلاص اور کثرت سے درود شریف پڑھا کرے۔ خطبہ باد

خاموش بیٹھ کر سنے۔ اور اس کے مضامین سے متاثر ہو اگر وہ سونگ

گفتگو سے منع کرنے کی ضرورت ہو تو اشارہ سے منع کرے الفاظ سے منع نہ کرے کہ فعل عبث ہی اور فعل عبث کے ارتکاب سے جمع باطل ہو جاتی ہے یہی مضمون حدیث شریف میں بھی وارد ہے۔ بہر حال فرض نماز جمعہ کے بعد سات سات مرتبہ سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھے اور اس وقت تک گفتگو نہ کرے۔ اسکی برکت سے امید ہو کہ دوسرے جمعہ تک آفات سے محفوظ رہے۔ اور شیطان کا تسلط اس پر نہ ہو۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھے ^{۱۰} **يَا غَنِيُّ يَا حَمِيدُ يَا مُبْدِيُّ يَا مُعِيدُ يَا رَحِيمُ يَا وَدُّدُ اَعِزَّنِي بِجَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ مَعْصِيَتِكَ عَنْ سِوَاكَ** جمعہ کے بعد دو یا چار یا چھ رکعت ضرور پڑھے مگر دو گانہ دو گانہ کہ سرور کائنات علیہ افضل التیجۃ والصلوۃ سے اسباب میں (رکعتوں کی تعداد میں) مختلف روایات آئے ہیں۔ نماز جمعہ کے بعد عصر یا مغرب تک مسجد ہی میں رہنا افضل ہے۔ جب تک ٹھہرے رہے اور ساعت مبہمہ کے حصول کے بعد جو سنگار رہیں جسکی فضیلت مذکور ہو چکی ہے قبل از نماز جمعہ کے فضول اور بیکار لوگوں کا مسجد میں جمع ہونا بھی منع ہے لیکن تعلیم و تعلم عالم نافع کے لئے جمع ہونا تو مضایقہ نہیں بلکہ طلوع و غروب آفتاب

طے امریہ نواز
 مجید - اسے سید
 (پہلے باب پیر کر کے داتا) اور
 اسے سید (پیر دوبارہ)
 پیر کر کے داتا
 اسے دودھ پک
 سبب اپنے گل
 حرام سے اور جات
 اپنی جات کے

تذوال آفتاب - آقامت - امام کے منبر پر چڑھنے کے وقت - اور جب
 سب لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوں اکثر دعا کیا کرے کہ ان اوقات
 میں اس ساعت بہہ کے وقوع کا احتمال ہے جمعہ کے روز کچھ صدقہ
 بھی دیا جاسے - اگرچہ کم ہو - اقل ہفتہ میں ایک روز صرف نیک کاموں
 کے لئے مخصوص کر دیا جاوے -

آداب صیام

صرف ماہ رمضان ہی کے روزوں پر اکتفا کرنا نہ چاہئے بلکہ نفل
 روزے بھی رکھنا چاہئے کہ وہ بمنزلہ راس المال کے ہیں اور یہ بشاہ
 نفع کے جس سے فردوس میں درجات عالیہ حاصل ہوتے ہیں جو لوگ
 روزہ نہ رکھیں گے وہ روزہ داروں کے مراتب کو دیکھ کر حسرت
 کرینگے عرفہ کا روزہ (غیر حاجی کو) یوم عاشورہ کا روزہ - عشرہ اول
 ذی الحجہ - محرم - رجب اور شعبان میں روزہ رکھنا بہت ہی ثواب کا باعث
 ہے - اور اس کے فضائل بے شمار ہیں اور وہ جوشہو حرام میں روزہ رکھنے
 کے فضائل مرقوم ہیں اس میں یہ چار مہینے داخل ہیں ذیقعدہ ذی الحجہ
 محرم رجب اور ہر مہینے میں تین روز یعنی پہلی پندرہویں سب کا روزہ

رکے۔ اور نیز آیام بیض میں۔ ایام بیض میں یہ تاریخات شامل ہیں
تیرہویں چودھویں پندرہویں۔ ہر مہینے کے۔ اور ہر ہفتہ میں دو شنبہ
یہ شنبہ جمعہ کا روزہ رکھنا نہایت ہی افضل ہے۔ ہر مہینے کے پہلی
تاریخ کا روزہ اس مہینے کے تمام سیئات کو مٹا دیتا ہے اور باقی روزہ
سال بہر کے عفو گناہ کے باعث ہیں۔ روزہ کے معنی صرف کھانا پینا
چھوڑ دینا نہیں ہے۔ بلکہ تمام جوارح کے حفاظت بھی مقصود ہے۔ کیونکہ
حدیث شریف میں وارد ہے کہ مَنْ صَامَ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ
وَالْعَطَشُ اکثر روزہ دار تو ایسے ہیں کہ ان کو روزہ سے بہو کے اور
پیا سے رہنے کے سواے کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔ پس روزہ کی
حالت میں آنکھ کو نظر شہوت سے بچا دے۔ اور زبان کو لغویات
سے۔ اور ایسی آواز اپنی کانوں سے نہ سنے کہ جبکہ سننا حرام ہے
اس طرح سب اعضا کی نگہبانی کرنی چاہئے حدیث شریف میں وارد
ہے کہ پانچ چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جھوٹھ کہنے سے غیبت
سے۔ نامی سے۔ جھوٹھی قسم سے۔ نظر شہوت سے۔ اور نیز وارد
ہے کہ روزہ بُرائیوں سے بچنے کے لئے ہے۔ لہذا حالت صوم میں

فحش کلام - فسق اور افعال جہاں کا ارتکاب - جیسے تسخرو وغیرہ نہ کیا کرے
 بلکہ اگر کوئی شخص لڑنے یا گالی دینے کا قصد کرے تو کہے کہ میں روزہ دار
 ہوں - افطار حلال چیز سے ہو - اور وہ بھی اختصار کے ساتھ - کیونکہ
 روزہ سے مقصود تو یہ ہے کہ قوامی شہوانی ضعیف ہوں اور تقویٰ
 کی رغبت ہو - برخلاف اسکے اگر معمول سے زائد کہاے تو پھر روزہ
 سے جو مقصود ہر وہ منفقود ہو جائیگا - خوب سیری سے کھانا اگرچہ
 طعام حلال ہو غضب آکھی کا باعث ہے کہ اس سے فساد کا احتمال ہے
 پس جب سیری سے کھایا جاوے تو ایسا روزہ کیونکر مقبول ہو سکتا ہے
 بہر حال جبکہ روزہ کی حقیقت پر اطلاع ہو چکے تو لازم ہے کہ جہاں تک
 ممکن ہو زیادہ روزہ رکھا کرے کہ اساس عبادت ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى كُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرٍ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةٍ
 ضَعُفٍ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّ لِي أَنَا أُجْزِي بِهِ حَضْرَتِ رسالت مآب فرماتے ہیں
 کہ جناب باری سے ہر شاد ہوتا ہے کہ ہر ایک نیکی کا ثواب دس گونہ
 سے سات سو تک ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا
 دوں گا - وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ

فَمِ الْقَائِمِ اطَّيَّبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ سَائِجِ الْمَسْكِ - جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قسم ہو اوس پروردگار کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہو کہ روزہ وار کے منہ کی بو خدا کے پاس بوی مشک سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ إِنَّمَا يَذُرُ شَمُونَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ مِنْ أَجْلِ ذَا الصَّوْمِ لِي وَأَنَا أَجْزَلُ بِهِ۔ جناب باری عز اسمہ سے ارشاد ہوتا ہے کہ جبکہ کھانا پینا اور لذت شہواتی روزہ میں میری خوشنودی کیلئے ترک کئے جاتے ہیں تو یہ عمل خاص میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا۔ وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَهْنِئَةٌ بَابٌ يُقَالُ لَهُ التَّجَنُّانُ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الْقَائِمُونَ۔ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں ایک دروازہ ہے کہ جبکہ نام ریحان ہو اوس میں کوئی داخل نہ ہوگا مگر روزہ دار۔

قسم ثانی اجتناب معاصی کے بیان میں

امور دینی دو قسم پر منقسم ہیں ایک وہ جو ترک مناسی سے متعلق ہیں دوسرے کہ طاعات سے عبادت کرنا تو آسان ہے مگر مناسی سے بچنا بہت مشکل ہے کہ خاص صدیقین کا حصہ ہے۔ چنانچہ جناب مآلما جا

صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلْمُهَاجِرُ مِنْ هَجْرٍ اَسْوً وَّالْمُجَاهِدُ
 مِنْ جَاهِدٍ هُوَا اَعْيُنُ مَا جَرَّوْهُ هِيَ جَوْبُ رَعِيٍّ اَفْعَالُ كَوْحُورٍ
 اور مجاہد وہ ہے جو اپنے خواہشات کے ساتھ مقابلہ کرے یہ تو
 ظاہر ہے کہ تمام اعضا نغات الہی میں سے ہیں اور اس کے امانت
 ہیں پس اللہ تعالیٰ کی نعمت و امانت کو برے افعال میں لگانا کفرانِ نعمت
 اور خیانت ہے۔ اعضا بمنزلہ رعیت کے ہیں انکی نگہبانی کرنی چاہئے۔ اگر
 حاکم رعیت کی حفاظت نہ کریگا تو باز پرس میں مبتلا ہوگا۔ اور یہ بھی ہے کہ
 ہر ایک عضو اپنے اپنے کردار کے قیاس میں۔ ایسے صاف اور صریح
 الفاظ میں گواہی دیگا کہ جس سے نہایت شرمندگی ہوگی۔ چنانچہ قرآن
 شریف میں آیا ہر یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ السَّيِّئَاتُ وَ اَيُّهُمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا
 يَعْمَلُونَ۔ اوس دن گواہی دینگے زبانیں اور ہاتھ پاؤں اون افعال کے
 جو ان سے سرزد ہوئے ہوں اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ اَفْوَاهِهِمْ وَ تَكَلَّمُوا
 اَيْدِيَهُمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ آج اونکی زبانوں پر ہر کریا
 جائیگی خود اُنکے ہاتھ پاؤں اپنے اپنے افعال کی گواہی دینگے۔ اسلئے
 ہر ہر عضو کی حفاظت ضرور ہے خصوص ان سات اعضاؤں کی

یعنی آنکھ۔ کان۔ زبان۔ شکم۔ فرج۔ ماتھ۔ پاؤں کی۔ دوزخ کے
سات دروازے ہیں ہر ہر دروازہ کے کیلئے عاصیوں کی ایک ایک گروہ
خاص ہے۔ عاصیوں سے یہاں وہ گناہ گار مقصود ہیں کہ جنکے اعضا سے
متذکرہ سے گناہ سرزد ہوئے ہوں۔ شایع نے لکھا ہے کہ اول مرتبہ
اہل توحید دوزخ میں داخل ہونگے اور بقدر گناہ مغرب ہونگے اور نجات
پائینگے دوسرے درجہ میں نصاریٰ۔ تیسری درجہ میں یہود۔ چوتھے درجہ میں
صابئین۔ پانچویں درجہ میں مجوس۔ چھٹے درجہ میں مشرکین۔ ساتویں درجہ
میں منافقین۔ انتہی اب اعضا سے سبب کے فوائد پر غور کرو۔

۱ آنکھ اس واسطے دی گئی ہیں کہ اندھیرے میں رہبری کریں۔ نصرا
حوایج میں مدد دین عجائبات آسمان وزمین کو دیکھیں اور عبرت حاصل کریں
پس اسکی حفاظت خاصہ چار چیز سے ضرور ہی غیر محرم کا دیکھنا۔ خوبصورت
کو بُری نگاہ سے دیکھنا۔ مسلمان کو بنظر حقارت دیکھنا۔ مسلمان کا عیب
دیکھ کر ظاہر کرنا۔

۲ کان۔ اسلئے دئے گئے ہیں کہ خدا و رسول کے کلام کو سینہ میں
جس سے نجات ہو اور بزرگوں کے اقوال سنیں۔ نہ یہ کہ راگ یا غیبت

دغش اور لغو باتوں اور بُرائیوں کے سننے میں اسکو صرف کر دین اور صرف یہ خیال کرین کہ قایل ہی گنہگار رہے بلکہ مستمع بھی شریک گناہ ہے۔
 ۳ زبان اسلئے دی گئی ہے کہ اللہ کا ذکر کرین قرآن پڑھین لوگوں کو ہدایت کرین۔ امور دنیوی اور دینی میں اس سے مدد لین۔ برطلاف اسکے اکثر برایان زبان سے ایسی پیدا ہوتی ہیں کہ جس سے بلا شک انسان دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ جیسے کذب۔ قذف۔ دشنام۔ نامی وغیرہ جو شخص بیہودہ اور تسخر آمیز کلمات کہنے کا عادی ہے محض اس لحاظ سے کہ لوگ اوسکی باتوں کو سنکر ہنساکرین وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا۔ روایت ہے کہ ایک شخص بغیر خدا سے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں (معرکہ جنگ میں) شہید ہوا تو ایک دوسرے شخص نے کہا **هَيْتَ لَكَ بِالْحَنَّةِ** یعنی مبارک ہو جنت اسکو۔ تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ بات سمجھو کہ کونکر معلوم ہوئی کہ وہ جنتی ہے۔ شاید کہ وہ ایسے کلام کا عادی ہو کہ جو جنت میں داخل ہونیکے مانع ہو۔ یعنی لغو اور فضول پس زبان کو آٹھ چیزوں سے بچانا چاہئے۔

(۱) جھوٹ بولنے سے۔ گو تسخر ہے کیونکہ کیونکہ کذب اہیات کبار سے

ہو اس سے افسان کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہے آدمی لوگوں کے نظر سے
گر جاتا ہے۔ اگر جھوٹ کی بُرائی معلوم کرنا چاہو تو کسی جھوٹ بولنے والے کو
دیکھو اور پہر خیال کرو کہ اوس سے تنکو کیسی نفرت ہوتی ہے جب تمہارا
یہ حال ہے تو اس سے صاف ظاہر ہو سکتا ہے کہ اگر تم میں بھی جھوٹ
بولنے کی عادت ہو تو تمکو بھی لوگ ایسی ہی کراہت کی نظر سے دیکھیں گے۔

(۲) وعدہ خلافی مست کرو جب وعدہ کرو تو اوسکے وفا کا ضرور خیال
رکھو بلکہ اصلی حسان تو وہ ہے جو بلا افشا ہو۔ اگر کبھی بضرورت شدید یا مجبور
خلاف وعدگی ہو گئی ہو تو خیر و گرنہ یہ نفاق کی علامت ہے اور بدترین
خصایل سے ہے۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ
فِيهِ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى مَنْ إِذَا أَحْدَثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ
خَلَفَ وَإِذَا تُنْمِنَ خَانَ جناب رسالت مآب فرماتے ہیں کہ تین خصلتیں
جس میں ہونگے وہ منافق ہے اگر چہ کہ وہ شخص روزہ رکھے اور نماز پڑھے
ایک تو جھوٹ بولنا دوسرا خلاف وعدگی۔ تیسرا امانت میں خیانت کرنا
(۳) غیبت بڑی بلا ہے اس سے بچنا چاہئے حدیث شریف میں آیا
کہ تیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی غیبت کرنا بدتر ہے۔ غیبت کی معنی

یہ ہے کہ کسی انسان کا غائبانہ اسطرچ ذکر کرنا کہ جس کے سُننے سے اوکو
 تکلیف پہونچے۔ غیبت میں دو بُرائیاں ہیں ایک تو یہ کہ جو بات غائبانہ
 کہی جائے گو وہ سچی ہو تب بھی غیبت کے معنی میں داخل ہے۔ دوسرا
 یہ کہ اگر وہ بات اس میں نہ ہو تو گویا بہتان ہے۔ سب سے بدتر
 غیبت نمائشی ہے یعنی مطلب کو ایسے پیرایہ میں بیان کرنا کہ جس سے
 اپنی عفت اور پاکبازی ظاہر ہو اور دوسروں کی برائی۔ مثلاً یوں
 کہنا کہ (صلو اللہ) خدا فلا نے شخص کا بہلا کرے کہ جس نے میرے
 ساتھ اس قسم کی برائی کی۔ خدا ہمو اور اس کو ایسی برائیوں سے
 بچا دے۔ یا اسکے مائل جو کچھ ہو۔ اس میں بھی دو قسم کے برائیاں
 ہیں ایک تو غیبت اور دوسرا اپنی ستائش اگر مقصود اصلہ اللہ
 سے محض دعا ہی تو پوشیدہ ہونا چاہئے۔ تاکہ کسی بدنامی نہونے
 پائے۔ غیبت کے نسبت جو زجر کہ قرآن مجید میں وارد ہے وہ
 انسان کے عبرت کے لئے کافی ہے قولہ تعالیٰ وَلَا يَغِيبُ بَعْضُكُم
 بَعْضًا اِيْحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكْرِهُمُوْهُ۔
 غیبت نہ کرے کوئی شخص کسی۔ کیا تم میں سے کوئی شخص سببا کو

دوست نہ کہتا ہی کہ اپنے بھائی کا گوشت کھائے دراصل لیکہ وہ مرا ہوا ہو۔
 پس کراہت کرو گے تم اوس سے۔ اس تشبیہ سے مقصود یہ ہے کہ غیبت
 سے انسان کے دل کو ویسی ہی تکلیف پہنچتی ہے جیسا کہ گوشت کو جسم سے
 جدا کرنے سے بہر حال غیبت سے سخت احتراز کرنا چاہئے۔ غیبت سے
 بچنے کا عمدہ ذریعہ یہ ہے کہ انسان اپنی مصائب ظاہری اور باطنی پر
 غور کرے اور سمجھے کہ جو سبب خود اپنی خرابی کے باعث ہیں وہی دوسرے
 کے لئے بھی ہیں پس جبکہ کوئی شخص اپنی فضیحت کو گوارا نہیں کرتا ہے تو
 دوسرے کے اظہارِ عیوب سے بھی معزز رہنا چاہئے۔ بلکہ اگر تم کسی کی
 عیب پوشی کرو گے تو تمہارے عیبوں کو خدا چھپا دیگا۔ اگر تم دوسرے
 کو رسوا کرو گے تو اُس کے بدلے میں خداوند عالم تمکو دین و دنیا میں رسوا
 اور شرمسار کر دیگا۔ اگر انسان کو اپنا ظاہری یا باطنی کوئی عیب ہی
 نہ معلوم ہو تو سمجھ لیا جاوے کہ یہ حماقت کی علامت ہے۔ اور کوئی عیب
 حماقت سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اگر خدا کو تمہاری بہلائی منظور ہو تو وہ تمکو
 تمہارے عیبوں پر مطلع کر دیگا۔ اس صورت میں اپنے آپ کو بے عیب خیال کرنا غباوت
 جہل ہے۔ بالفرض اگر کسی میں کوئی عیب نہ ہو تو دوسرے پر لازم ہے کہ اسے شکریہ

شکر بجا مانے یہ کہ اوگون کی عیب چینی اور بدگوئی سے سرمایہ خزان فراہم کرے۔
 (۴) طعن۔ اعتراض خصوصیت سے احتراز چاہیے۔ کیونکہ اس فعل سے
 مخاطب کو ایذا پہنچتی ہے۔ اور اپنی خود نمائی ہوتی ہے۔ علاوہ اسکے
 ان امور کے ارتکاب سے مفت اپنے عیش کو تلخ کرنا ہے۔ کیونکہ اگر
 مخاطب جاہل ہی تو وہ بھی فوراً بدلہ لینے پر آمادہ ہو جائیگا اور اگر سلیم الطبع
 ہے تو اس وقت ٹال جائیگا۔ مگر اوسکے دل میں برائی رہیگی اور ضرور
 کبھی نہ کبھی نقصان پہنچائیگا۔ قَالَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الْمَدَاءَ
 وَهُوَ مُبْطِلٌ بَنَى اللہُ لَهُ بُیْتًا فِی دَرَجِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَکَ الْمَدَاءَ وَهُوَ
 مُحِقٌّ بَنَى اللہُ لَهُ بُیْتًا فِی اَعْلٰی الْجَنَّةِ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کہ جو شخص دوسرے کی بات کاٹے اور جھگڑا کرنا چھوڑ دے
 اوسکی حالت میں کہ وہ باطل پر ہو خدا تعالیٰ اوسکے لئے وسط جنت
 میں گھر بنا دیگا اور جو دوسرے کی بات کاٹنی اور جھگڑا کرنا ترک
 کرے اوس صورت میں کہ وہ حق پر ہو تو خدا ہی تعالیٰ اوسکے لئے
 اعلا جنت میں جگہ دیگا۔ ایسے موقع میں شیطان کے فریب سے
 بھی بچنا چاہئے کہ وہ اکثر اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ سچی بات

کے ظاہر کرنے میں نال کیا جائے گو یہ سچ ہے مگر وہیں تک جبکہ وہ بطریق نصیحت ہو۔ اگر اس میں بھی نمائش شریک ہو گئی تو شیطان کی ہنائی کا باعث ہو۔ جو شخص اس زمانہ کے علماء سے مخالفت پیدا کرے اور اسکی طبیعت میں تو ان امور کا زیادہ تر اثر ہو جاتا ہے یعنی بغیر رائی جہلگڑے کے اسے فرصت ہی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اسکی سہولت سے فضل و کمال سمجھتے ہیں۔

(۵) تزکیہ نفس۔ یعنی انسان اپنے آپ کو بطریق ستائش و آئینہ دنیوی سے پاک نہ خیال کرے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالٰی فَلَا تَنَکُوْا اَنْفُسَکُمْ ۚ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ تم اپنے نفوس کو پاک نہ سمجھو۔ وہ تم سے زیادہ جانتا ہے کہ کون زیادہ پرہیزگار ہو۔ ایک حکیم سے پوچھا گیا کہ وہ کون بات ہی جو سچی ہو مگر بری۔ تو اس نے کہا کہ اپنے آپ تعریف کرنے کو سچی ہو۔ خود ستائی میں دو حقائق اور بھی ہیں ایک تو یہ کہ آدمی اپنا سے جنس میں ذلیل ہو جاتا ہے دوسرا خدا کے پاس گنہگار۔ خود بینی کی برائی تو انسان کو اس وقت معلوم ہو سکتی ہے کہ جب وہ دوسرے خود پسندوں کو بچشم عبرت

دیکھئے۔ کہ کیسی کراہت طبیعت میں پیدا ہوتی ہے۔ پس ایسے فعل قبیح کے ارتکاب سے خود وہ دوسروں کے پاس کیونکر مقبول ہو سکتا ہے (۶) لعنت سے انسان کو بہت ہی بچنا چاہئے۔ خواہ کسی انسان کے نسبت ہو خواہ حیوان و اجناس کے جیسی غلہ وغیرہ۔ اہل قبلہ کے نسبت شرک و کفر یا منافقی کا اطلاق منع ہے۔ کیونکہ بندوں کے یہید کا جاننے والا خدا ہے۔ خدا اور بندوں کے درمیان میں دخل دینا بچنا ہے۔ لعنت کو سی ضروری چیز نہیں ہے کہ جس سے باز پر کا خدشہ ہو بلکہ شیطان پر بھی لعنت کرنے سے سکوت کیا جائے تو کچھ سوال نہوگا برخلاف اسکے اگر کسی چیز پر لعنت کر دو گے تو ضرور مواخذہ عقبیٰ میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کے مذمت نہ کرنی چاہئے حدیث شریف میں وارد ہے کہ جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام بُرے سے بُرے کہانے کی بھی کبھی نکایت نہیں کرتے تھے بلکہ عادت شریف یہ تھی کہ اگر عینیت ہوتی تو تناول فرماتے والا چھوڑ دیتے تھے۔

(۷) کسیکے لئے بد دعا نہ کرنی چاہئے گو کسی نے ایذا بھی پہنچائی

ہو۔ کہ ظالم سے خود خدا سبھ لے لیا۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ مظلوم اپنے ظالم کے ہلاک کی خواہش کر لے گا تا کہ اس مظلمہ کا بدل ہو جائے جو ظالم سے سرزد ہوا تھا۔ اس بدل میں ظالم کا حق مظلوم پر باقی رہ جائیگا۔ جس کا غم قیامت کے روز مظلوم سے ہو گا۔ بعض لوگوں نے حجاج بن یوسف کے نسبت اس کے ظلم کے لحاظ سے زبان درازی کی ہے اسکی نسبت بھی علماء سلف کا بیان ہے کہ اس زبان درازی کا اون لوگوں سے قیامت میں مواخذہ ہو گا گو اس سے بھی اس کے ظلم کے نسبت باز پرس ہو گی۔

(۸) تمسخر اور مزاج سے حفاظت لازم ہے۔ یہ ایسی بُری چیز ہے کہ اس سے بوجہ شرمندگی لوگوں کا منہ فٹ ہو جاتا ہے۔ اور عجب داب میں فسق پڑ جاتا ہے۔ مسخری آدمی سے لوگوں کو وحشت ہوتی ہے۔ تمسخر اکثر دشمنی کا باعث اور خصومت و برہمی مزاج اور قطع محبت کی جڑ ہے۔ دلون میں اس سے حسد کی بنیاد قائم ہو جاتی ہے۔ بہر حال اس جہاں تک ممکن ہو احتراز کریں بلکہ انسان کو چاہئے کہ اس مضمون پر عمل کریں اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغَوِیِّ مَرِّوْا کِرَامًا۔ یعنی کلام لغو سے درگزر و مر

معروف اور مخفی مستکر کی ہدایت کرو۔ حقیقت میں یہ ایک بڑی آفت کی چیز ہے اس سے زبان کا بچنا بہت ہی دشوار ہے۔ اس سے بچنے کے لئے عزت یا غموشی سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہے۔ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اکثر منہ میں پتھر رکھا کرتے تھے تاکہ ایسی باتوں سے بچیں اور زبان کی طرف اشارہ کر کے فرماتے تھے کہ یہی چیز ہے کہ جس سے مجھ کو اندیشہ ہے حسب قدر ہو سکے اسکی حفاظت کرو کہ اس سے بڑھکر انسان کیلئے کوئی مہلک چیز نہیں ہے خواہ دنیا میں ہو یا آخرت میں۔

۴۷ حفاظتِ سنگ۔ مشتبہ اور حرام کھانے سے بچنا چاہئے۔ رزقِ حلال کی کوشش کریں جب بقدر ضرورت ملجائے تو تھوڑی پرہیزگاری کفایت کریں سیری سے کھانا دل کو سخت بنا دیتا ہے۔ قوتِ حافظہ میں فساد عبادت اور حصولِ علم میں کہالت اسیکے بدولت پیدا ہوتی ہے۔ یہی باعثِ میجابِ شہوت ہے۔ اسی سے شکرِ شیطان کو تقویت پہنچتی ہے۔ جب طعامِ حلال کا یہ حال ہو تو واسے برحرامِ خوری۔ جو شخص کہ حرام کھائے اور عبادت و تحصیلِ علم میں مشغول ہو تو اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص سرگین سے گہر بنائے۔ اگر آدمی موٹے کپڑے اور کھانے

پر راضی ہو جاوے اور لذات شہوانی کو ترک کر دے تو ارتکاب حرام
کی ضرورت نہیں ہوتی۔ طلب حلال سے مقصود یہ ہے کہ تا بہ حد علم حرام
چیز کا ارتکاب نہ ہو اجرتِ نوحہ۔ قیمت شراب۔ سود۔ آلات لہو یعنی مزاحیر
کے ذریعہ سے جو حاصل ہو سب حرام ہیں۔ وقف کا مال بغیر شرط وقف
کنندہ کے کہانا حرام ہے۔ طالب علمین کے لئے جو چیز وقف ہو وہ غیر طلب
العلم کیلئے ناجائز ہے۔ مرد و النساء و ت کے پاس کہانا حرام ہے۔ اور
جو چیز صوفیائے کرام کے نام سے لیجائی خواہ از قبیل وقف ہو یا نحو
اس میں تصرف حرام ہے۔ مصنف کتاب (امام غزالی رحمہ) نے احیائی علوم
میں اسکی تفصیل ایک خاص باب میں لکھی ہے اگر اس سے زیادہ تفصیل
معلوم کرنی ہو تو احیائے علوم دیکھیں کہ معرفت حلال و حرام کے بھی
فرض ہے۔

۵ فرج۔ ارتکاب حرام سے فرج کا بچنا ضرور ہے۔ دیکھو خداوند عالم
کا کیا ارشاد ہوتا ہے وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوحِهِمْ حَافِظُونَ اَلَا عَلَىٰ اَرْحَامِهِمْ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاَتَمُّ عَنِ مَلَائِكَةٍ۔ ارتکاب حرام سے آدمی اوست
تک نہیں بچ سکتا جب تک کہ وہ اپنی نظر کی حفاظت نہ کرے اور جن

۱۔ جو کچھ کہنا
۲۔ شراب و کھانا
۳۔ سود و لہو
۴۔ ایسے جو رنج
۵۔ یا جن برادری
۶۔ رہنے یا خراب
۷۔ ہر سے ہیں
۸۔ تفصیل وہ نہیں
۹۔ دست لکھئے

و جمال کا خیال دل سے نہ نکالے۔ اور حرام کھانے سے اپنے سگم کو محفوظ رکھے۔ کہ یہ چیزیں شہوت کے محرک ہیں۔

(۶) ائمہ مسلمانوں کو مارنے اور مال حرام کے لینے سے پائوں کو بچانا چاہئے اور نیز مخلوق کو ایذا دینے سے امانت و ودیعت میں خیانت کرنے سے اور مضامین ناجائز کے لکھنے سے بھی اسکی صیانت ضرور ہے۔

(۷) پانوں کو حرام کاموں کے کرنے کے لئے جانے سے جیسے کسیکی غیبت کرنے اور مسلمان عورتوں کا تعاقب کرنے اور پادشاہ ظالم کے دروازہ تک جانے سے پائوں کو بچائے۔ بغیر ضرورت شدید کے پادشاہ ظالم کے دروازہ تک جانا گناہ کبیرہ میں داخل ہے۔ کہ خوشامد و چاہلوسی میں داخل ہے۔ اور نیز اس کے ظلم کو ماننا اور اسکی ترغیب دینا ہے۔ حالانکہ خداوند عالم نے اسکی ممانعت کی ہے۔ وَلَا تَبْغُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّ النِّفَارُ۔ مت رغبت کرو تم ادن لوگوں کے طرف جو ظلم کرتے ہیں تاکہ تمکو دوزخ کے آگ سے گزند نہ پہنچے حدیث شریف میں وارد ہے۔ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَاضَعَ لِعَنِي

صَالِحِينَ لِقَاءُ ذَهَبٍ ثَلَاثًا دِينِهِ جو شخص کہ تو مگر صالح کی تواضع صرف اوسکی
 مالدار کی کے لحاظ سے کرے تو اوس کے دین کا تیسرا حصہ کم ہو جاتا ہی
 جب کہ تو مگر صالح کے تواضع کا یہ حال ہی تو تو انگر ظالم کے تواضع اور خوشا
 کا کی نتیجہ ہو گا۔ الحاصل تمام اعضا ہی انسانی خدا کے نعمت ہیں ان سے
 کوئی ایسی حرکت واقع نہ ہونے پائے جو موجب مصیبت ہو اور تا باسکان
 اس بات کی کوشش کی جائے کہ یہ عبادت الہی میں مستعمل ہوں۔ اگر کوئی
 شخص اسکا خیال نہ کرے تو وہ اوس وبال میں مبتلا ہو گا جو ان اعضا کے
 استعمال نا جائز سے واقع ہو۔ بہر کیف نیکی اور بدی کے نتائج تہا رہے ہی
 مفید اور مضر ہیں خداوند عالم تم سے اور تہا رہے اعمال سے مستغنی ہے
 اوسکو کسی چیز کی پروا نہیں ہے۔ بعض لوگ خدا کے رحم و عنایت پر
 بہرہ کر کے نیک اعمال کو ترک کر دیتے ہیں۔ اگر جیکہ خدا رحیم و کریم
 ہو مگر صرف اس خیال سے اعمال نیک کا ترک کر دینا بھی حماقت میں داخل
 ہی۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہی کہ عقل مند وہ شخص ہی جو اپنے نفس پر
 ملامت کرے اور طاعت میں مشغول ہو۔ تاکہ اسکا نتیجہ آخرت میں ملے۔
 اور احمق وہ ہی کہ اپنے نفس پرستی میں مصروف رہے اور خدا سے

جھوٹی امید رکھے کیونکہ اگر خدا سے سچی اور نیک امید ہوتی تو اس کے
 احکام کی تعمیل کرنا اور نیک اعمال کی رغبت ہونا بھی ضرور ہے۔ بغیر اس کے
 صرف اس قسم کا خیال کر لینا ایسا ہی جیسا کہ کوئی شخص عالم ہونے کا تو خواہشمند
 ہو مگر کہنے پڑھنے کی کوشش نہ کرے اور فقط یہ بات دلیمن قرار دے لے
 کہ خداوند عالم کریم و رحیم ہے اور سب بات پر قادر ہے کہ بغیر کس علوم کے بھی دلیت
 علم سے سرفراز کر دے جیسا کہ خاص خاص بندوں کے ساتھ سلوک کیا ہے۔ یہ بات
 ویسی ہے کہ حصول مال کی تو خواہش ہو مگر کسب و تجارت کا کچھ بھی خیال نہ ہو۔ اور
 صرف یہ مان لیا جائے کہ ہر گاہ خدا خزانہ سادات و ارض کا مالک ہے۔ ممکن
 ہو کہ کوئی خزانہ ہلو بھی دیدے۔ مگر ہر شخص کو اس طرح کا خیال کر کے کوشش کا
 پھوڑ دینا محض احمق ہے۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى
 یعنی انسان صرف اپنی سعی سے مستحق ہو سکتا ہے۔ اور یہ ارشاد ہوتا ہے
 إِنَّمَا يَجْتَنِدُونَ مَا كَسَبُوا فَيَكْمُلُونَ۔ یعنی تمہارے اعمال کی جزا تم کو ملے گی۔ اِنَّ
 الْآبَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَارَ لَفِي جَهَنَّمَ۔ نیک بندے بہشت میں ہیں
 اور بدکار جہنم میں۔ جب یہہ حالی ہے تو انسان کو زادا آخرت کے جمع کرنے
 میں ہرگز کوتاہی نہ کرنی چاہئے۔ دنیا اور آخرت کا مالک وہی رحیم و کریم ہے

ہماری طاعت سے کچھ اوس کا گرم زیادہ نہیں ہوتا۔ اوس کا غایت کرم بھی
 کہ تمکو نعیم دایم کے حصول کی راہ بتلا دے اور نعیم دایم یہی ہے کہ انسان
 اس چند روزہ دنیا میں ترک شہوات پر قادر ہو لے اور ہوس باطل کے
 در پر نہو۔ یعنی یہ خیال کرے کہ بغیر عمل کے بھی نجات ہو جائیگی کیونکہ بغیر تخم
 بونے کے درو کی امید کرنا عبث ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ انبیا اور صالحین
 کی اتباع کی جائے۔ کہ سوائے عمل صالح کے مغفرت کی آرزو بیفایدہ ہے۔
 مَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْلَمْ أَنَّكَ صَالِحٌ بِشَوْخِ شَتَّى لَقَا بِنِ
 رب کا ہو تو اوسکو عمل نیک کرنا چاہئے۔ اور نیز اس بات کو سمجھنا چاہئے
 کہ اعمال جوارح کا نشا دل ہے۔ اگر بُرے افعال سے اپنے جوارح کی حفظ
 منظور ہو تو پہلے دل کے صفائی کی کوشش کرے۔ دل کے صفائی
 کے لئے باطنی تقویٰ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دل ایک ایسا جڑ ہے کہ اگر
 یہ پاک ہو تو سب جسم اسکے ساتھ پاک ہو جاتا ہے اگر یہ خراب ہو
 اور اس میں فساد پیدا ہو جائے تو تمام جسم میں فساد پیدا ہو جاتا ہے
 پس اس کے لئے مراقبہ کا التزام ضرور ہے۔

دل کے گناہوں کے بیان میں

یہ بات ظاہر ہو کہ صفات مذمومہ بہت ہیں اور اس سے دل کو صاف کرنے کے طریقہ بھی بے انتہا ہیں۔ مگر وہ طریقہ اسوہ سے کہ انسان اپنے سب اوقات زینت دنیا کے حاصل کرنے میں کہو دیتا ہی بالکل سکتا ہو گئے ہیں اور اس کا علم بھی بالکلیہ سندرہس ہو گیا ہے۔ (گو کتاب احیاء علوم کے ربع ثالث اور ربع رابع میں اس کا ذکر تفصیل ہے) تاہم تین چھپے جو بالکل حباشت قلب سے ہیں اور جس سے اعتزاز ضرور ہو ذکر کئے جاتے ہیں یعنی حسد۔ ریا اور عجب ان سے بہت ہی اپنے دل کو بچانا چاہئے۔ اگر اس سے نجات ہو تو پہر دوسرے مہلکات سے بچنے کو دفع ہی اگر اس پر دسترس ہو تو پہر خدا ہی عافط ہو۔ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثَلَاثٌ مُّهْلِكَاتٌ شَيْءٌ مُّطَاعٌ وَهَوًى مُّتَّبَعٌ وَاعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ۔ تین چیز ہلاکت میں ڈالنے والے ہیں ایک بخل ہے یعنی خدا اور خلق کا حق ادا کرنا دوسرے خواہش نفسانی کی اطاعت کرنا۔ تیسرے خود بینی۔ حسد بھی بخل کا شعبہ ہے کیونکہ بخل وہ ہے کہ جو اپنی چیز غیر کو نہ دے۔ اور شحیح اس کو کہتے ہیں کہ جو نعمات الہی پر قادر ہو اور اس کے صرف کرنے میں بخل کرے۔ حاسد جب بکھتا ہے

کہ کوئی شخص نعمات الہی سے (یعنی علم و مال سے) مالا مال ہو تو اس کو
 بہت ناگوار ہوتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ اس کے زوال و منتزلت کے خواہش کرتا رہتا ہے
 اگرچہ کسی زوال و منتزلت سے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو مگر سب بات کا دُہن
 ضرور ہو گا۔ یہ گویا انتہا درجہ کی جہالت ہے۔ اس واسطے حدیث شریف
 میں آیا ہے الْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ یعنی جیسی آگ
 لکڑی کو کھا جاتی ہے ویسا ہی حسد نیکوین کو چٹ کر جاتا ہے۔ حاسد یا سبقت
 ہو کہ کبھی اس پر رحم نہ ہو گا وہ ہمیشہ عذاب دنیا میں مبتلا رہے گا کیونکہ دنیا
 میں اکثر بندہ ایسے ہیں کہ جو انعام الہی سے سرفراز ہیں اور کھا دیکھنا ہی
 اس کے لئے جہنم کا کام دیگا۔ جب کہ دنیا کے عذاب کا یہ حال ہو تو
 آخرت کا اللہ ہی تجھبان ہے۔ انسان اس وقت تک حقیقت و لذت ایمان
 سے مستفیض نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اس چیز کو جو اپنے لئے پسند
 اور دوست رکھتا ہے تمام مسلمانوں کے لئے دوست نہیں رکھتا۔ ظاہر
 و باطن تمام کے ساتھ ایک قسم کا برتاؤ چاہئے کیونکہ سب مسلمان مثل ہمارے
 واحد کے ہیں اور ایک کو دوسرے سے تا ئید ملتی ہے چنانچہ سعدی
 علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے **قطعه** بنی آدم اعضائی یکدیگر اند

کہ در آفرینش نیک جوہر اند ۛ چون معنوی بدر و آدر و روزگار ۛ
 و اگر عضو مار نامہ قرار ۛ پس جب تک استدر بہر دوی اور محبت باہمی انسان
 میں نہ پیدا ہوا سو وقت تک شرہ اعمال کے امید رکھنا اور ہلاکت سے
 بچنے کا خیال کرنا بے سود ہے۔

۲۰ ریاء۔ یہ تو شرک خفی ہے۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اَتَقُوا الشِّرْكَ الْأَصْغَرَ قَالُوا وَمَا الشِّرْكَ الْأَصْغَرُ قَالَ الرِّيَاءُ فرمایا
 جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ شرک اصغر سے بچو تو
 پر جا حاضرین نے کہ یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہے تو آپ نے فرمایا
 کہ ریاء ہی۔ اصل معنی ریاء کے یہ ہیں کہ باظہار خصایل نیک لوگوں کے
 ولوں میں جگہ پیدا کرنا۔ تاکہ نمائش و منزلت حاصل ہو جب جاہ انسان
 میں صرف بوجہ اتباع خواہش نفسانی پیدا ہو جاتی ہے اس میں اکثر لوگ تباہ
 اور برباد ہو چکے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں۔ لوگ اگر انصاف کریں
 تو سمجھیں کہ عادی اعمال تو رہے درکنار اونکے علوم و عبادات کی
 محرک بھی ریاء نمائش ہی اور یہ ایسی نر سی بلا ہے کہ اعمال حسد کے
 ثواب کو برباد کئے دیتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب

بعض شہید قیامت کے دن دوزخ کے طرف کہنے جانیگے تو عرض
 کریں گے کہ اے پروردگار! یہ فضل تو جسے تیری خوشنودی کے لئے کیا
 کیا اسکی یہی جزا ہے۔ تو جناب باری سے حکم ہوگا کہ نہیں تمہاری یہ خواہش
 سچی کہ لوگ تمکو جہانمزد کہیں سو تمہاری یہ خواہش پوری ہو چکی ہے تم لوگوں
 میں شجاع کہلاے پس تمہارے لئے یہی اجر تھا۔ یہی حال علما و حجاج و دواغ
 وغیرہ کا ہے۔ عجب و کبر و فخر۔ یہ تو بڑی سخت بیماری ہے۔ عجب وہ ہے کہ
 آدمی اپنے آپ کو بنظر عظمت اور دوسرے کو بنظر ذلت و حقارت
 دیکھے۔ اور ہر بات میں منہ منہ زبان پر ہو جیسا کہ ابلیس لعین کا دعویٰ ہوتا
 کہ اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ میں آدم سے
 اچھا ہوں کیونکہ تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے۔ عجب
 سے غرض یہ ہے کہ لوگوں میں اپنی توقیر ہو اور ہر کام اور ہر بات میں
 لوگ اپنی غرت کریں کبر کی یہ معنی ہیں کہ ہدایت نیک کے قبول کو نفی
 نفس میں گریز ہو۔ اور تروید قول سے بچ۔ المختصر جو شخص کہ اپنے کو
 دوسروں سے اچھا سمجھے وہ متکبر ہے۔ بلکہ انسان کو یہ یاد رکھنا چاہیے
 کہ نیک وہ شخص ہے جو خدا کے پاس بھی نیک ہو مگر اسکا معلوم کرنا ہی

ہو کیونکہ وہ متعلق بعلم غیب ہی اسکا حال وقت اخیر معلوم ہو سکیگا یہ
 خیال کر لینا کہ ہم ہی سب سے اچھے ہیں جہالت ہی بلکہ چاہئے تو یہ
 کہ ہر شخص کو اپنے سے اچھا سمجھے۔ مثلاً بچوں کو دیکھیں تو یہ خیال
 کریں کہ یہ کم سن ہیں انہوں نے معصیت نہیں کی ہے۔ اور ہم گناہ ہیں
 مثلاً ہیں۔ بیشک یہ ہم سے اچھے ہیں۔ اگر بوڑھوں کو دیکھیں تو یہ خیال
 کریں کہ انہوں نے بوجہ کبر سن ہی ہم سے زیادہ عبادت کی ہے۔ اس لئے
 یہ ہم سے بہتر ہیں۔ اگر عالم ہوں تو یہ سمجھیں کہ انکو خدا نے ایسی بزرگی
 دی ہے جو ہم میں نہیں ہے۔ تو ہم انکے برابر کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی
 جاہل کو دیکھیں تو یہ سمجھیں کہ اس نے بوجہ لاعلمی باہمی کی اور ہم نے
 جان بوجہ کر معصیت کی ہے ہمیں پر سخت عذاب ہوگا۔ اگر کافر ہو تو
 یہ خیال کرے کہ شاید یہ کبھی مسلمان ہو جائے اور اسکا خاتمہ بخیر ہو
 ممکن ہے کہ وہ مقبول بارگاہ ہو جائے اور ہم مردود رہیں۔ الحاصل
 تکبر اور فتنہ تک دفع ہو نہیں سکتا جب تک کہ پوری طور پر یہ یقین
 نہ ہو جائے کہ بزرگ وہ ہی جو خدا کے پاس بزرگ ہے۔ اور اسکا معلوم
 کرنا خاتمہ پر موقوف ہے۔ جب یہ بات بالکل فاطر نشین ہو جائے تو

رفتہ رفتہ تکبر و قبح ہو گئے ہیں کیونکہ خاتمہ کاکر علم ہی۔ خدا مقلب القلوب
 ہو جس کو چاہا وہ ایت پر لایا اور جسکو چاہا ناکمراہ کیا۔ حد وغیرہ کے برائے
 میں تو بہت سے احادیث ہیں مگر یہاں صرف ایک حدیث کا نقل کرنا
 بامقصد مقام کافی ہو گا۔ **رَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ رَجُلٍ أَنَّهُ**
قَالَ لِعَازِذٍ يَا مَعَاذَ ثَنِي حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَا يَسْكُتُ ثُمَّ سَكَتَ ثُمَّ قَالَ وَاشْوَقَاهُ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى رِقَائِهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا مَعَاذُ إِنْ مُحَدَّثَكَ بِحَدِيثٍ
إِنْ أَنْتَ حَفِظْتَهُ نَفَعَكَ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنْ أَنْتَ ضَيَعْتَهُ وَلَمْ تَحْفَظْهُ
لَا نَقَطْتَ حُجَّتَكَ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا مَعَاذُ إِنْ اللَّهُ
تَبَارَكَ وَتَعَالَى خَلَقَ سَبْعَةَ أَمْلَاقٍ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضَ فَيَجْعَلُ لِكُلِّ سَمَاءٍ مِنَ السَّبْعِ مَلَكًا بَوَّابًا عَلَيْهَا
فَتَقْصِدُ الْحَفْظَةَ بِعَلِّ الْعَبْدِ مِنْ حِينَ أَصْبَحَ إِلَى حِينَ امْسَى
لَهُ نُورٌ كَنُورِ الشَّمْسِ حَتَّى إِذَا صَعِدَتْ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا
رَكَعًا وَكَثَرَتْهُ يَقُولُ الْمَلِكُ الْمُرْكَلُّ بِهَا لِلْحَفْظَةِ اضْرِبُوا بِهَذَا

الْعِلَّ وَجْهَ صَاحِبِهِ أَنَا صَاحِبُ الْغَيْبِ. أَمَرَنِي رَبِّي أَنْ لَا أَدْعُ
 عَمَلِي مَرَّةً غَتَابَ النَّاسِ يُجَاوِزُنِي إِلَى غَيْرِي قَالَ ثُمَّ تَنَانِي الْحَفَظَةُ
 يَعْمَلُ صَالِحًا مِنْ أَعْمَالِ الْعَبِيدِ فَتَزَكَّتْهُ وَتَكَدَّرَتْهُ حَتَّى يَتَلَخَّصَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ
 الثَّانِيَةِ فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلِكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا قَفُوا وَأَضْرِبُوا بِهَذَا الْعِلَّ
 وَجْهَ صَاحِبِهِ إِنَّهُ أَرَادَ بِعِلِّهِ عَرْضَ الدُّنْيَا أَنَا مَلِكُ الْفَخْرِ
 أَمَرَنِي رَبِّي أَنْ لَا أَدْعُ عَمَلَهُ يُجَاوِزُنِي إِلَى غَيْرِي إِنَّهُ كَانَ لِيَفْتَحُرُ
 عَلَى النَّاسِ فِي مَجَالِسِهِمْ أَنَا مَلِكُ الْفَخْرِ قَالَ وَتَصْعَدُ الْحَفَظَةُ
 يَعْمَلُ الْعَبْدُ يَتَّبِعُ نُورًا مِنْ صَدَقَةٍ وَصَلَاةٍ وَصِيَامٍ فَدَاخِبَ
 الْحَفَظَةُ فَيَجَاوِزُونَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلِكُ
 الْمُوَكَّلُ بِهَا قَفُوا وَأَضْرِبُوا بِهَذَا الْعِلَّ وَجْهَ صَاحِبِهِ أَنَا مَلِكُ
 الْكِبَرِ أَمَرَنِي رَبِّي أَنْ لَا أَدْعُ عَمَلَهُ يُجَاوِزُنِي إِلَى غَيْرِي إِنَّهُ
 كَانَ يَتَكَبَّرُ عَلَى النَّاسِ فِي مَجَالِسِهِمْ قَالَ وَتَصْعَدُ الْحَفَظَةُ
 يَعْمَلُ الْعَبْدُ بَيْنَهُمَا كَمَا يَنْزِلُ الْكَوْكَبُ الدَّرِي لَهُ دَرَوِي مِنْ
 سَبِيحٍ وَصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَحَجٍّ وَعُمْرَةٍ حَتَّى يُجَاوِزُوا بِهِ
 إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلِكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا قَفُوا وَأَضْرِبُوا

بِهَذَا الْعَمَلِ وَجَهَ صَاحِبِهِ وَظَهَرَهُ وَبَطَّنَهُ أَنَا صَاحِبُ الْعُجْبِ
أَمَرَنِي رَبِّي أَن لَّا أَدْعَ عَمَلَهُ يُجَاوِزُنِي إِلَى غَيْرِي إِنَّهُ كَانَ
إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَدْخَلَ الْعُجْبَ فِيهِ قَالَ وَتَصْعَدُ الْحَفْظَةُ
بِعَلِّ الْعَبْدِ حَتَّى يُجَاوِزُ وَابِهِ السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ كَأَنَّهُ الْعُرْسُ
الْمَرْفُوفَةُ إِلَى بَعْلِهَا فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلِكُ الْمَوْكَلُ بِهَا قِفُوا وَاضْرِبُوا
بِهَذَا الْعَمَلِ وَجَهَ صَاحِبِهِ وَاحْمِلُوهُ عَلَى عَاتِقِهِ أَنَا مَلِكُ الْحَسَدِ
إِنَّهُ كَانَ يَحْسَدُ مَنْ يَتَعَلَّمُ وَيَعْمَلُ بِمِثْلِ عَمَلِهِ وَكُلُّ مَنْ كَانَ يَأْخُذُ
فَضْلًا مِنَ الْعِبَادَةِ كَانَ يَحْسَدُهُمْ وَيَقَعُ فِيهِمْ أَمَرَنِي رَبِّي
أَن لَّا أَدْعَ عَمَلَهُ يُجَاوِزُنِي إِلَى غَيْرِي قَالَ وَتَصْعَدُ الْحَفْظَةُ
بِعَلِّ الْعَبْدِ لَهُ ضَوْءُ كَضَوْءِ الشَّمْسِ مِنْ صَلَاحَةٍ وَنَزَاكَةٍ وَحُجٍّ
وَعُمْرَةٍ وَجِهَادٍ وَصِيَامٍ يَتَجَاوِزُونَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ
فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلِكُ الْمَوْكَلُ بِهَا قِفُوا وَاضْرِبُوا بِهَذَا الْعَمَلِ وَجَهَ
صَاحِبِهِ إِنَّهُ كَانَ لَا يَرْحَمُ إِنْسَانًا قَطُّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ أَمَابَهُ
بَلَاءٌ أَوْ مَرَضٌ بَلْ كَانَ لِيُثْمِتَ بِهِ أَنَا مَلِكُ الرَّحْمَةِ أَمَرَنِي
رَبِّي أَن لَّا أَدْعَ عَمَلَهُ يُجَاوِزُنِي إِلَى غَيْرِي قَالَ وَتَصْعَدُ

الْحَفْظَةُ يَعْمَلُ الْعَبْدُ مِنْ صَوْمٍ وَصَلَاةٍ وَتَقْوَةٍ وَجِهَادٍ وَ
 وَرِعٍ لَهُ دَوْنِي كَدَوْنِي النَّحْلُ وَضَوْءُ كَضَوْءِ الشَّمْسِ وَمَعَهُ ثَلَاثَةُ
 آلَافٍ مَلَكٍ فَيَجَاوِزُونَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَيَقُولُ
 لَهُمُ الْمَلَكُ الْمُرْكَلُّ بِهَا قُفُّوا وَاضْرِبُوا بِهَذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ
 وَاضْرِبُوا جَوَارِحَهُ وَاقْفُلُوا بِهِ عَلَى قَلْبِهِ فَإِنِ احْتَجَبُ عَنْ رَبِّي
 كُلُّ عَمَلٍ لَمْ يُودَعْ بِهِ وَجْهَ رَبِّي إِنَّهُ إِنَّمَا أَرَادَ بِعِلْمِهِ عَيْنُ اللَّهِ
 تَعَالَى إِنَّهُ أَرَادَ بِهِ رَفْعَةً عِنْدَ الْفُقَهَاءِ وَذِكْرًا عِنْدَ الْعُلَمَاءِ
 وَصِيئَةً فِي الْمَدَائِنِ آمَرَنِي رَبِّي أَنْ لَا أُدْعِيَ عَمَلَهُ بِجَاوِزُنِي
 إِلَى غَيْرِي وَكُلُّ عَمَلٍ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ تَعَالَى خَالِصًا فَهُوَ رِيَاءٌ وَلَا يَقْبَلُ
 اللَّهُ عَمَلَ الرَّائِي قَالَ وَتَصْعَدُ الْحَفْظَةُ بِعَمَلِ الْعَبْدِ مِنْ صَلَاةٍ وَ
 زَكَاةٍ وَصِيَامٍ وَحَجٍّ وَحُمْرَةٍ وَخُلُقٍ حَسَنٍ وَصُمْتٍ وَذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى
 فَتَشْبَعُهُ مَلَائِكَةُ السَّمَاوَاتِ الشَّعْبُ حَتَّى يَقْطُرُوا بِهِ الْحُبَّ
 كُلَّهُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فَيَقِفُونَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَشْهَدُونَ لَهُ
 بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ الْمَخْلُصِ لِلَّهِ تَعَالَى فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَنْتُمْ الْحَفْظَةُ
 عَلَى عَمَلِ عَبْدِي وَأَنَا الرَّهْبُ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ إِنَّهُ لَمْ يَذَرْنِي

بِهَذَا الْعَمَلِ وَإِنَّمَا أَرَادَ بِهِ غَيْرِي فَعَلَيْهِ لِعَنَتِي نَقُولُ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهَا عَلَيْهِ
لَعْنَتُكَ وَلَعْنَتُ أَقْلَمَتِهِ السَّمَوَاتِ السَّبْعُ وَمَنْ فِيهِنَّ ثُمَّ بَلَغَ مَعَاذُ
وَأُتِخِبَ إِنْجَابًا شَدِيدًا وَقَالَ مَعَاذُ فُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ
وَأَنَا مَعَاذُ فَكَيْفَ لِي بِالْعِبَادَةِ وَالْخَلَاصِ مِنْ ذَلِكَ قَالَ اقْتَدِ بِمَنْ وَإِنْ
كَانَ فِي عَمَلِكَ نَقْصٌ بِامْعَاذُ حَافِظٌ عَلَى لِسَانِكَ مِنَ الْوَقِيعَةِ فِي
أَخْوَانِكَ مِنْ حَمَلَةِ الْقُرْآنِ خَاصَّةً وَأَهْلِ دُنُوبِكَ عَلَيْكَ أَوَّلًا
عَمَلُهَا عَلَيْهِمْ وَلَا تَذَلْ نَفْسَكَ وَتَذَهُمْ وَلَا تَرْفَعْ نَفْسَكَ عَلَيْهِمْ
وَلَا تَخْضُلْ مَعَ الدُّنْيَا فِي عَمَلِ الْآخِرَةِ وَلَا تَرَاهُ بِعَمَلِكَ وَلَا
تَكْتَبِرْ فِي مَجْلِسِكَ لِكُلِّ يَحْذُرُ النَّاسُ مِنْ سُوءِ خُلُقِكَ وَلَا تَتَّبِعْ رِجَالًا
وَعِنْدَكَ آخِرٌ وَلَا تَتَّعِظْ عَلَى النَّاسِ فَتَقْطَعَ عَنْكَ خَيْرَاتُ الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ وَلَا تَمْنَنَّ النَّاسَ بِلِسَانِكَ فَتَضُرَّكَ كِلَابُ النَّارِ يَوْمَ النَّارِ
فِي النَّارِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَالنَّاسِطَاتُ نَشَطًا هَلْ تَدْرِي مَا هُنَّ
بِامْعَاذُ فُلْتُ مَا هِيَ يَا بَنِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ كِلَابُ فِي النَّارِ
تَنْشَطُ اللَّحْمَ مِنَ الْعُظْمِ فُلْتُ يَا بَنِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ
يَطِيقُ هَذِهِ الْخِصَالِ وَمَنْ يَجُودُ مِنْهَا قَالَ يَا مَعَاذُ إِنَّهُ لَيْسَ بِشَيْءٍ

عَلَى مَنْ يَسْرُهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ إِنَّمَا يَكْفِيكَ مِنْ ذَلِكَ أَنْ تُحِبَّ
 لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهُ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ فَإِذَا أَنْتَ
 يَا مُعَاذُ قَدْ سَمَعْتَ ابْنَ بَارَكٍ سَے روایت ہے کہ ایک شخص نے معاذ
 سے کہا اے معاذ وہ حدیث بیان کیجئے جو آپ نے جناب رسول مقبول
 علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی ہے۔ سائل کہتا ہے کہ یہہ سنتے ہی معاذ
 اس قدر رونا شروع کئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ سکوت کر گئے۔ پھر وہ کیا
 ساکت ہوئے اور واشوقاۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی لہجہ
 کہہ کر بیان کئے کہ جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا ہے کہ اے معاذ
 میں تجھ سے ایک حدیث کہتا ہوں اگر تو اس کو یاد رکھے تو نفع دیگی تجھ کو
 اللہ کے پاس۔ اگر تو اس کو منایع کر دے یا بھول جائے تو بہر قیاس
 کے دن خدا کے سامنے تو کوئی دلیل پیش نہ کر سکیگا۔ اے معاذ قبل
 پیدا کرنے زمین و آسمان کے خداوند عالم نے سات فرشتوں کو
 پیدا کیا۔ اور ہر ایک کو ایک ایک آسمان پر دربان مقرر کیا۔ جو فرشتے
 کہ تحریر اعمال کے لئے معین ہیں وہ صبح سے شام تک ہر شخص کے
 اعمال کو جو کچھ ہوں آسمان پر لے جاتے ہیں تو آسمان اول کا دربان

کہتا ہے کہ اس عمل کو صاحب عمل کے پاس ہی پہنچا دو۔ میں صاحب
 غیبت ہوں مجھ کو اللہ کا یہ حکم ہے کہ جو شخص دوسروں کی غیبت کرتا ہے
 اوس کے اعمال کو روک دوں۔ پہر یہ فرشتہ دوسرے شخص کے
 نیک اعمال کو لیکر تعریف کرتے ہوئے آسمان پر جاتے ہیں یہاں تک
 کہ وہ دوسرے آسمان تک پہنچتے ہیں تو وہاں کا دربان کہتا ہے
 کہ میں فرشتہ فخر ہوں مجھ کو ایسے شخص کے اعمال کو آگے بڑھانے
 کی اجازت نہیں ہے کہ جس نے یہ اعمال صرف منفعت دنیا کے
 لحاظ سے کیا ہے کیونکہ یہ شخص اپنے اعمال کے گہنڈ پر مجلسوں میں
 فخر کیا کرتا تھا۔ پہر وہ فرشتہ ایک اور شخص کے نیک اعمال
 (جو از قبیل صدقہ و صلوٰۃ و صوم ہیں) نہایت تعجب کے ساتھ لیتے ہیں
 اُن آسمانوں پر سے عبور کرتے ہوئے تیسرے آسمان تک
 پہنچتا تو وہاں کا دربان کہیگا کہ میں فرشتہ کبر ہوں مجھ کو حکم ہے
 کہ متکبرین کے اعمال کو نہ چھوڑوں یہ شخص متکبر تھا اوس کے
 اعمال اوس کے پاس ہی پہنچا دو۔ پہر اور ایک شخص کے اعمال نیک
 اسی طرح فرشتہ بڑے فخر کے ساتھ آسمان چارم تک پہنچے

مگر موکل آسان چارم کہیگا کہ مین صاحب عجب ہوں اس شخص کے اعمال
 مین عجب یعنی غرور شریک ہی مجھکو ایسے شخص کے اعمال کے چھوڑنے
 کی اجازت نہیں ہے۔ اس طرح ایک اور شخص کے اعمال حسنہ مثل عروس
 کے لئے ہوے آسان پنجم پر پہونچینگے تو دمان کا زشتہ کہیگا کہ مین
 صاحب حسد ہوں اس شخص کے اعمال کو داپس لیجاو کہ یہ جب کسیکو
 ذمی علم یا مثل اپنے کام کرتے ہوے دیکھتا یا کسیکو اچھی حالت مین پاتا
 تو حسد و عیب جینی کیا کرتا تھا۔ علی ہذا پہر ایک کے اعمال حسنہ کہ جسکی چاک چاٹ
 کی سی ہوگی (از قبیل نماز۔ زکاۃ۔ حج۔ عمرہ۔ جہاد۔ روزہ) لئے ہوے
 آسان ششم پر پہونچینگے تو موکل آسان ششم کہیگا کہ مین صاحب حسد
 ہوں یہ شخص کبھی کسی مصیبت زدہ و بلا رسیدہ پر رحم نہیں کرتا تھا
 بلکہ اس کی عادت تھی کہ ایسے لوگوں کی شامت کرے لہذا مین ایسے
 شخص کے اعمال کو اوپر جانے دینے سے ممنوع ہوں اسکے اعمال
 پہر لیجاو اس طرح پہر ایک کے نیک اعمال (مثل نماز و روزہ نفقہ
 و جہاد و اتقا کہ جسکی چک دمک مثل آفتاب کے ہونگے لیکر ماتوین
 آسان تک عروج کرینگے لیکن جو موکل دمان متعین ہے کہیگا کہ مجھکو

شرم آتی ہو کہ ایسے شخص کے اعمال کو چھوڑ دوں کہ جو اللہ کی خوشنودی
 کے لئے توہین کئے گئے صرف علماء و فقہاء کے پاس اپنے علوم و تربیت
 کے لحاظ سے کئے گئے ہیں اس سے تو فقط شہرت منظور تھی۔ پہلا
 جو عمل کہ محض بہ نیت رضا سے آہی نہ ہو وہ ریاہی اور عمل ریائی اللہ
 تعالیٰ کے پاس مقبول نہیں ہوا۔ اسکے سوا بعض لوگوں کے ایسے اعمال بھی ہوئے
 جو ان سب مراتب سے گذر کے خاص بارگاہ قدس میں پہنچ جائیں گے
 اور کل ملا کر اس نیک عمل کی گواہی دینگے یا این جناب باری سے
 ارشاد ہو گا کہ تم تو صرف محافظین اعمال ہو اور میں اسکا رقیب ہوں
 مجھ کو اس شخص کے دلی قصد سے آگاہی ہو۔ اس نے یہ عمل خاص
 میرے لیے نہیں کیا ہے۔ بلکہ دوسروں کے دیکھانے کے لئے
 کیا ہے اس واسطے میں اس شخص پر لعنت کرتا ہوں یہہ سنتے ہی
 کل ملا کر لعنت کرینگے بلکہ آسمان و زمین اور اس میں رہنے والے
 بھی لعنت کرینگے۔ یہہ سنتے ہی معاذِ رونا شروع کئے اور ایک
 چیخ ماری بعد جناب رسالتاب صلعم سے عرض کئے کہ یا رسول اللہ
 آپ تو رسول ہیں اور میں معاذ ہوں تو پہر فرمائیے کہ میری سبقت

کی کیا سبیل ہے تو آپ نے فرمایا کہ میری اقتدا کرو گے تمہارے اعمال میں
 نقص ہو۔ اسے معاذ ابنا می جنس کے غیبت سے خاصہ مسلمانوں
 کے اور عموماً سب کے غیبت سے اپنی زبان کو بچاؤ۔ اپنی برائی کو اپنے
 ہی تک محدود رہنے دو دوسروں کے فتراک میں مت باندھو۔ اور
 کی مذمت کر کے تم اپنے کرمات رسوا کرو۔ اعمال دنیا کو اعمال آخرت
 میں مت شریک کرو۔ ریاست کرو۔ تکبر کو چھوڑ دو کہ تمہاری خلق سے
 جو لازمہ کبر ہو لوگ خائف نہ ہو جائیں لوگوں کو دشنام مت دو۔ تاکہ
 دونخ کے کتے ٹکونہ کاٹ کہائیں۔ وہ جو خداوند عالم کا ارشاد ہر
 والما نشاط نشاطا امی معاذ تم جانتے ہو کہ ناشطات کیا ہی تو معاذ نے
 عرض کیا کہ میرے مان باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ آپ ہی
 فرمائیے کہ وہ کیا ہی تو آپ نے کہا کہ وہ دونخ کے کتے ہیں بڑوں
 سے گوشت جدا کرتے ہیں۔ تو معاذ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسی
 خصلتوں کا اختیار کرنا تو بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ معلوم نہیں کہ نجات
 کیونکر ہو۔ تو ارشاد ہوا کہ امی معاذ اگر اللہ چاہے تو سب کچھ آسان ہے
 مگر انسان کو اس قدر لحاظ ضرور ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرے وہ غیر کے

لئے بھی ویسی ہی عزیز رکھے اور جو چیز اپنے لئے ناپسند کرے وہ غیر کیلئے
 بھی اچھی نہ سمجھے اگر یہ بات ہو جائے تو پھر سلامتی ہی۔ خالد بن معدان کہتے
 کہ اس حدیث کے سننے کے بعد میں نے کسی کو معاذ سے زیادہ قرآن کے
 تلاوت کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ بہر حال ان ابواب کے حصول کا خیال
 لازم ہے۔ یہ سب خرابیاں صرف اسوجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں کہ اکثر لوگ
 علم کو صرف جاہ و منزلت کے لئے حاصل کرتے ہیں اور اسی وجہ سے
 اس بلا میں بہس جاتے ہیں بلکہ ان سے تو جاہل ہی اچھے کہ ایسے امور
 سے کو سو نہ بہا گئے ہیں۔ اس واسطے ان مہلکات سے حذر کرنا اور اپنے
 قلب کے صفائی کی فکر کرنا بہت ضرور ہے۔ یہ تینوں خصلتیں جو ذکر ہو چکی
 امہات جنایت قلب سے ہیں اور اسکی جرحِ حُب دینا ہے۔ اس واسطے جناب
 رسالت آب فرماتے ہیں کہ حُبِّ الدُّنْيَا مَرَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ اور وہ جو
 الدُّنْيَا مِنْ رَعَةِ الْأَخْنَذَرِ ہے صرف اوس شخص کے لئے ہے جو دنیا
 کو اوس بقدر اختیار کرے کہ جس سے امور دینی میں تاخیر ہو۔ اور جسکی
 نیت یہ ہو کہ صرف تنعمات دنیا میں پیسے رہیں اس کے لئے تو ہلاکت
 ہلاکت ہے۔ یہاں تک تو ظاہر تقویٰ کا ذکر بقدر ضرورت بیان ہو چکا پس

اولاً ان معاملات کا امتحان انسان اپنے نفس کے ساتھ کر لے اگر اس میں کامیابی ہو تو پھر احیاء العلوم کا مطالعہ کرے کہ جس میں باطن تقویٰ کا ذکر ہے۔ جب باطن تقویٰ سے بھی دل کی آراستگی ہو جائے تو اس وقت بندہ اور خدا کے درمیان جو حجاب ہو رفع ہو جائیگا۔ انوار معارف منکشف ہونگے۔ چشمہ ہادی علوم نافذ دریای دل سے جاری ہونگے۔ اسرار ملک و ملکوت کھل جائیں گے۔ اور اس وقت ادن علوم ملنی پر بصیرت و قدرت حاصل ہو جائیگی کہ جس کے مقابلہ میں یہ علوم ظاہری کہ جتنا ذکر تک صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں نہیں نظر سے گرجائیں گے اگر با این مگو اسی قیل و قال اور جھگڑے میں مبتلا رہنا پسند ہو تو بڑی ہی مصیبت کی بات ہو اور بے انتہا حسرت و ندامت کا معاملہ ہے۔

آداب صحبت و معاشرت با خدا و یا بندگان خدا

انسان کے حضور سفر اور خواب و بیداری بلکہ موت و حیات میں جو رشتہ ہو وہی پروردگار ہی جو بکا مالک اور خالق ہے۔ اور فقیر بھی اب کہ جب تم یاد کرو تو تمہارے ساتھ ہے۔ چنانچہ کس مہربانی سے

ارشاد ہوتا ہے کہ اَنَا جَلِيسٌ مِّنْ ذِكْرِ لِّیْ اور جب بوجہ قصور عبادت و
 ظہور معصیت کے کیا دل شکستہ ہو تو اویسی عنایت کا رمو سیائی کر لی
 چنانچہ حکم ہوتا ہے اِنَّا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ اَجَلٍ۔ اگر انسان
 ذرا اسباب کو خوب سمجھ لے تو کیا سوائی اللہ کے اور کسی کو اپنا معین
 و حامی خیال کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں پس تمام اوقات اسی ملازمت فکر میں
 صرف ہونا سرمایہ نجات ہے۔ اگر اسکا التزام محال ہو تو جب کبھی راندن
 میں موقع ملے اپنے صاحب کے طرف رجوع کرنا۔ اور عجز و الحاح
 اپنے حاجات کا پیش کرنا بہت ضرور ہے اسکو خلوت کہتے ہیں اور
 اس خلوت میں آداب مع اللہ کا لحاظ چاہئے جو چودہ ہیں۔ ۱۔ سب سے پہلے
 رہیں اور انگلیں بند ہوں ۲۔ بالکل اللہ خداوند عالم کی طرف متوجہ ہوں۔
 ۳۔ ساکت رہیں ۴۔ جوارح میں سکون ہو ۵۔ امتثال اوامر کی پابندی ہو
 ۶۔ اور نیز اجتناب از نواہی کی بھی ۷۔ راضی برضاے الہی ہو۔
 ۸۔ مداومت ذکر کے قلب و لسان سے رہے ۹۔ فکر لغائے الہی ہو۔
 ۱۰۔ حق بات کا اختیار کرنا باطل کا ترک کرنا ۱۱۔ مخلوقات سے ہر حال
 میں قطع امید کرنا ۱۲۔ خضوع بخوف و ہیبت الہی ۱۳۔ انکسار مع الحیاء

۱۴۔ جن کی ساری
 باتیں اللہ کے سامنے
 آجائیں
 ۱۵۔ جن کو اللہ
 کی رضا سے
 راضی رہیں
 ۱۶۔ جن کی
 باتیں اللہ کے
 سامنے آجائیں
 ۱۷۔ جن کو اللہ
 کی رضا سے
 راضی رہیں
 ۱۸۔ جن کی
 باتیں اللہ کے
 سامنے آجائیں

۱۴ حیلہ کب سے ناتھ دھونا کیونکہ خدا رزق کا مامن ہے۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا ۚ اللَّهُ كَافٍ مُبْلِغٌ
 کیونکہ سوائے خدا کے کوئی مہربی نہیں ہے۔ یہہ آداب اس طرح ہفتیا
 کئے جائیں کہ گویا عادت میں داخل ہو جائیں۔ کیونکہ یہہ آداب
 اوس مالک کے ساتھ ہیں جو ایک لحظہ اپنے بندوں سے جدا
 نہیں ہوتا۔ مخلوقات کی محبت و ملاقات ایسی نہیں ہے کہ وہ کبھی
 ملتے ہیں اور کبھی جدا رہتے ہیں اگر کوئی عالم ہی تو اوسکو معلوم کرنا
 چاہئے کہ عالم کے سترہ آداب ہونے چاہئیں۔

آداب عالم

- ۱۔ بر دباری ۲۔ لزوم علم ۳۔ مجلس میں وقار اور آئین کے ساتھ
- بیٹھنا ۴۔ بندگان خدا کے ساتھ تکبر نہ کرے مگر ظالم کے ساتھ تاکہ
- اوسکو نہ جبر ہو ۵۔ محافل و مجالس میں تواضع کا لحاظ رکھنا ۶۔ ترک ہزل
- و مزاح ۷۔ شاگردوں پر مہربانی کرنا اور جہاں سے درگزرنا
- ۸۔ نیک تفہیم سے بلید الطبع کی اصلاح کرنا ۹۔ بلید الطبع پر غضب کرنا
- ۱۰۔ جربات معلوم نہوا دس سے صاف اقرار کرنا اور کچھ شرم نہ کرنا۔

۱۱ سایل کے تقہیم میں جہاننگ ممکن ہو کوشش کرنا ۱۲ دلیل کو ماننا گو
 دشمن بھی پیش کرے۔ ۱۳ سچی بات کا ماننا اگرچہ اپنے سے کم مرتبہ
 شخص کہے ۱۴ طالب علم کو مضر علم کے حاصل کرنے سے جیسا سحر و
 نجوم و رمل وغیرہ منع کرنا ۱۵ طلباء کو اسبات سے منع کرنا کہ وہ علوم
 نافع یعنی علوم دین سے دنیوی اغراض متعلق نکرین ۱۶ طلباء کو قبل
 از ادا اسی فرض عین فرض کفایہ کے طرف رجوع کرنے سے منع کرنا
 فرض عین یہ ہو کہ ظاہر و باطن تقویٰ سے آراستہ ہو ۱۷ پابندی
 عمل کیونکہ بغیر عمل کے دوسروں پر نصیحت موثر نہیں ہوتی۔

آداب طلبا

۱ اوستاد کو سلام کرنا اور باجائزت ادکنی خدمت میں حاضر ہونا
 ۲ اوستاد کے سامنے بڑھ زبانی نکرنا ۳ جب تک اوستاد
 کسی بات کو نہ پوچھے اپنی طرف سے کچھ نہ بیان کرے ۴ جب تک
 اوستاد کی اجازت نہ ہو کوئی چیز طلب نہ کرنا ۵ اوستاد کے
 قول سے تعارض نہ کرنا۔ یعنی یہ کہنا کہ فلان شخص نے آپ کے
 برخلاف اس طرح بیان کیا ہے۔ ۶ خلاف راہی اوستاد کے کوئی کام

نکرنا ۷ جس مجلس میں اوستا موجود ہو پہرہ دوسرے شخص سے سوال کرنا یا مشورت کرنا منع ہے ۸ اوستا کے سامنے بادب بیٹھے اور تبسم نہ کرے ۹ اگر اوستا دنگین یا فکر مند ہو تو زیادہ سوالات نہ کرنا چاہئے۔

۱۰ جب اوستا داٹھے تو آپ بھی تعظیماً اٹھ کھڑے ہونا چاہئے۔ ۱۱ جب اوستا مجلس سے اٹھے تو اس سے باتیں اور سوال کرتا ہوا پیچھے پیچھے چلے۔ ۱۲ راستے میں چلتے چلتے سوال نہ کریں الا یہ کہ وہ اپنے قیامگاہ کو پہنچ جائیں ۱۳ اسٹا دسے بدظنی نہ کرے۔ گو اوستا دسے کوئی

فعل مکروہ سرزد ہوا ہو۔ اگر اس قسم کا خیال بھی ہو تو وہ قول جو موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے کہا تھا یاد کرے جو یہ تھا ”کیا تم بغرض ہلاکت اہل کشتی کے کشتی کو توڑ دیا تھا۔ گو اس طرح موسیٰ علیہ السلام نے ابتداء خضر علیہ السلام کے حرکت کو مکروہ خیال کر کے کہا مگر حقیقت چو کہ وہ فعل شریعت باطن کے موافق تھا لہذا آخر پہرہ اسکی تصدیق کی۔

اولاد کے آداب والدین کے ساتھ

۱ جو بات ماں باپ کہیں اسکو مانیں ۲ والدین کی تعظیم ہر وقت

لمحوظ رہے ۳ اطاعت اگرچہ مضرب ہو (مگر یہ کہ حد حصیت تک پہنچ جائے)
 لازم سمجھے ۴ چلنے میں مانباپ پر سبقت نہ کرے ۵ والدین کے
 سامنے بند آواز سے گفتگو نہ کرے ۶ اگر والدین بلائیں تو کہے
 کہ جی حاضر ہوا یعنی بالفاظ تعظیم جواب دے ۷ ہر بات اور ہر کام
 میں والدین کے رضامندی کا خیال رہے ۸ والدین کے ساتھ
 بخیر و تواضع پیش آئے۔ انکی خدمت خود کرے ۹ والدین پر کسی
 کی منت نہ رکھے ۱۰ کبھی اونپر تہنظر غضب نہ دیکھے ۱۱ ترش روی سے
 نہ پیش آئے ۱۲ بغیر اذن والدین کے سفر نہ کرے۔ ہر ایک انسان
 کے لئے استاد اور والدین کے بعد دوسرے لوگ تین قسم کے ہیں
 دوست۔ جان بچان۔ اجنبی۔

آداب معاشرت اصناف خلق کیساتھ

پس اگر انسان کو اجنبیوں سے معاملہ پڑ جائے تو امور ذیل کا لحاظ
 رکھے ۱ اونکی گفتگو میں دخل نہ دیا جاوے ۲ اونکی بیہودہ باتیں
 مافی نہ جائیں ۳ اگر اون کے زبان سے کچھ الفاظ ناملائیم بھی سنے
 تو اوس سے درگزر کرے۔ ۴ اون سے زیادہ ربط و ضبط

نہ بڑا وین اور نہ اپنا کوئی راز یا حال اون سے بیان کریں ۵ اگر کوئی فعل بد اون سے سرزد ہو تو بشرط امید قبول اوپر مہربانی کرے۔

احباب و اخوان کے ساتھ ملاقات رکھنے میں دو باتوں کا لحاظ چاہئے۔ اول یہ کہ آیا وہ صحبت و محبت رکھنے کے لائق ہیں کہ

نہیں۔ کیونکہ ہر شخص دوستی کے لائق نہیں ہو سکتا۔ جناب سالتم السلام فرماتے ہیں اَلْمَرْءُ عَلَىٰ دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنِ خَلَا

یعنی یہ کہ انسان اپنے دوست کا طریقہ اختیار کرتا ہے۔ اس لئے جس سے دوستی کیجائے پہلے اس کی حالت دریافت کیجائے پھر حال

جب ایسا کوئی رفیق ملجائے تو پھر یہ دیکھنا چاہئے کہ اس میں شرائط مفصل ذیل ہیں کہ نہیں۔ عاقل ہو کیونکہ احمق کی صحبت سے

بجز زحمت اور قطع محبت کے کوئی نتیجہ ہی نہیں ہے۔ اور نیریبہ کہ احمق سے سوائے مصرت کے نفع کی توقع نہیں۔ گو اس کے

نیت میں نفع ہو سچا نا ہو۔ جناب علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

وَلَا تَصْبَحْ اَخَا الْجَمَلِ وَاَيَاكَ فَاِنَّكَ مِنْ جَاهِلِ اَرْضِي

صحبت مت رکھ جاہل سے اور بچا اپنے کو اون سے + بہت سے جاہلوں کا کیا کر

حکیم ماحین و اخاء • یقاس المرء بالمرء • اِذَا مَا لَرَمَ مَا تَشَاءُ • کَیْذُ

دانشمند کو مجبوراً دوسری لکھی • یقاس کیجئے اپنی آدمی کے ساتھ جیسا دوسرے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ عقاید

النَّعْلُ بِالنَّعْلِ اِذَا مَا النَّعْلُ حَاذَاہُ • وَلِلشَّيْءِ مِنَ الشَّيْءِ مُقَالِیْنِ

کفش کا کفش سے کیا جاتا ہے جیسا کہ کفش مقابل ہر کفش کے • ایک چیز کو دوسری چیز سے قیاس اور

وَاسْتِبَاهُ • وَلِلْقَلْبِ عَلَى الْقَلْبِ • دَرِیْلُ حَیْنٍ یَلْقَاہُ •

حاشیت کا مرتبہ ہو • اور دل کو دل سے راہ ہوتا ہے جب آپس میں ملاقات ہو

۲ خلق۔ بد خلق سے قطع تعلق کرنا چاہئے بد خلق وہ ہے کہ جو غضب

شہوت کے وقت اپنے نفس پر حاوی نہ ہو سکے۔ چنانچہ علقمہ عطار دہی نے

وفات کے وقت اپنے صاحبزادہ کو کیا خوب نصیحت کی ہے کہ امیر فرزند

تو ایسے شخص سے دوستی اختیار کر کہ جس سے تیرے مال و آبرو کی حفاظت

ہو۔ اور جس کی صحبت تیری زینت کا باعث ہو۔ اور وہ ایسا شخص ہو کہ

بوقت حاجت تیری اعانت کر سکے۔ اگر تو اوس کے ساتھ نیکی سے پیش آئے

تو وہ بھی تیرے ساتھ ویسا ہی سلوک کرے۔ تیری نیکیوں کا اظہار کرے

اور بدیوں کو چھپائے۔ اور جب کہ تیرے قول و فعل پر اعتبار ہو اور تیرا

ترقی مناصب کا خواہان ہو۔ اور بالفرض اگر اختلاف اسے بھی ہو تیری

راے کو مقدم سمجھے۔ جناب علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں اِنَّ اَخَاكَ
الْحَقُّ مَنْ كَانَ مَعَكَ وَمَنْ يَضُرَّ نَفْسَهُ لِيُفْعَلَكَ وَمَنْ اِذَا

وہ ہر جو تیرے ساتھ ہو اور تیرے نفع کیلئے اپنا نقصان بھی گوارا کرے اگر زمانہ

دُکھِ الزَّمانِ صَدَقَ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَبِكَ شُكْلُهُ لِيَجْعَلَكَ -

سے کچھ نیکو گزند پہنچے تو وہ ہر طرح کی پریشانی تیری اطمینان کیلئے بڑا

۳۔ مرد صالح ہو۔ فاسق کی صحبت اختیار نہ کرنی چاہئے کیونکہ جس شخص کے

دل میں خدا کا خوف ہو گا وہ کبھی گناہ کبیرہ پر اصرار نہ کرے گا۔ اور جب کو اللہ کا

دُور ہو گا وہ نفس کی شرارت سے بچ نہیں سکتا۔ اور بہت جلد اس کی حالت

بر لتی جاتی ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُطِيعُ

مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ - وَكَانَ أَمْرُهُ فَرْطًا -

جناب باری عز و جہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اسی محمد تم مت اطاعت کرو اس شخص

کی کہ جس کا دل اللہ کے ذکر سے غافل ہے۔ اور صرف ہوا میں نفسانی میں مبتلا

ہے کہ ایسی شخص کا انجام تباہی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ فاسق لائق

صحبت نہیں ہے۔ ہمیشہ فسق و معصیت کا دیکھنا دیکھنا کو دیتا ہے۔ کیونکہ

کثرتِ مجوس سے گناہ کے ہیبت دل سے جاتی رہتی ہے۔ چنانچہ غیبت

کو بھی لوگ کچھ نظر غفلت سے نہیں دیکھتے حالانکہ وہ بڑی بلا ہے۔ اور بدترین معائب و گناہ سے ہے۔ جسے کہ ایک عالم کو حریر و طلا کا استعمال جس طرح ناجائز ہو اوس سے بھی خفیت بُری ہے۔

۴ حریص نحو۔ حریص کی صحبت بھی سم قاتل ہے اوس سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ انسان بطبع تشبہ اور اقتدا پر مجبور ہے۔ جیسی صحبت ہو ویسا رنگ آجاتا ہے۔ بلکہ اکثر طبع سلیم طبع فاسد کے متبع ہو جاتا ہے۔ اور صاحب طبع سلیم کو اسکی خیر بھی نہیں ہوتے۔ پس اگر حریص کی صحبت اختیار کر دو گے تو تم بھی حریص ہو جاؤ گے۔ اور اگر زناہ کی صحبت اختیار کر دو گے تو زناہ بن جاؤ گے جناب علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ اُحْيُوا الطَّاعَاتِ بِمُجَالَسَةِ مَنْ يَسْتَحْيِ مِنْهُ یعنی زندہ کرو تم عبادت کو اداں لوگوں کے صحبت سے جو عبادت سے زندہ ہیں یعنی اپنے اوقات کو عبادت میں بسر کرتی ہیں ۵۔ صادق ہو۔ جھوٹے کی صحبت مت رکھو کیونکہ جھوٹے آدمی سے اکثر دھوکا ہوتا ہے۔ جھوٹی بات مثل سراب کے ہے کہ جس سے امور بعید قریب نظر آتے ہیں۔ اور قریب بعید۔ ان خصلتوں کے اختیار کرنے میں کثیر صحبت اہل مدارس (یعنی علماء و طلباء) و اہل ساجد (زادین) مارج

ہوتی ہے۔ پس دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کر دیا تو عزلت و تنہائی کہ جو موجب سلامتی ہو یا دوستوں کے اخلاق کا اندازہ کر کے اون سے صحبت اختیار کر و۔

دوست تین قسم کے ہیں ایک دوست عقیبی کہ جس میں سوامی دینداری کے تم کچھ نہ دیکھو گے۔ دوسرا دوست دنیا کہ جو اخلاق حسنہ سے آراستہ ہو تیسرا دوست مومن کہ جس میں کسی قسم کا شر و فساد نہ ہو ابو ذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ **الْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِنْ جَلِيسِ السُّوءِ وَالْجَلِيسُ الْقَالِحُ خَيْرٌ مِنْ الْوَحْدَةِ** تنہائی بد صحبت سے اچھی ہے اور اچھی صحبت تنہائی سے بہتر ہے۔ عوام الناس تین قسم کے ہیں ایک تو مثل غذا کے ہیں یعنی اون سے طبیعت سیر نہیں ہوتی یہ تو علما ہیں۔ اور دوسری مثل دوا کے ہیں کہ کبھی ادوی کی ضرورت ہوتی ہو اور کبھی نہیں۔ تیسری مثل بیماری کے ہیں کہ ان کی احتیاج تو نہیں ہے مگر کبھی آدمی امین مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور وہ کہ جس سے نہ تو کچھ نفع ہو اور نہ موانعت جیسا فاسق۔ مبتدع۔ کذاب وغیرہ ایسے لوگوں سے تو بلحاظ دفع شرعیات کرنی چاہئے۔ چنانچہ جناب رسالت مآب صلعم ارشاد فرماتے ہیں کہ **مُلاَرَاةُ النَّاسِ سَكَاةٌ**۔

تالیف قلوب صدقہ ہے یعنی تالیف قلوب کا ثواب مثل ثواب صدقہ کے
 ہے۔ مگر جو لوگ کہ مثل بیماری کے ہیں اور کجا وجود بھی مصلحت سے خالی
 نہیں ہوا انکے دیکھنے سے انسان کو برے افعال پر آگہی ہوتی ہے اگر انسان
 میں مادہ عبرت ہو تو ایسے لوگوں سے بہت کچھ اثر پذیر ہو سکتا ہے۔ سعید وہی
 جو دوسروں کی نصیحت قبول کرے **الْمُؤْمِنُ مِرَاةُ الْمُؤْمِنِ** کی یہی معنی ہیں
 عیسے علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ کو کس نے ادب سکھلایا تو آپ نے
 فرمایا کہ مجھ کو کسی نے ادب نہیں سکھلایا مگر یہ کہ میں جاہلون کو دیکھتا تھا اور
 عبرت حاصل کرتا تھا۔ حقیقت میں آپ کا قول بہت سچا ہے اگر لوگ برے
 افعال و اقوال سے بچیں تو ادب کجا ادب مکمل ہو جائیگا اور کبھی ان کو تعلیم کے
 حاجت نہ رہے گی۔

بیان رعایت حقوق صحبت

جب تکو کسی سے مصاحبت و محبت ہو تو تمکو آداب صحبت کا لحاظ رکھنا بھی
 ضرور ہے اگرچہ آداب صحبت بہت ہیں مگر مختصر کچھ ذکر کئے جاتے ہیں
 رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ **مَثَلُ الْاَخَوَيْنِ مِثْلُ الْيَدَيْنِ**
تَغْسِلُ احَدَهُمَا الْاُخْرٰى۔ دو دوست مثل دو ہاتھ کے ہیں جو ایک

سنت
 حسن
 علیہ السلام
 سے

دوسرے کو دہوتا ہے ایک مرتبہ حضرت ایک باغچہ میں تشریف لگے اور وہاں سے دوسرا لے ایک سیدھا اور ایک تیرا تیرا تو اپنے لئے رکھے اور سیدھا بعض اصحاب کو جو ہمراہ تھے عنایت فرمائے تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس کے تو آپ ہم سے زیادہ تر مستحق تھے تو آپ نے فرمایا کہ جب کسی کو کسی سے ملاقات و مصاحبت ہوتی ہے تو اگرچہ وہ صحبت ایکسا کی بھی ہو۔ مگر اس کی نسبت حق اللہ کی نگہبانی یا عدم نگہبانی کا سوال ہو گا یعنی حقوق صحبت کا اور نیز جناب رسالت مآب فرماتے ہیں کہ جب دو شخص آپس میں دوست ہوں تو خدا کے پاس زیادہ تر وہ شخص محبوب ہے جو اپنے دوست کے ساتھ زیادہ رعایت سے پیش آتا ہو۔

آداب صحبت

- ۱ ایثار مال۔ اگر ایثار نہ ہو سکے تو جب قدر ممکن ہو حاجت کے وقت نہ کرے
- ۲ اعانت ذاتی بطیب خاطر بلا درخواست ۳ حفاظت راز و ستر عیوب اور ایسی چیز کے معلوم کرانے سے سکوت کرنا کہ جس سے اپنے دوست کی ناخوشی کا احتمال ہو۔ ۴ اگر لوگ اپنے دوست کی تعریف کریں تو اوسکا اظہار اپنے دوست پر کرنا اور خود بھی اوس سے خوش ہونا

۵ اگر اپنے دوست کے متعدد نام ہوں تو جو نام اوسکو مرغوب ہو اوس
 بکارنا اور اوس کے محاسن کا ذکر بلا افراط و تفریط کرنا۔ نیک افعال کی
 ستائش کہ فی اور برائیوں سے درگزرنا۔ اور بشرط ضرورت بہ تملطف و مدارا
 نصیحت کرنا ۶ دوست کے قصور سے (باوجود قدرت انتقام)
 درگزر کرنا اور کسی قسم کی ملامت نہ کرنی ۷ غائبانہ اپنے دوست کیلئے
 (خواہ زندگی میں ہو یا بعد موت) دعا سے خیر کرنا۔ کہ ایسی دعا کبھی رد
 نہیں ہوتی ۸ دوست کے اہل و عیال سے (بعد وفات دوست) اور
 عزیز و قریب سے اوسی محبت و مروت سے پیش آنا جیسا کہ زندگی میں
 عادت ہو ۹ دوست کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا۔ تا با مکان دوست کے
 مشکلات میں مدد کرنا۔ جاہ و مال کے حاصل کرنے میں اپنے دوست
 سے استدعا نہ چاہنا کہ اس سے کثرت پیدا ہوتا ہے۔ جس بات میں اپنے
 دوست کی خوشی ہو اوس میں اپنی بھی خوشی سمجھنا۔ اور جس میں اوس کی
 ناخوشی ہو اوس سے خود بھی ناخوش ہونا۔ پس جب تک اس قسم کا
 برتاؤ سرا و علانیہ نہ ہو اوس وقت تک آدمی درجہ اعلیٰ میں کامل نہیں
 ہوتا۔ حاصل یہ کہ محبت و مروت قائلانہ لوجہ اللہ ہو۔ کیونکہ بغیر اس کے

اس قسم کے رعایتوں کا ملحوظ رکھنا از قبیل محالات ہر ۱۰ اگر دوست سے ملاقات ہو تو پہلے آپ سلام کرنا۔ مجلس دین اپنے دوست کو ابھی جگہ دینا ۱۱ جب دوست سے ملاقات ہو تو حالت دوست کی اتباع کرنا۔ مثلاً اگر دوست کھڑا ہو تو خود بھی تعظیماً کھڑے رہنا ۱۲ جب تک دوست گفتگو کرتے رہے آپ خاموش رہنا اور قطع سخن نہ کرنا۔ حاصل کلام اپنے دوست کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا جو سیطرہ ناگوار نہ ہو۔ پس سطرہ شخص اپنے دوست کے ساتھ مدارات نہ کرے وہ دنیا اور آخرت کے وبال میں مبتلا ہوگا۔ یہاں تک تو عوام الناس اور احباب کے ساتھ برتاؤ کر سچا ذکر نہ کرے۔ اب ادنیٰ لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جن سے فقط تعارف ہو یعنی وہ لوگ جو نہ برتہ اصدقاہوں اور نہ عوام بلکہ شناساہوں ایسے لوگوں سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ دوست تو ہر حال میں معین ہوگا۔ اور جس سے کسی قسم کا تعارف ہی نہ ہو وہ تو کسی حاملہ میں داخل ہی نہ کیا۔ مگر جو لوگ شناساہیں اور بظاہر دوستی کا دم بہرتے ہیں انہیں سے ہر قسم کے نقصان کا اندیشہ ہی ایسے لوگوں جہاں تک ممکن ہو اپنی صحبت کو کم کرنا چاہئے۔ اگر بالفرض آدمی ایسے لوگوں میں کہیں

(مثلاً درس گاہوت میں یا مساجد میں یا بازار وغیرہ میں) پہنچ جائے تو
 کبھی ان کو بنظر حقارت نہ دیکھے گو بظاہر وہ خفیف و حقیر ہی ہوں کیونکہ
 ممکن ہے کہ خدا کے پاس اونکی منزلت زیادہ ہو۔ اور ایسے لوگوں کو اونچے
 متول اور وجاہت دنیوی کے لحاظ سے بنظر عظمت دیکھنا بھی منع ہے
 کہ جب دنیا میں گرفتار نہو جائے جو باعث ہلاکت ہے۔ جناب رسالت علیہ
 فرماتے ہیں کہ مَنْ تَوَاضَعَ لِعَبْدِي لَغَنَّاكَ ذَهَبٌ ثَلَاثٌ دِينَارٌ۔ جو شخص
 کسی نوکر کے مدارات صرف اوںکی مالداری کے وجہ سے کرے تو
 اوں کے دین سے دو ثلث گھٹ جائینگے۔ خدا کے پاس دنیا و فہیما
 کی کچھ بھی قدر و منزلت نہیں ہے۔ پس انانکوار بات سے پر حذر رہنا
 چاہئے کہ حصول دنیا کے فکر میں کہیں دین برباد نہو جائے۔ وگرنہ پروگرام
 کے سامنے خفت و رسوائی ہوگی اور اس طمع سے خود اہل دنیا کے
 پاس تم ذلیل ہو جاؤ گے اور اون سے تمہیں کوئی نفع نہوگا۔ اور
 جو لوگ کہ صرف مالداری کے لحاظ سے تمہاری خاطر و مدارات کریں
 اور بے تعظیم و مکرم پیش آئیں وہ بہرہ رسد کے لایق نہیں ہیں کیونکہ تجربہ
 سے یہ بات ثابت ہے کہ سچی محبت کرنے والے بہت کم ہیں اور سید

ہنہیں کہ حاضر و غائب لوگ کسی سے کیسا ن لطف و مہربانی کے ساتھ برتاؤ کریں
اکثر غائبانہ شکایت ہو جاتی ہے اور ایسا ہونا بعید از قیاس بھی ہنہیں ہے۔ کیونکہ
جب ہم انصاف کی نظر سے دیکھیں تو ضرور سب بات کا اعتراف کرنا ہوگا کہ
ہم بھی دوسروں کے نسبت ایسا ہی پیش آتے ہیں بلکہ اپنے والدین
اور عزیز واقارب اور اساتذہ کے ساتھ بھی ایسے ایسے امور کا انتساب
کرتے ہیں جو شاید کبھی بالمشافہہ ذکر نہ کر سکیں گے۔ پس اگر کوئی سہار نہی
شکایت کرے تو کیا عجب ہے۔

اہل دنیا سے مال و جاہ اور اعانت کے توقع کو بھی قطع کرنا چاہئے کیونکہ
طامع اپنے مفاد کو کم حاصل کرتا ہے بلکہ بقدر طمع زائد ہوگی اور بقدر
ذلت حاصل ہوگی۔ اگر کسی نے اسباب مرام میں تائید کی ہو تو خدا کا بھی شکر
ادا کرو۔ اور اس متوسل کا بھی کیونکہ بغیر ادا کرنے شکر متوسل کے خدا کا
شکر بھی مکمل نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ
لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰی جو بندہ ن کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر
ادا نہیں کرتا۔ اور اگر کوئی تائید سے پہلو تھی بھی کرے تو اس سے
نہ تو ناخوش ہونا چاہئے۔ اور نہ شکایت کرنی چاہئے کیونکہ مسلمان کے

تو یہ تعریف ہے کہ دوسروں کے عذر کو قبول کرے۔ اور منافق وہ ہے کہ جو محض لوگوں کی عیب چینی کرے۔ ایسی حالت میں تو صرف یہ خیال کر لینا مناسب ہوگا کہ یہ عدم تائید شاید کسی ایسے عذر خاص پر محمول ہے کہ جس سے ہمیں آگہی نہیں ہے۔ اور جب تک کہ اس بات کا ثبوت یقینی نہ ہو کہ ہماری نصیحت غیر کے حق میں اثر پذیر ہوگی اور وقت تک کسیکو نصیحت بھی نہ کرنی چاہئے۔ والا ناقض پیدا ہو جائیگا۔ اور لوگ بیفائدہ دشمن بن جائیں گے۔ اگر اہل تعارف کسی مسئلہ میں خطا کریں اور پھر تم سے اس کے معلوم کرنے میں بھی تنگ و عار کریں تو انکو تعلیم بھی نہ دیا جائے کیونکہ ایسے لوگ اس شر کے مصداق ہیں کہ کس نیا موخت علم تیرا زمین کہ مرا عاقبت نشانہ نکرو + اور اگر کسی مسئلہ کی لاعلمی محض کسی معصیت کی وجہ سے ہو جسکا ارتکاب جہالت سے ہو گیا ہے تو ضرور ایسے لوگوں کی تفہیم بلطف و مدار کرنی چاہئے۔

اگر کسی اہل ملاقات سے تمہارے حق میں کوئی نیکی ہو تو خدا کا شکر کرو کہ تم کو ایسے شخص کا دوست بنایا۔ اور اگر کچھ برائی دیکھو تو اللہ پر شکوہ کرو اور اس سے کنارہ کرو۔ مگر عتاب مت کرو۔ اور نہ یہ کہو کہ تم نے

ہمارے ساتھ اس طرح کا سلوک کیون کیا اور ہمارا لحاظ کیون نہ کیا گیا کہ
 یہ محض حماقت کی علامت ہے۔ بڑا احمق وہ ہے کہ اپنے کو دوسروں سے
 اچھا سمجھے جب کوئی شخص تمہارے ساتھ برائی سے پیش آئے تو سمجھ لے
 کہ یا تو یہ صرف تمہارے افعال بد کی پاداش ہے جو تم سے کبھی (پیشتر)
 سرزد ہوئی ہیں۔ اس لئے انسان کو اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہنا
 چاہیے یا خدا کا عذاب تہر دنیا میں نازل ہوا ہو اسکا علاج بھی ہے کہ حق بات
 کو گو تلخ ہو سب قبول نہ کر دے۔ اور کلام باطل پر سکوت کیا کرو۔ لوگوں کے
 نیکیوں کو ٹٹا ہر کر داور برائیوں سے چشم پوشی اختیار کر دے۔ علما کے صحبت
 سے حذر کرو۔ خصوصاً ایسے عالموں کے صحبت سے جو مجاہدہ میں مبتلا ہیں۔ کہ
 یہ لوگ اکثر اپنے حسد کے وجہ سے دوسروں کے لئے حوادثِ دہر کا
 انتظار کرتے رہتے ہیں اور اپنے وہم کے پردے میں قطعِ محبت بھی
 کر دیتے ہیں اور تمہاری رسوائی کا اپنی صحبت و مجلس میں مضحکہ کیا کرتے
 ہیں۔ حتیٰ کہ ان خیالی ذلتوں کا استعمال اس شہرت سے کرتی ہیں کہ گویا
 ادھنوں نے سنگِ ملامت تمہارے منہ پر پھینک مارا۔ یہ لوگ منظرہ
 کے وقت کبھی دوسرے کے بات کو فروغ ہونے نہ دینگے۔ اور کبھی

کیسی خطا سے درگزر نہ کریں گے اور کسی کے عیب کو معاف نہ فرمائیں گے بلکہ ادنیٰ ادنیٰ عیب کو ظاہر کریں گے۔ غیر کے تہوڑے سے منفعت پر اسکا دل جلیگا۔ اور قہام کے ہمتیں اور بہتانیں اس کے قراک مین باندھیں گے۔ بظاہر تو یہ نفع رسان معلوم ہوں گے اور باطناً اس نے مضرت پہونچگی بہر حال جو کچھ کہ اہمکت ذکر ہو چکا یہ سب بدیہی امور ہیں۔ ان مہلکات سے وہی بچ سکتا ہے جسکو خدا بچائے پس ایسے لوگوں کے صحبت میں سوا نقصان و خسارت کے کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔ اور یہہ ایسی کہلی ہوئی باتیں ہیں کہ جس کا ہر شخص اعتراف کر سکتا ہے۔ قاضی ابن معروف رحمۃ اللہ نے اس مضمون کو کیا خوب نظم کیا ہے۔

فَاَحْذَرُ عَدُوَّكَ مَرَّةً وَ اَحْذَرُ صَدِيقَكَ اَلْفَ مَرَّةً

دشمن سے تو ایک بار خوف کر اور دوست سے ہزار بار
فَلَرَبَّمَا انْقَلَبَ الصَّدِيقُ فَكَانَ اَعْرَفُ بِالْمُصْرَةِ
پس جب دوست اپنی دوستی سے پھر جائے مضرت پہونچانے کے عمدہ طریقہ کو جانے

اسی طرح ابن تمام نے بھی کیا اچھا لکھا ہے

عَدُوُّكَ مِنْ صَدِيقِكَ مُسْتَفَادٌ فَلَا تَسْتَكْثِرَنَّ مِنَ الصَّحَابِ
تیرے دشمن تیرے دوست سے مستفاد ہے پس دوستوں کی تعداد کو مت بڑھاؤ

فَإِنَّ الدَّاءَ أَكْثَرُ مَسَارَاتِهِ
يَكُونُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ

اکثر بیماریاں جو تم دیکھتے ہو
کھانے پینے سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

اگر بھلائی چاہتے ہو تو ہلال بن علاء رقی کے قول پر کار بند رہو۔

لَمَّا عَفَوْتُ وَلَمْ أَحْقِدْ عَلَى أَحَدٍ
أَرَحْتُ نَفْسِي مِنْ هِمِّ الْعَدَاوَةِ

جب میں کسی کی خطا معاف کرنا ہوں اور کسی پر ^{برکت} کد
تو میرا نفس دشمنی کے تکلیفات سے محفوظ رہتا ہے۔

إِنِّي أَحْيَيْ عَدُوِّي عِنْدَ رُؤْيِيهِ
لَا دَفْعَ الشَّرِّ عَنِّي بِالْعَنِيَّاتِ

برستیگہ میں دشمن کو خوش کرنا ہوں مجھ کو ^{دیکھنے} دیکھنے
اظہار تبسم و خوشی سے تاکہ بلا دفع ہو جائے

وَأَخْطَرُ الْبَشَرِ إِلَّا نَسَانِ الْبَغْضَةِ
كَأَنَّهُ قَدْ مَلَأَ قَلْبِي مَسْرَاتِ

کندہ روئی بیش آہوں دشمنی کے ^{تنگ} تنگ
اس طرح کہ گویا دامن شیر کے دل کو خوشی مالا مال کر دیا

وَلَسْتُ أَسْلَمُ مِمَّنْ لَسْتُ أَعْرِفُهُ
فَكَيْفَ أَسْلَمُ مِنْ أَهْلِ الْمَوَدَّاتِ

جبکہ بھوکا جینیوں سے ہی بچنا محال ہے تو
دوستوں سے کیونکر نجات ملے گی۔

النَّاسُ دَاءٌ دَوَاءُ النَّاسِ تَرْكُهُمْ
وَفِي الْجَفَاءِ لَهُمْ قَطْعُ الْأَخْوَاتِ

لوگ مثل بیماری کے ہیں اسکا علاج ترک و ^{تعلیق} تعلیق
کیونکہ اللہ و راہی کنارہ و تو خدا پیدا ہو جائے

فَسَالِمُ النَّاسِ تَسْلِمٌ مِنْ غَوَائِلِهِمْ
وَكُنْ حَرِيصًا عَلَى كَسْبِ النِّقِيَّاتِ

جو شخص انکی شرارتوں سے بچا رہے ہر محفوظ رہا
اسو اسطے گوشہ گیری زیادہ اختیار کر دو

وَخَالَقَ النَّاسَ وَاصْبِرْ مَا بَلَغَكَ
اصْمُ اَبْكُم اَعْمَى ذَا اَلْقِيَاتِ

لوگوں کے موافق رہو اور اوس کو کچھ واقع ہوا دیکھو
چپ ہو بہر اور اسے بجا دیکھ کر اپنے کو بجا د

اور نیز بعض حکما کے ان اقوال پر عمل کرو۔ دوست دشمن سے یکساں بخوشی ملا کر
نہ اوس کے لئے کوئی زلت کا سامان مہیا کرو اور نہ اوس سے کچھ خوف کرو
وقار و تواضع کو ہاتھ سے جانے مت دو مگر وقار میں کبر اور تواضع
میں مذلت نہ ہو ہر چیز کا برتاو اعتدال کے ساتھ کرو افراط و تفریط نہ ہو
کما قیل۔

عَلَيْكَ بِأَوْسَاطِ الْأُمُورِ فَإِنَّهَا
طَرِيقٌ إِلَى تَحْقِيقِ الصِّرَاطِ قَوِيمٌ

لازم کرو تم اعتدال کہ وہ
راہ راست پر پہنچنے کا ذریعہ ہے

وَلَا تَكُنْ فِيهَا مَقْرِبًا وَمَقْرِبًا
فَإِنَّ كَالْأَحَالِ الْأُمُورِ ذَمِيمٌ

اپنے کاموں میں افراط و تفریط مت کرو
کہ یہ دونوں بائین مذموم ہیں

چلنے کے وقت غرور کے ساتھ سپر ہے بائیں طرف اور پیچھے پلٹ

پلٹ کر مت دیکھو۔ اگر کہیں مجمع دیکھو تو بغیر حاجت کے مت نہرو۔ اگر کسی

مجلس میں بیٹھو تو اطمینان کے ساتھ بیٹھو متوحش نہ مت بیٹھو۔ باقون کی

انگلیوں کو با یکدیگر مت ملا دو کہ اس سے کثرت انگلی آتی ہر جو فعل شیطانی ہر

علیٰ ہذا داری میں بیفائدہ انگلیان ڈالنا۔ اور انگشتری کو پہراتے رہنا
 ہمیشہ دانتوں میں خلل کرنا۔ ناکھین اور انگلیان ڈالنا۔ کثرت تھوکانا۔ بار بار
 انگڑیاں لینا سنبہ پر سے مکھیاں اوڑنا منع ہے۔ رینٹ اور بلغم کے دفع
 کرنے میں بھی احتیاط چاہئے مجلس میں یہ بھی ضرور ہے کہ بالکل سکوت
 ہو اور کسی قسم کا بلوا نہ ہو گفتگو بھی سنجیدہ اور متانت کے ساتھ ہو۔ مخاطب
 کے ساتھ توجہ رہے استماع کلام کے وقت ہتھکباب ظاہر نہ ہو۔ بار بار
 مخاطب سے ایک ہی بات کا استدراک بھی نہ ہو کہ عیب میں داخل ہے۔
 فضول و مضحکہ آمیز گفتگو سے محترز رہے۔ اپنی اولاد یا شعر و سخن پختہ
 و تالیف کی ستائش خود آپ کرنا محبوب ہے۔ بلکہ جو چیز اپنی ذات سے خصوصیت
 رکھتی ہو اس کی بھی تعریف کرنی نہ چاہئے عورتوں کے مانند ترمین لباس
 کی خواہش یا مبتذل لباس پہنا سمر نہ کا زیادہ استعمال۔ بالوں میں زیارہ
 بتل لگانا نہ چاہئے۔ لوگوں کے پاس ہمیشہ حاجت پیش کرنا نہ چاہئے کیونکہ
 ظلم کی ترغیب بھی مت دو۔ اپنے عیال کو دوسروں کے تشخیص مراتب کا
 رجحان مت دلاؤ کہ اس میں دو قباحتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ مثلاً جب وہ
 کسی کو اپنے سے حقیر سمجھتی ہے تو اس شخص کو بنظر استخفاف دیکھتی ہے و سب

یہ کہ اگر کسی کو ذی مرتبت پاسبان کے تو اوس سے اپنے دل میں کہنا کرینگے
 اور نیز اگر ان سے کچھ خطا ہو جائے تو نرمی کے ساتھ درگزر کر دے اور
 مہربانی بھی اعتدال کے ساتھ کر دے۔ خدمت گار و حواشی کے ساتھ ٹھٹھا
 مت کر دے۔ کہ اس سے رعب و داب میں فرق آتا ہے۔ کسی سے جھگڑا
 ہو جائے تو حلم کو ماتھ سے جانے مت دو جہالت کو کام میں مت ڈاؤ
 تعجیل کار سے پرہیز کر دے۔ جواب سمجھ کر دیا کر دے۔ جھگڑے کی وقت بار بار ماتھ
 سے اشارہ نہ کر دے۔ اور اگر کوئی پس پشت ہو تو اس کے طرف التفات
 مت کر دے۔ اور نیز جھگڑے کے وقت پنڈلیوں پر مت بیٹھو۔ جب تک
 غصہ کم ہو بات مت کر دے۔ تقرب سلطانی سے ڈر دے۔ وہ دوست جو
 تمہاری خوشحالی کا رفیق ہو (جیسے تو نگری اور صحت) اور برے وقت
 میں کام نہ آئے (یعنی حالت افلاس و مرض میں) اس سے پرہیز
 کیا کرو کہ وہ بڑا دشمن ہے۔ مال کو جان سے زیادہ عزیز مت رکھو۔
 المختصر یہاں تک جن ابواب کا ذکر ہو چکا ہے وہ ہدایت کیلئے کافی
 ہے اگر ہفصہ کچھ باقی ہے تو صرف یہی ہے کہ انکا تجربہ کیا جائے ہدایت
 ہدایت کے مستحق گویا تین تین بیان ہوئے ہیں۔ ^۱آداب طاقت۔ ^۲رکٹ بھی

محالطت خلق۔ ان تینوں چیزوں کے مجموعہ کو تقویٰ۔ دین کامل۔
 زاد آخرت سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ پس اگر ان امور کے طرف
 طبیعت کا میلان ہو۔ اور نفس میں انکی حصول اور عمل کے جانب رغبت
 پائی جائے تو سمجھئے کہ مادہ عبودیت ہی امید ہے کہ خدا تعالیٰ ایمان کامل
 سے دلوں کو نور کر دے۔

چونکہ اس کتاب میں ہدایات و نہایات دونوں باتوں کا ذکر ہو چکا ہے تو
 نہایت ہدایت کے بعد اسرار و غوامض اور علوم باطنہ اور کاشفات کا
 مرتبہ ہے۔ جس کا ذکر احیاء العلوم میں موجود ہے۔ اگر شوق ہو تو اس کے طرف
 رجوع کرو۔ اور اگر صرف انہیں اعمال و وظائف کا اختیار کرنا جو اس کتاب میں
 مذکور ہو ہی ہیں گران معلوم ہو اور تنفر پایا جائے۔ اور نیز یہ خیال پیدا ہو
 کہ بہلا اس علم سے ہمیں مناظرہ وغیرہ میں کیا مدد ملے گی۔ اور ابنا جنس
 پر کیا سر سامی ہو سکیگی۔ حصول تقرب و زرا و سلاطین اور مناصب وغیرہ
 میں اس سے کیا تائید مل سکیگی تو سمجھ لو کہ شیطان تمہیں غارت کیا چاہتا ہے
 اور آخرت کی بہلائی سے محروم رکھنے کے درپے ہے۔ اور تم کو ایسی علوم
 کے ترغیب دیا چاہتا ہے کہ جس کو تم اپنے خیال میں مفید سمجھتے ہو

مکریقین جانو کہ وہ سرمایہ تباہی و بربادی کا ہے۔ اور نغیم و اہم لینے جوار
 رب العالمین سے باز رکھنے کی تدبیر ہو۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
 وَبَرَکَاتُہٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَاٰخِرًا وَاظْہَرًا وَاَبْطَنًا وَلَا حَوْلَ
 وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّم۔

صحیح نامہ

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط
هَذَا الْيَوْمَ	هَذَا الْيَوْمَ	۸	۱۳	مَا تَقَرَّبَ	مَا تَقَرَّبَ	۶	۱۱
"	"	۱۱	"	مَا افْتَرَضْتُ	مَا افْتَرَضْتُ	"	"
فِي	فِي	۶	۱۲	فَاِذَا احْبَبْتُهُ	فَاِذَا احْبَبْتُهُ	۸	"
مَا يَنْفَعُنِي	مَا يَنْفَعُنِي	"	"	يَنْطِقُ	يَنْطِقُ	۹	"
مِنَ النِّفَاقِ	مِنَ النِّفَاقِ	۴۲	۱۵	يَبْطِشُ	يَبْطِشُ	"	"
اَنْ اَشُقَّ	شَقَّ	۳	۱۶	اصْبَحْنَا	اصْبَحْنَا	۳	۱۳
يَكْتَبُ	يَكْتَبُ	۶	۱۷	وَاصْبِحَ الْمَلَكُ	وَاصْبِحَ الْمَلَكُ	"	"
بِالْقَوْلِ	بِالْقَوْلِ	۲	۱۸	اصْبَحْنَا	اصْبَحْنَا	۴	"
اَزِ حَنِي	اَزِ حَنِي	"	"	"	"	"	"

صَفْوَ	فَطْ	صَحْ	صَفْوَ	فَطْ	صَحْ
١٨	٢	لُعْطَيْنِي	٢٩	٦	سَمَّ
٢٠	١٠	اَسْمَعْنِي	٣٠	٣٠	كَلَّهْ
٢١	١٢	السَّلَاسِلِ	٣١	٠	عَاجِلُهُ
٢٢	١٤	تَزِلْ	٣٢	٠	أَجِلُهُ
٢٣	١٦	وَأَسْتَبِحْكَ	٣٣	٠	نَبِيَّتُكَ
٢٤	١٨	مَسَائِ	٣٤	٠	رُسْدًا
٢٥	٢٠	سَمْعَةً	٣٥	٠	ذَ الْبَلَالِ
٢٦	٢٢	رِاقَاءَ	٣٦	٠	تَكُنِي
٢٧	٢٤	وَأَبْقَاءَ	٣٧	٠	أَمْلَحْ
٢٨	٢٦	وَأَبْعَثْهُ	٣٨	٠	كَلَّهْ
٢٩	٢٨	وَعَدْتُهُ	٣٩	٠	أَصْبَحْتُ
٣٠	٣٠	أَرْحَمُ	٤٠	٠	أَمْلَكَ

ص	ع	م	م	ص	ع	م	م
أَيْقَظْنِي	أَيْقَظْنِي	٨	٢٥	فَقِيرٌ	فَقِيرٌ	٢	٣١
وَأَسْتَعِظْنِي	وَأَسْتَعِظْنِي	١١	١١	أَفْقَرٌ	أَفْقَرٌ	١١	١١
تَبَعْدَنِي	تَبَعْدَنِي	٩	١١	غَنِيٌّ	غَنِيٌّ	١١	١١
فَتُعْطِنِي	فَتُعْطِنِي	١٠	١١	أَكْبَرُ	أَكْبَرُ	٢	١١
وَرَجَحْتُ	وَرَجَحْتُ	٢	٥٢	مَبْلَغٌ	مَبْلَغٌ	١١	١١
رَبِّ	رَبِّ	٢	١١	تَسْلَطُ	تَسْلَطُ	٥	١١
الْجُمُعَةِ	الْجُمُعَةِ	٣	٥٩	لَا يَرْحَمُنِي	لَا يَرْحَمُنِي	١١	١١
أَغْنِنِي	أَغْنِنِي	٨	٦١	سَلَمٌ	سَلَمٌ	١	٣٣
عَمَّنْ	عَمَّنْ	٩	١١	لَا يَضُرُّ	لَا يَضُرُّ	٢	١١
وَالْعَاطَشُ	وَالْعَاطَشُ	٨	٦٢	مُحَمَّدَانِ	مُحَمَّدَانِ	٩	٢١
لِخَلُوفٍ	لِخَلُوفٍ	١٥	٦٣	وَأَبْعَثُهُ	وَأَبْعَثُهُ	٩	١١
لِلْجَنَّةِ	لِلْجَنَّةِ	٨	٦٥	وَعِدَّتُهُ	وَعِدَّتُهُ	١٠	١١
الرَّيَّانُ	الرَّيَّانُ	٩	١١	أَرْفَعُهُ	أَرْفَعُهُ	١٣	٢٢
أَيْدِيهِمْ	أَيْدِيهِمْ	١٠	٦٦	أَخِذْ	أَخِذْ	١	٥٥
أَرْجُلَهُمْ	أَرْجُلَهُمْ	١١	١١	أَقْضِ	أَقْضِ	٢	١١
يَغِيبُ	يَغِيبُ	١٣	٤٠	مِمَّا هَا	مِمَّا هَا	٥	١١
مِنَّا	مِنَّا	١٢	١١	أَمِنْهَا	أَمِنْهَا	١١	١١
بَنِي	بَنِي	٨	٤٢	أَحْيَيْهَا	أَحْيَيْهَا	٦	١١

صغیر	سطر	خط	صحیح	صغیر	سطر	خط	صحیح
۴۲	۱۰	دوسرے کی بات کا اور	.	۸۷	۱۳	دقتصد	فقتصد
۴۳	۱۱	خدا تعالیٰ	خدا ہی تعالیٰ	۸۸	۱۴	أَصْبَحَ	أَصْبَحَ
۴۴	۱۲	دوسرے کی بات کا اور	.	۸۹	۱۵	أَمْسَى	أَمْسَى
۴۵	۱۳	تَزَكُّوا	تَزَكُّوا	۹۰	۱۶	صَعِدَتْ	صَعِدَتْ
۴۶	۱۴	عَبِدَ	عَبِدَ	۹۱	۱۷	زَكَّاهُ	زَكَّاهُ
۴۷	۱۵	بِئِنَّ	بِئِنَّ	۹۲	۱۸	كَثَّرَهُ	كَثَّرَهُ
۴۸	۱۶	مُهْلِكَاتٌ	مُهْلِكَاتٌ	۹۳	۱۹	الْمُؤَكَّلِ	الْمُؤَكَّلِ
۴۹	۱۷	بِإِسْنَادِهِ	بِإِسْنَادِهِ	۹۴	۲۰	وَجْهَهُ	وَجْهَهُ
۵۰	۱۸	إِنَّهُ	إِنَّهُ	۹۵	۲۱	أَعْمَالُ الْعَبْدِ كَلْبُورٌ	أَعْمَالُ الْعَبْدِ كَلْبُورٌ
۵۱	۱۹	لِمَعَادٍ	لِمَعَادٍ	۹۶	۲۲	فَتَزَكَّاهُ	فَتَزَكَّاهُ
۵۲	۲۰	حَدَّثَنِي	حَدَّثَنِي	۹۷	۲۳	قَفُّوا	قَفُّوا
۵۳	۲۱	مَعَادٌ	مَعَادٌ	۹۸	۲۴	وَأَضْرِبُوا	وَأَضْرِبُوا
۵۴	۲۲	إِنِّي	إِنِّي	۹۹	۲۵	وَجْهَهُ	وَجْهَهُ
۵۵	۲۳	تَفْعَلَتْ	تَفْعَلَتْ	۱۰۰	۲۶	صَاحِبِهِ	صَاحِبِهِ
۵۶	۲۴	صَبَعَهُ	صَبَعَهُ	۱۰۱	۲۷	أَدْعَ	أَدْعَ
۵۷	۲۵	مَعَادٌ	مَعَادٌ	۱۰۲	۲۸	أَمَّا مَلِكُ الْفَخْرِ	أَمَّا مَلِكُ الْفَخْرِ
۵۸	۲۶	سَبْعَةٌ	سَبْعَةٌ	۱۰۳	۲۹	الْحَقِظَةُ	الْحَقِظَةُ
۵۹	۲۷	السَّيِّعُ	السَّيِّعُ	۱۰۴	۳۰	تَقْوَا	تَقْوَا

صَفْحٌ	سَطْرٌ	عَلَطٌ	صَحِيحٌ	سَوْرٌ	سَطْرٌ	عَلَطٌ	صَحِيحٌ
٨٨	١٠	وَاضْرِبُوا	وَاضْرِبُوا	٨٩	٩	أَدْعُ	أَدْعُ
"	"	صَاحِبُهُ	صَاحِبُهُ	"	"	الْحِفْظَةُ	الْحِفْظَةُ
"	١١	أَدْعُ	أَدْعُ	"	١٢	قَفُّوا وَاضْرِبُوا	قَفُّوا وَاضْرِبُوا
"	١٣	يَزْهَوُ	يَزْهَوُ	"	"	وَجْهٌ	وَجْهٌ
"	"	الْكُوكِبُ	الْكُوكِبُ	"	١٥	أَدْعُ	أَدْعُ
"	"	الدَّرِي	الدَّرِي	٩٠	٢	التَّخَلُّ	التَّخَلُّ
"	١٥	قَفُّوا	قَفُّوا	"	٣	قَفُّوا وَاضْرِبُوا	قَفُّوا وَاضْرِبُوا
"	"	وَاضْرِبُوا	وَاضْرِبُوا	"	"	صَاحِبُهُ	صَاحِبُهُ
٨٩	١	وَجْهٌ	وَجْهٌ	"	٥	وَاضْرِبُوا	وَاضْرِبُوا
"	"	صَاحِبُهُ	صَاحِبُهُ	"	٦	كُلُّ	كُلُّ
"	"	ظَهْرٌ وَبَطْنٌ	ظَهْرٌ وَبَطْنٌ	"	"	عَيْنٌ	عَيْنٌ
"	٢	أَدْعُ	أَدْعُ	"	٨	أَدْعُ	أَدْعُ
"	٥	بَعْلَاهَا	بَعْلَاهَا	"	١٠	الرَّأْيُ	الرَّأْيُ
"	"	قَفُّوا وَاضْرِبُوا	قَفُّوا وَاضْرِبُوا	"	١١	خُلِقَ	خُلِقَ
"	٦	وَجْهٌ صَاحِبُهُ	وَجْهٌ صَاحِبُهُ	"	"	صَمِتَ	صَمِتَ
"	٤	كُلُّ	كُلُّ	"	"	ذَكَرَ اللَّهُ	ذَكَرَ اللَّهُ
"	"	يَاخُذُ	يَاخُذُ	"	١٢	فَتَشِيعُهُ	فَتَشِيعُهُ
"	٨	يَقَعُ	يَقَعُ	٩٠	١٢	الْحَبُّ	الْحَبُّ

صفر	طر	عاط	صحيح	صفر	طر	عاط	صحيح
٩٠	١٣	كَلِمًا	كَلِمًا	٩١	١٣	مَعَادُ	مَعَادُ
"	١٤	الْمُخْلِصِ	الْمُخْلِصِ	"	١٣	الْقَحْمِ	الْقَحْمِ
٩١	٢	السَّمَوَاتِ	السَّمَوَاتِ	"	١٥	يُطِيقُ	يُطِيقُ
"	"	مَعَادُ	مَعَادُ	"	"	مَعَادُ	مَعَادُ
"	٣	مَعَادُ	مَعَادُ	٩٢	٢	تَكِي	تَكِي
"	٤	"	"	"	٣	مَعَادُ	مَعَادُ
"	"	إِقْدِي	إِقْدِي	١٠٣	١٣	أَدْرِي	أَدْرِي
"	٥	نَقْصُ	نَقْصُ	١٠٥	١	نَشَاهُ	نَشَاهُ
"	٦	أَخْوَانِكَ	أَخْوَانِكَ	"	٣	مُقَابِلِ	مُقَابِلِ
"	"	وَلَا	وَلَا	١٠٦	٢	صَدَّعَكَ	صَدَّعَكَ
"	٧	نَفْسِكَ	نَفْسِكَ	"	"	شَتَّتَ	شَتَّتَ
"	"	رَتَدَهُمْ	رَتَدَهُمْ	"	١٠	قَلْبَهُ	قَلْبَهُ
"	٨	تَتَكَبَّرُ	تَتَكَبَّرُ	"	"	أَمْرٌ فَرْحًا	أَمْرٌ فَرْحًا
"	"	يُحَذِّرُ النَّاسَ	يُحَذِّرُ النَّاسَ	١٠٧	١٠	عَدُّوكَ	عَدُّوكَ
"	"	خَلَقَاتِ	خَلَقَاتِ	"	١٣	النَّصِيقِ	النَّصِيقِ
"	"	تَنَاجٍ	تَنَاجٍ	"	"	بِالْمَضْرُوعِ	بِالْمَضْرُوعِ
"	١٠	فَتَنَاطُحُ	فَتَنَاطُحُ	"	١٥	صِدْقَاتِ	صِدْقَاتِ
"	١٢	وَالْأَشْعَابِ	وَالْأَشْعَابِ	"	"	تَسْتَكْثِرُونَ	تَسْتَكْثِرُونَ

الحمد لله والمنة
در این ایام فرحت انجام

کتاب تطایب در حقیقت هر کان معرفت فیض اقدس روح فالعنه
شعوی است صفات صمیمه
انبار معرفت بدین

مشنوی جان فزا

بمترتیب هر که شد بارت قدم
زوق می بخشیدش سبب

مقتنیف عالم تھانی عارف ربانی فیض برود آفرین شرح محمدی ملا عمر غزونی

حیفه خسته نظامی قدس سره بسایه کی از خدای برین غلام حسین احمد میرزا

سر دار پکت قلند لمخی ثم حیدر آباد مدرس الہدیہ العزیز

در مطبع مینا دارک حیدر آباد



بسم الله الرحمن الرحيم

یا الهی ده مرا تو فیتی
 نشوی خوینیم ومانش جانفزا
 نام او آمد کلبه فتح باب
 دمبدم آید ز ذات کبریا
 دمبدم از دم بخوان هر دم سستی
 دم بود سرشپه آب حیات
 ذات بجز آمد نفس امواج او
 بر شوی بر چرخ اخضر زینت
 زردبان عیسی است ایندم ملا
 گر شوی وقف می بر سر آن

تمامم از بخل انسانی شهر
 تحفه اسرار گنج میز
 دمبدم قالمو ابلی ای جوا
 از لغت منب من روحی صد
 می شوی تاپشگاه ذات حق
 می ترا و دسر نفس از بخت
 بهر که دانست آن بود معراج
 فارغ از کون و مکان گردود
 پایه پایه تا سموات العلی
 خضر دل یابد حیات جاودان

فی حیات تن که باشد چند روز
 از سقیم رحمت هر دم بوش
 جوش میزد بحر ذات بیکنا
 یار باد لدار هم آمیخته
 روغن و گل میدید یکبو خوش
 چسبیت روغن ذات با شریو
 در میان ذات اسماء الصفات
 آن بود این او بود آن بالیقین
 جوهر ذات در او داردم
 اگر کنی معنی طلب آئی بام
 نردبان عاشقان ایندم بود
 عاشق دم را فنا حاصل بود
 صورت معنی بهم انجایان
 واردات ذات ناید در بیان
 آمده قران بصدق او گوا
 از آدم تا عیسی مریم همه
 از دم روح القدس آید دید

بل بقای سرمدی دل فرو
 از دم ساقی درون تشنگش
 موج هر دم مینزد بر روی
 چون گل دروغن سیکار خسته
 منظر شوشی او میدارمش
 گل صفاتش پاک با تشبیه او
 فرق فی جز نام ذات اند صفات
 این بذا هو بدان حق البقین
 منظر ذات است این تکرار دم
 نردبان امنیت بر آن کفایم
 در فنا و در بقا هر دم بود
 هر دمست از هو بهو واصل بود
 نیست دستوری ولی کرم بیان
 در خون در خسرو جدم عیان
 آمد و رفتن عطای آن لبت
 منظر دم بل همه این دمد
 عیسی مریم ز نفع آن نسید

کثرت و وحدت برین دارد
 معنی بصورت نمی باید ظهور
 نیست ممکن بیک رنگ هرگز
 حس ظاهر صورت است ای بوالهوس
 که بصورت مانی بصورت پست
 معنی آن گنج نمان سر تو
 جمله تشران شرح خلق مصطفی
 گنت گنرا محفیان دان
 ذات محفی شد عیان آن دیده
 میفرستد شاه قاصد زان دیا
 قاصدان انبیاء و مرسلین
 حرف شاهانت لنگرگاه پیش
 بعد سلطان زند خیمه بدست
 کارشاهشاه نشد حسب المرد
 چون خلوت خانه شد آمد برو
 کشف اسرار بوبیت بیان
 سپ تو سرکش لگامش بازگیر

نیست صورت معنیست سخن
 صورت از معنی است قائم بقیود
 معنی است این بیک در صورت
 حس باطن معنوی دانی پس
 رفتی اندر سفلیں بل زو پیست
 لن تبالوا لبرحتی تفهوا
 من یخویم حق نجفت من گوا
 آنکه بد معنی عیان آمد بهو
 شد نبوت ختم هو آمد ز بهو
 تا پیام یار آرد پیش با
 میفرستد شاه اعلم بالیقین
 سه شبانه روز میراند پیش
 نیک منم سلطان شد مپرون
 مصلحت در زید بیرون با پنهان
 گفت خودانی محمد و وفون
 کفر باشد اسپ بالا تر مران
 تا نیار و قوم ظاهرین نصیر

اوست بر آورده از هر حبیب سیر	بسته لب خاموش بنشین ای عمر
آغاز قصه موسی علیه السلام و قوم او که بیگی حال نست و در تو موجود است ولیکن حرف من عمر	
سیر آن معنی طلب کن راجو اندرون مصر تن آمدنی هست بر امت نه خوشیان تر شفق کرد او سر علن یوم فیوم ای ز حفظ حکم بی فرمان شو سر بود بر دوزخ آمدنی مان کن در خوان حق مکیم مفضل دایم است این تا شوی زان بقیع تا خوری امروز شرط است این طریق ز لپها برداشته تنها خوریم پنج میدانی که هست این دامن گشت طغیانی و حسدانی پدر اهد قومی اینهم لایعلمون بر من و سلوا که جاری بد دام	قصه موسی و قوتش بازگو کیست موسی روح من امربلی روح مطلق کیست موسی ای رفیق موسی عمر آن چو پرسل شد بقوم ای احم در تنبیه سرگردان شو شاه جان آمدنش آفرطبیع من و سلوا خوان بعینا شد نزول نی شود گنده نگر و منقطع گفت موسی قوم را ای خوش فریق قوم گفتش نی که پس فردا خوریم حسرت و احسرتا ای غافلون امت سرکش خطیس سر کشید چیت خط فرمان حکم مرسلون گفت لن نصبر علی واحد طعام

آرزو دارم عذس سیر و بصل
 پنج چیز است آرزوی نفس شوم
 جزیر اکا به دارم آرزو
 حصه باطن نخواهم ای رفیق
 دار دنیا دان چهره آگاه غران
 محو کلی اندیزن عسافل از ان
 بر کلیم الله خطاب آید زه
 صبر کی دارند سرگردان دهر
 ایهبطوا مصر ابر و ملک شهود
 همچو طفلان میدهم چون عوین
 ایهبطوا مصر ابر و شهر حواس
 کی میر آید این لغت کس
 حصه این امت مرحوم بود
 چیت آن واحد طعام ایندم
 هم خلقکم از نفس واحد
 مدخل احسن بصدق آید گوا
 فی عذس فی قوم خواهد فی بصو

بلکه منسرون ده ازین فوی نقل
 پنج حسن ظاهری او را رقوم
 پند تو در مانگیس و تار مو
 رو سری خود گیر ای یار شفیق
 میچرخد خوش خوش در آن روز و شب
 سیر بجنب دست ما این نشان
 لب بند و گوش هر دم جانم
 جوی نطق آنرا بود خوشتر ز بحر
 ما سألتم داده ایم آنرا از خود
 نیست ایشانرا اجر این ظاهر تمیز
 رزق حق کردم بیان ای حق شناس
 بهر این امت مهتیا بود و بس
 دهم آن من و سلوا شد غرود
 فی السماء رزقکم آید گوا
 از نبی بر خوان رزق آن وارد
 مخیر از جبری است هر دم مشو
 کرد این واحد طعام از جان قبول

گفت حق الیوم اکملت لکم دینکم گفت اتممت علیکم نعمتی زان شده نعمت بر این امت تمام زان تمت کرده موسی و یسح از طبع میل احمد حنیبر الورا یا اله العالمین ما را بر آ صبر کن موسی روان سوی خضر کامل آمد دین ختم المسلمین اولین و آخرین را رحمتی خیر امت گفت اورا ذوالکرام از زوی امت احمد صریح بر سر آیم بر احم در دوسرا و رصف اول با و روز شمار تا شود واقف ز مر علم سیر	قصه موسی و خضر علیهما السلام بطریق مرید و پیر که عیسی گیر است تصرف در کار نیز ننماید اگر چه نظام بر خلاف نماید
خمدل جوشد بجر دم فاش گو هست بر لب قنل شرع مصطفی نیزند جوش از درون جوش بر ن باش کن اسرار خاص و عام خیر این منطق لب بکشا دگر آمده نژان موسی ای کلیم گروه موسی دشت علم بی نظیر خضر واقف بد ز علم من لدن آنچه داری در خسان اظهار جو جوش کم کن گفت بیدی من دمدم از بجر دل بی چند و چون لیک ترسم سوز داین افهام بو که بکشاید بتو از غیب در رو طلب کن خضر ناگردی علیم بود کامل در صبارت فی بصیر بود کامل در بصیرت بی سخن	

در تلاش پر شد موسی روان
 این سفر از جان سوی جان بود
 تا کنار بحری پیدا بود
 آشنای بحر دل آتجا طلب
 کی کند ادراک حسن ظاهری
 بی قلا در کی بدانی را تیر دل
 جام جسم آینه اسکندی
 والنصو افران حق استای
 بچو مرد پیش ان غیاث شو
 دم مزن در کار اوای راز جو
 ره روان را این بود خوشتر طریقی
 چسیت موسی عقیل با ریب و نه
 چسیت دریا باطن مردان حق
 لوح محفوظ است قلبش بالیقین
 و عبقدرت حتی تا یاقی الیقین
 چون یقین شد پیشوا فزع نشین
 هست تا اینجا سلوک سالکان

تا بیا بد خضر دل آتجا ایمان
 وصل تا جانان بجان فرمان بود
 نیست پی پدید خضر آتجا بود
 بود موسی را همین فرمان در
 نیست ممکن تا ز باطن بوبری
 جمله عالم صورت و معنی است مل
 آن دلست که از ما سوی الله شد
 این بود تعلیم خضر را هب
 چشم بند و کوش بند و لال شو
 منتظر شو تا شو یی همراه او
 تا شود موسی بحضر دل فریق
 کیست خضرای عشق زنده تا حشر
 حق بین و حق بدان گردان و حق
 این بود عین الیقین حق الیقین
 خوان جز تران قول رب العالمین
 از نظر شد محو فتنش تا و الطین
 بین عمر خاموش با لا ترمان

داد موسیٰ را نشانی حق نهان
 مای بریان دل عاشق مگر
 چون دشمن با بحیات ان عشق او
 خضر دل بحر حیات تست عشق
 عاشق حق چون شود فانی دست
 حمله ذرات جهان آثار عشق
 چنگ زن درد من سرور عشق
 دمبدم منصور شو بر دار عشق
 عرش فرش و لوح و کرسی قلم
 چشمه حیوان طلبای راه رو
 انجمن حیات گفت و گوی هر
 گوش کن کس مگور از سخن
 تو مریدان صدق شو صادق بو
 همچو آن صدیق اکبر گفت او
 پر تو روی محمد مصطفی
 گشت از آن سردار المومنین
 صدق او گرفت دنیا سرسبز

کاندرا بن خضر دل مای عیان
 زنده اندر بحر عشق او نگر
 تا ابد باقیست آن زنده بهوا
 زنده در ذات صفات تست عشق
 میچشد هر دم عشق آب حیات
 از شر یا تا شری طهار عشق
 گنج معنی تا ده سال عشق
 بعد از آتش پیش گوهر عشق
 عشق آمد زد در این میدان علم
 از درون پیشوای پیشرو
 میدهد از خضر دل هر دم گیر
 تا شوی واقف ز علم من لدن
 یفعل الله بانیادان کار او
 لیس هذا الوجه کاذب صدق
 زد قلب آن صدیق با صفا
 پیشوای او نه بد غیر یقین
 تا ابد باقیست درد لها اثر

چون محسب پر چون صادق میر
 به چنان هر نو میدی راز پر
 شیخ فی قوم بنی گفت آن رسول
 گر چه ظاهر می نماید در خلاف
 فعل او عین شریعت دان یقین
 سابق آمد شرع باقی رکن آن
 پی روان شرع دین مصطفی
 فعل ظاهر است بر باطن گوا
 بی شریعت کس نخسته اولیا
 شرع کن معکوس شد عین برین
 من نه ام گفته شود بی من سخن
 اوست کویانی بحرف صوت
 او کلیم است و سمیع است و بصیر
 گفت او را من زبان چشم تو
 هر چه گوید یا که بیند یا بشود
 صاف شو کلی زاو صاف بشو
 بگو که یابی بوی اگر گفت ار من

بخت ملک مال زخان مان میر
 در رسد در دل اگر گردد منیر
 هر چه گوید کن بحبان دل قبول
 خضر وقت است آن بگردش که طبع
 بی شریعت کی شود حق یقین
 شاهد آمد شرع بر فعل نهان
 آمده در دین دنیا ره مناس
 کمر تو طالب خانه زین در بیا
 اولیا را دان شریعت پیشوا
 استقامت است و اوان می این
 این بود اسرار علم من لدن
 اوست طالب است مطلوب و طلب
 حی علیم است و مرید است و فکیر
 من حواس و من رضا و چشم تو
 نیست غیر او بخود گفت و شنود
 یکدم از خواب گران بردار سر
 رمز کردم غور کن بشنو سخن

بنی
 محمد
 اری

از کجا آید کلام و حرف صوت
 فهم تو کی می شود این گفتگو
 صبر کن بقیلم نفس خویش را
 گشت نازل بهر یاران چهار
 جمله قرآن مدح تعریف و ثنا
 اصبر و اصابر و ارا بطوا
 اصبر و اثابت قدم شوی سپهر
 صابر و اندر ریاضات طریق
 را بطوایست تشرافی بحق
 و تقوا الله کن نفی ماسوی
 این بود معنی قرآن ی سپهر
 کرم الله وجهه و جبهی علی
 قلعه خیر شکست آن پهلوان
 پریش پیش او دنیای و دین
 تا ندیدی نور غیب راعیان
 تا ندیدی نور احمد پیش رو
 لا صلوة گفت الا بالاحضور

هوش کن تا دم نکرد و از تو فوت
 اوست دل از دل بدل پیغام
 صبر کنج آمد زحق درویش را
 آیت قرآن بشان آن کبار
 مرئی راکل و اصحاب اولیا
 و تقوا الله گفت یزدان تفلحوا
 بر امور شرع سرور چون عمر
 اذ هما فی الفار با احمد شریق
 خوانده عثمانی ز لوح دل سبق
 تفلحون آمد بشان مرتضی
 گوش دل بجباش شوی گوش سر
 که نگرده سجده غیبر آن دلی
 چیست خیر نفس کافر فی امان
 بود و عبد ربک یابی الیقین
 تا ندیدی محشر ابا عرشیان
 قبله او بود هر دم رو برو
 نور نورم نور نورم نور نور

أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ
 كِتَابًا بِمُفَصِّلَاتٍ
 تَذَكَّرُونَ

تا نیا بد پیش من نور احد
 بین عمر خاموش و صف آن هما
 باز رو گو قصه موسی و خضر
 بین کمو کا حوال شان بدای سپر
 دم مزین در کار او تسلیم شو
 چیست میم آن ما و من هستی تو
 قرء القرآن چو خواند فاسمعو
 نطق خضر آمد یقین تران بحق
 آریش کویاست حق بیما و من
 فی ز خود خالی پر از ناله بود
 همچو موسی دم مزین در شتیاق
 دور افتادیم معین باز پس
 سر اسرار قدم ایندم بود
 گردانی تیر دم ذات قدم
 دم لغت فیه من رویه بود
 دم سقهم رهشتم ساقی بود
 بل ظهور کل شیء دان از او

فی شوم راجع نه ساجد تا ابد
 نیست ممکن گز نویسیه تا قیام
 منتظر میباش تا وقت دگر
 هست احوال من و تو سر بسر
 کار او دان کار حق بی میم شو
 میم چون شد از میان یکدزد و
 امر حق است لب مجنبان و الفتن
 یا که بروقت برگردان ورق
 فی زمانی کرد این شور و فغن
 هر چه در وی میدهد بیرون دهد
 بینی بنیک نامشود هذافراق
 جوش خواهم گرد از دم نیست کس
 هر که واقف شد از و هدم بود
 آن دم است این کان دیدم
 دم نزوش تا ابد باقی بود
 بل ظهور آدم حساکی بود
 کی بود خالی زد دم کیت ارمو

اولین و آخرین مبدا معاد
 بسته لب نوشم شراب جام او
 چشم بکشا جلوه ساقی نکر
 هر در کچه سیر گاه او سبس
 خواب غفلت مان دی بردار
 باس دار انفاس ای برآ
 منظر شوا کجا آر خبر
 میکند هر دم کتبی دگر
 بر خبر قانع راصلش بی خبر
 در اثر ماند چو حسن بر روی آب
 هم خبر آمد حجاب هم اثر
 در هزاران صوفیان اهل نظر
 محو کلی شو سر اسر در نظر
 یک نظر بر روی آن زیبا نگار
 کیست انسان چشم باقی جسم دا
 این خبر اثر و خوش اصل نی
 گفت موسی ربانی بی حجاب

در دم می موی تا یوم التناد
 چشم بسته سیر کردم بام او
 ده در کچه ساختن بصیر نظر
 رمز کردم لیک در نهیت س
 هر طرف از ذره ذره جلوه گر
 بو که یابی زام و رستن خبر
 چسیت آثارش نیاید نظر
 و ز خبر اثر گذر و در نظر
 کم که رفت از خبر سوئی اثر
 در تحیر دور منتاد از صواب
 گر ز آدم زاده رود در نظر
 هست نادر در نظاره آن نظر
 گر نظر داری برستی از خطر
 بهتر از دنیا دایمها شمار
 چشم آن باشد که بنید جانجان
 دیده بهر دیدش آمد همی
 لن ترانی چون تویی آید خوا

چون تو خبر ییزی ترانی دیده ناظر منظور یک شدنی جدا فهم کن واللہ اعلم بالصواب	لن هستی بک شوکی بدر چون توئی شد از میان بایم من رانی رای حق آید جواب
--	---

سخن در بحر عشق سر آید که همه ظهور عشق است

زنده ام آن سو آرایم مرده ام مست مد هو شتم از آن جاشم بل ازل را با ابد ارم بجوش قلرم عشق است خاشاکست چیت خاشاک آن جو افسانم عشق نوبت میزند بر لاله رفت باطل جمله برگردان درق بل همه عشق است هر چیزیکه عشق سرد است فیهت گردار نیست مثلش از بنجار تا دشت گشت مسجود ملک حشمت کجا بی روان آبیا دان اولیا شد ظهور عشق برگردان درق	جرعه از دست ساقی خورده ام ساقی روز ازل در دوا دجام نی چنان مستی که بازیم بهوش جوشش عشق است فی عقل مخور بر دیل عشق این خاشاک را ما سوی الله را بر و بار دل همه لاست غیر عشق جاء الحق بحق منظهر عشق است بالا و دپست گر عشق آیم شوم دیوانه وار سرمه سردار جان زنده عشق عشق چون شد بر لب از حق عطا حامل بار امانت آبیا چیت ان بار امانت عشق
--	--

حل تو نیست این بار گران
 آنه کان ظلو مابل جهول
 در لباس ذم بود مدح بشر
 ظلم کرده بر خود و بفرض خود
 منظر عشق احد احمد بود
 میم را بر دار احد احمد کیست
 بر شمس بنیاد تاج عشق حق
 برگزیده انبیاء و مرسلون
 من نبی بودیم آدم باو طین
 حال و محمول واحد بی کیست
 شاه آمد در لباس بوالبشر
 بگذر از صورت پرستی مرد و آ
 غوطه زن در بحر من مرد و آ
 عشق دریا نیست قعرش ناپید
 بحر معنی حسیت ذات لجت او
 بی جهت هوشش حیت آید پدید
 قطره نماید ولی بحسب عظیم

فی زمین و آسمان و فی زمان
 بهر آن شد آن امانت اقبول
 که حملنا هم اورانی البحر و بر
 جابل است از غیر حُر ذات احد
 وصف آن احمد برون از خود
 ابل معنی را در اینجا کیست
 گفت احمد من را بی رای حق
 گفت سخن و آخرون الساقول
 عشق اول عشق آخر بالیقین
 عاشق و معشوق عشق هر کیست
 دیده پیدا کن صورت در گذر
 حفره کن این خانه رنگ و گار
 از تیر دریا در گوهر بسیار
 عشق ذات پاک احمد ای فرید
 نیست عرض و طولان لا تحت او
 میزند هر دم بدم موشش جدید
 در صفات آمد خفی ذات قدیم

وَحَمَلْنَا
 فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
 مِنَ الطَّيِّبَاتِ
 الْإِنْسَانِ

بعد ازین لب بند خاموشی گزین کشف اسرار کنم بر تو عیان رنگ کردم لیکت فهم تو گجاست	زیر آب و گل خسرانه بد فتن حشر بر پامیکنم ایندم عیان آنچه در و همت نیاید خد است
در بیان معنی گوید که بصورت است	
باز و سوی عدم آدم گجاست هست یکت معنی ولی بهش چها بحر موج و کف حباب آمد چها از وجود بحر هر سه شد پدید در نظر آید ز یکت هر یکت جدا بحر ذات آمد دادم جوش او دور افتادی منم با تو قریب خرقه در بر کردی آمد گدا شوسه اسر کوش چشم و هوش تو صرف الف مطلق آمدش در است اوست هر دم در لباس آید در لباس بوالبشر ظاهر شده گفت آناسری و انسان	هست معنی لیکت در صورت نما این مثل آمد بهش هوشدار یا صفات و ذات و دل سماجها جنبش در ایست دریا ناپدید لیکت یکت بحر است بالکن گشت در صورت غار و پوش او سخن و اقرب گفت ز تو با تو قریب با تو میگویم نزد یکم بیا کن الف ساکن دادم نوش تو بعد از نش آنچه می ماند بجاست شد سخن با یکت شمس آمد متر انما مثل بشر با بشر شده قالب خاکی پرست از نور هو

اشرف تارض بنور سبحا
 فی منشرق فی مغرب آفتاب
 قلب ارض الله کان واسع بود
 قلب مؤمن منظر نور خدا
 دل بود جای شروق آفتاب
 عرش همانست دل بحر حیات
 دل بود مرات جهش بی حیات
 جز کرده الس بقون الس بقون
 دل بود معنی لباس جسم دل
 گوهر دل اندرین خاک وجود
 جستجو کن جستجو کن جستجو
 جستجوی تو ندارد پسح سود
 دامن او گیر کان شاه وجود
 نارود و دلتست این پندار تو
 جمله فتران شرح نفس با بشر
 تا قیامت که گنم مدح بشر
 آن ابوالارواح ختم المرسلین

آن زمین دل که دارد و سحلا
 و مبدم این جسم تیره ز دبتا
 قلب هر مؤمن از ولایع بود
 بلکه مسندگاه ذات کبریا
 عرش و فرش انجاست اعلم بالفضا
 استوای ذات آید بصفات
 دوست بالمعنی ولیکن کس نیست
 یافته آن را رجال الصادقون
 زان بود معنی صورت پس این
 گرده کم رو طلب کن زود زود
 غوطه زن در بحر دل در اندو
 راه بی هر سرنه طی خواهی نمود
 پاک سازد مرترا از نار و دود
 گشت اندر گردنت ز نار تو
 میدهم زمین را ز پنهانت خبر
 قاصر م هرگز نیاید آن بسر
 دوست مادی رحمته للعالمین

از ابو الاجساد تا عیسی همه هر نبی شفق تر از اولاد خویش خوی حق داند ایشان در نهان من ندانم آنچه گوید گیت آن گوشش دارا کنون شنو این قصه	بایسان احمد خیر الورا بر اعم باشند بل ز انس پیش هر ولی بی بر پی ایشان نهاد نی زمانی گشت نالان چسبیت تا بقدر خمس یابی حصه
گوشش دارا کنون بیان نفس چنان این چنین سرمود سلطان چسبیت بحر روح اطهار چار نفس اندر قران و ز خبر دو بود از بحر و دو از بر دو بود مقبول در گاه خدا مجل است این لیک تفصیلش ما ابری نفس ان النفس است دو پهلوی او ای راه دان یکی پهلوی او شهوت طلب کافر حریمیت آید در قتال	سخن در بیان نفس چهار سر آید و در کیفیات و خواص آن میکم تفصیل آن ای هوشیار بلکه شاهنشاه ملک بحر و بر چسبیت بر جسم این ملک شهود دو بود افس و دو علی ای سپر دو برون در و دو در بر بود دو بود در اندر حق یابد سزا باش حاضر تا که تخصیصش کنم آن بود اماره اماره بالسو با تو میگویم بگویش دل شنو پهلوی دیگر بود عین غضب لیک او صادق بود فی الحال

نیت اور اچیلہ و کمر و فریب
 خیر کم آن کس کہ بدنی الجابی
 چون عمر آمد بحرب مصطفیٰ
 سر نهاد اند طلب آمد براہ
 بود در اول رنیتق بوالحکم
 چون شنیدی وصف آتارہ نما
 نفس آتارہ است فرعون مہین
 طبع فرعون بایل موسی شد
 رہزن فرعون ہمان بی امان

سرود ہر باد یا آید ادیب
 خیر فی الاسلام آید مقتید
 پیش آن سمش الضحیٰ بدر الدجا
 عدل او گرفت مایہی تا بمبا
 بعدہ بامصطفیٰ بی کیفیت مکم
 یا شود منکر و یا آید امام
 نفس لوامہ است ہمان لعین
 لیک ہمان لعین را ہش زد
 گشت ہر دور و رو سیہ در دو چہا

در بیان نفس لوامہ و خاصیت آن

باز رو قبضیل کن لوامہ را
 آن دوم لوامہ دورنگی عیان
 او دو پیلو دارد و کمر و فریب
 حب جاہ او بود از حد سزنا
 پہلو دیگر بود حفظہ وزہ
 فی دہن سزند تا آید مثر
 کافر ذمی است در ظاہر طبع

تا بفصم آیند خاص و عام
 گوش دل بکشتا شور بیان
 گر چہ در ظاہر نہاید پس آد
 تا ابد در فقر و رنج سترگون
 چون زن حامل گرفتہ درد ز
 تا قیامت داد او را درد ز
 کہ منم با تو ز خان و مان شفیع

لیک در باطن عدو جان تو
 انبیاء و اولیا از دست این
 امتان از دست این کردی
 ای خدا فریادرس فریادرس
 کس نیست از دست این دشمنی
 چه که وجهی بر ناء و صبی
 گر کنم تقصیل تو اینه تمام
 عقده این نکشود و نکشاید بکس
 ای خدا فریادرس فریادرس

جان چه باشد رهنر ایمان تو
 بود و اولیا کسان تا یوم الدین
 ظالمش روتی و در باطن تعان
 زمین من فوق رهنر باطن کس
 سینماید مغر هست آن جمله پست
 هست اندر این گرفتاری آخی
 نیست ممکن که سر آید یاقیم
 ای خدا فریادرس فریادرس

در بیان نقش ملهم و خاصیت آن

وان سوم ملهم که نفس اولیا
 حق کند البام بر جانش مدام
 بنم آورد و بپلود ذوق شوق
 مقعد صدق بود او را مقام
 اوست جاء الحق لقلب جان
 پیش او یکسان شده است و بیخ
 ملهمه بارون و با طبع کریم
 هرگز از دزی شود و الهام حق

جمله تعریف و ثنا او را است
 فیض او جاری شود بر خاص و عام
 گردد گردن ضناش لیل طوق
 با ملک مقدر اندر قیام
 از خطا و ریب باشد در امان
 فی شود از ان خوشی فی زین هست
 شد وزیر موسی قلب سلیم
 دمدم نوشد شراب از جام حق

رحمت حق این بودای مومنین	اگر نصیب ناله العالمین
در بیان نفس مطمئنه که بر می او مظنه	
چارم آمد مطمئن نفس نبی راضیه مرضیتا اوراد عشق پیش شنوان مرکز دل کشا کیف تخی الموت کفشت آن خلیل انتظار انبیاء و مرسلون ما طغی از حد و ما زاع البصر معجزات انبیاء روی زمین بهترین نفس پهلوش جبار عشق امانت استقامات یقین چون یقین شد پیشو صدیق از بهمانی الغار یا احمد رفیق لیس مذالوج کاذب گفت او گوی سبقت برد امام المتقین استقامت هست پهلوی دگر سرور عادل امام اورعین	کو نه تمکین بدخطابش ارجی حق از او راضی و او رضی حق مطمئن قلب محمد مصطفی بهر طمینان از رب جلیل بد که شا بنشای آید برون اطمینان از نخل او باید ثمر معجزتش فوق صرح همفتمین حوض کوثر ز روان نهش چها پیشوای هر چهار آمد یسین بر رسالت اول آمد او گوا از ابو بکر او لقب باید صدیق یقین و ز صدق این در سفت رهنمای دین امیر الصادقین آن صراط المستقیم اعنی عمر ز نور شد همه روی زمین

عدل او بکرفت دنیا سرسبز
 آفتاب شرع دین مصطفی
 پهلوی چارم امانت ای بین
 نوز عرش و فرش و لوح و القلم
 کان عرفان معدن حلم و حیا
 جامع قرآن بود نوز لبصر
 عشق شایسته آمد بالیقین
 عاشق و معشوق عشق آمد علی
 تاقیامت زو ولایت شد زو
 آمده سراسر مع کل انسبیا
 نیست یارای قلم تو صیقل او
 برتر است از و هم و فهم او در کن
 انت منی انا منک ای علی
 گفت حق لولاک شان مصطفی
 عشق اول آخرو طاهر بطون
 عشق برتر از بیان و اخفت
 عشق آمد مظهر کون و مکان

وحی نازل شد بقش فی خطر
 تاقیامت اوستادی و شما
 حضرت عثمان رستق بومین
 در بقیعه زیر احمد زو علم
 لوح محفوظ است او پیشوا
 قلب هر مؤمن از او پایدار شد
 شاه مردان عشق امیر المعافین
 مصطفی راهم وصتی و هم ولی
 فیض جاریت پیدا و نهان
 شد عیان جبراً مع خیر الورا
 فی زبانرا تا کند تعریف او
 حق منیکویم و فی از حق جدا
 لکمت لحمی و دم کالدمی
 از طهورت است این ارض و سما
 گفت سخن آخرون السابون
 فی بعقل و فهم علمش معرفت
 بل زمین و آسمان پیدا و نهان

عشق احمد سرور هر دو سرا هر چه آید در لطف عشق است و بس گفت آن سرور از خم المرسلون مشتوی شد ختم بر نام رسول	راز میکویم کبوست ای قفا نیست آگه از رموز عشق کس اهد قومی ختم لایعلمون یا الهی کن بحسب عام قبول
در بیان احوال مربی خود سرور الافراد میرزا سرور اربک قلند تقدس سرور	
لا مکانی را مکان سرور اربک شاهباز چشمتان سرور اربک بد قلند مشرب زنده مدتی قطب دوران پیشوی عارفان شاهد معینست در صورت نما سیر بر اکیر شد خاک دکن فیض آن سرور سالار زمان آن بنی وقت چون عیسی بدم کرده عیسی زنده لیکن باز مرد زنده جاوید ماند او تا ابد آب حیوان از لب او بدرون	بی نشانی را نشان سرور اربک منع اوج لا مکان سرور اربک عاشقا ترا کردند سز و نیت سرگروه خاندان چشمتان ره نمایان چند اراره نما از نگاه نور او بے سخن داد عالم را حیات جاودان زنده کردی طالب از او مبم زنده آن جان جان هرگز مرد از یزد الله فوق اید بهم مدد مردکان گورت را داد جان

غرق اندر ذات بد صبح و سوا
 بلکه از کونین رسته بی خطر
 یافته کسیر عظم دست او
 شکست را عسل بد جان خست
 ماسوی الله را به تیغ لا برید
 بردش بکشد حق را غیب در
 دست بردست هر که بنهاد بجای
 پاسبان ذات مطلق روز
 استقامت داشت شرعی اینجا
 ختم کردی در سخن تران خبر
 یک نظر سود و کزهی بنید پرش
 سیر کردی در دمی لاهوت را
 بد مقامات عروجش آنجا
 راه ده ساله سلوک ساکنان
 پر تو نور حقیقت ذات او
 بر مراد نفس نهادهی قدم
 بود شاه شاه عالم بی سپاه

بود یکسان پیش او شاه و گدا
 خاک و زر یکسان شده پیش نظر
 تافته رو از دو عالم است او
 ملک دنیا را بسیکدم خسته
 پرده اسرار ربانی درید
 خاک زر کردی با کسیر نظر
 کشت باقی چون خضر و تائب
 فارغ از کونین از ادا طلب
 فرض داشتی سنن بی این و آن
 بود صاحب حال هم صاحب نظر
 یک نظر تا شرق و مغرب پیش
 داد زینت طیر او با هوت را
 که نیاید در عیان و در بیان
 طی نمودی در دمی آنجا
 بل ز ما بی تا به ذرات او
 هر دو عالم پیش چشمش کالعدم
 دین پاک مصطفی را بدینا

کافرو مؤمن از قشکشت شاد
 همچو گل خندان همیشه بود شاد
 از ریاضت می نیاسودی و
 کمترین جهدی که میکرد آن فرید
 لغت های چرب تا هفتاد سال
 غیر از خشک و ماش منمیک
 بود محسوس لیک بد صورت نما
 حق کوا مان بود از حق جدا
 شبی دوران جلید وقت بود
 هر کسی که اندر طعش پانهاد
 پیر کامل آن چنان باید که او
 شأن میرزا نیست بالاتر از آن
 وصف آن سردار سالاران
 صورتش اینجاست اوفوق سما
 من غلام میرزا ام باده نوش
 شکرت و حمد خدا دم درگاه را
 ای عمر کن جستم وصف اولیا

در نهادش خلق اعظم حق بنما
 چشمه حیوان ز باطن حق کشاد
 فی زجهد و سعی روز و شب همه
 هیچکس نشینده و بی کس بدید
 فی نمک فی گوشت خورده ماه سا
 فی بشیر کویم اورانی ملک
 نیست الله لیک عبد الله نما
 سری از اسرار ذات کبریا
 بود دریای حقیقت پر ز جود
 بی مرادی را رسانیدی مرا
 طالبان حق کند وصل بهو
 در جهان نفس حیدر واردون
 در شلم نایخ بل باشم از آن
 کی خبر از حال او دارد عجبی
 بی من آن بحر حقیقت که وجود
 یا فتم مقصد چو دیدم شاه را
 اولیا اندر قبا ی کبریا

بچهره ارسیده و ده انگشت	ختم شد بر نام آن عالیشان
ده پند امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه و رضی الله عنه	
ده وصیت کرد شاه اولیا چشمه باطن از جوشد مدام گر بجا آری تو از صدق یقین	بهترین است خیر الورا قیض او فایض برای خاص و عام منکات کردی بسکات کالین
چون طلب کردم غدا در دو جهان خواندن قرآن تو نکرد می کند چسبست قرآن باله کفش سخن	پنجم در خواندن قرآن عیان خانه خاطر منور میکند کرد تو دل داری بگفتم غور کن
چون طلب کردم بزرگی در دنیا طمع بستم ز عالم سر بسر کر به بندی دیده حرص و طمع	می سپردم کار یارب العباد بی طمع در هر دو عالم تاج و در کرد و اسباب بزرگی مجتمع
چون طلب کردم حجت در جهان خاموشی بجز است این گفتار در خاموشی نعمت و راحت بود	در خاموشی یافتیم کنج نهان کرد تو آدم زاده آن را بگو انقطع شاخ عصیان بود
روشنی دل طلب کردم ز دل نور باشد پیش پشت بر صراط و ان صلوة المؤمنین معراج او	نایتیم اندر نماز آن نور دل گر ادای آن شود با استساط پیش حق استناد بر سر تاج او

اول
آنکه تو انگری طلب کردی
در خواندن قرآن یافتیم

دوم
آنکه بزرگی طلب کردی
در بی طمعی یافتیم

سوم
آنکه حجت طلب کردی
در خاموشی یافتیم

چهارم
آنکه روشنی طلب کردی
در معنای یافتیم

هست در روزه رضای کردگار
گفت حق الصوم بی فی کمال
هین انا اجزی به گرفتاری
دل چو شد از ماسوی الله در آری
گر کنی ترک گناه ای خوش صفا
هین حصنا من جهاد الاصفاء
جایه دنی اندر نستان بخوا
گر نمائی ترک از ارا نام
خوش خبر داده رسول الله را
هیچکس اندر جهان رسوا نشد
کز تو باشی در روز شب با حق مطیع
راست گوئی موجب رحمت بود
کس نسوزانید چوب راست را
در جهان جستم بهتر زین خصال
گفت دل در گنج ما هرگز ندید
چون سلامت خواهی در خلوت بین
نیست خلوت تا شوی گوشه نشین

نفس سرکش میشود زار و زاری
اوست با من من با و نیک صفا
دل تهی کن این الصوم بی
بیشک آن دل عیش جان من بخوا
از عذاب حق بیابی تو نجات
سوی نفس الی جهاد الاکبر است
این جهاد تست با تو خوش بمان
میشود مسکن تر ادا را السلام
گفت که الخلق عیال الله را
تا دل مردی خدا بدخواه نشد
هست بی حاصل بجز یکدل شفیع
باعث نزدیکی و قربت بود
راستی کن رست شو الله را
جستجو کردیم از دل ماه و سال
بهترین کو هر زراستی بی ندید
نور حق در مرات وحدت بین
در میان انجمن باشه نشین

اگر چشم طلب
کردم در روزه یاتم

اگر چشم طلب
کردم در روزه یاتم

اگر چشم طلب
کردم در روزه یاتم

اگر چشم طلب
کردم در روزه یاتم

اگر چشم طلب
کردم در روزه یاتم

دہم
انکہ من عرف
نفیہ فقد عرف
تمام شد
پند یافت

خلوت است آندل کہ باشد بخطر خلوت است آندل ہی کردن خود من عرف گفته است شاه الیا گر نفس شناخت بشناسد خدا این معنی اگر کشایم مرا ترا با کلیم اللہ کلامش کرد حق بر نفس عیسیٰ است وحی جبریل بر محمد ختم شد انعام ہو بر ملا گفتن ازین دستور نیست مردگان دل بود مرده پرست تا عمر زنده است اورا قدرینے در دلت شب در دل من هست گر طلب پسزون کند اخوان ما میکند تنخیر دل این بشنوی	تا نیاید خطر غیبرای سپر اوسن وائی برون رستن نه خود عاشقان و عارفان را پیشوا برتر است از عقل و فهم و وهم ما کشف گردد ابتداء و انتہیا نی بجز و صوت بر کردن ارق یاتی من بعدہ احمد جمیل دمدم آید بدو پیغام ہو گفتن گفتیم دلت معمور نیست ہین بجز زنده دلان ای خود پرست چون شود در پرده چون او بدر ہین چراغ مرده ازین بر فروز ہین بچو آن راز در دیوان ما منکر این مشنوی باشد غوی
--	---

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات ذوالمنن از برای سلطنت شاہ دکن آیین یارب العالمین	گفته شد در دور محبوب علی
تأقیامت با دعا و سروری	

آن بلند اقبال سلطان دکن بیرویش ملک بادشاهش دراز ده هدایت بر صراط المستقیم باز کن بروی در رحمت ز جود خلق باد از فیض تو دایم فیض بر مراد خاطرش باد امور بر تو فضل الله رحمن الرحیم حاتم دوران و دارای زمان از بخار آتا سمرقند و هری تاج بخش کن بها ای تاجور آن حکیم غزنوی جدشت این نسب قشراست و معنی طلب بنده کس در جان باشد اگر فخر باید آ که مختار الدین شو	فی امان الله زافات زمن یا الهی وارها ن از صرف آرز بر امور شریع دارا و را مقیم تا ابد قایم بدو ملک شهود حق معین و ناصر و باد احتیظ فتح کن یارب بر او دار السوء باد ملک در امان از خوف و آ هم قلم قاصد و جوفش هم زبان کس ندیده مثل تو خوش داری زاد بودم غزنوی اسم عمر آن سنائی قبله دین نیست محو شود عشق آنگاه کن طرب او محمد دار تو باشد عمر بر سر از چرخ بدر الدین شو
---	---

بسته لب فاموش نشین العبر
 تا قیامت این نمی آید

در بیان مقامات که سالک را پیش از این و بیست و حال و مقام و دست

هست هیبت اثر فیض حلال میشود غرق بدریای حضور بیش ازین نیست روا گفتن حال گیرد بدل زارتدار گیرد آن فیض ز الطاف الله در دل آن دارد غیبی است مدا می نماید ز کرم یار جمال این تجلی کجسی نیست دوام نام آن وقت بگوید وصل از دل و جان شود در نهان	انس باشد اثر نور جمال هست در انس همه ذوق سرو هست هیبت سگی سوز گداز چون کشد در دوغم و محنت یار چون تشراری بدل سالک شاه نام آن فیض الهی است مقام یافت این هر دو سالک چو کما شود ادبی خود و فانی تمام این تجلی چو شود بر کامل لی مع الله بیان میکند آن
در بیان فیض و بسط که سالک را پیش آید که شود سالک ره را یکبار ذوق نوز که بر بود عیان حق کند از کرم خویش ظهور تربیت از کرم و لطف خدا	قبض و بسط است در اوسط بسیار قبض یعنی شود از دیده نهان باز در بسط همه ذوق حضور بگذر نفس سالک را
در بیان صحو و سکرو وصل و فصل سر آید ناگاه یابد بدل سالک راه	سکر است که فیض ز آله

می‌کشد عاشق سرمست دوم مست و مدبوش شود در جهان سازد اسرار بنیان زو و عیان ظاهر از وی نشود زایل هوش سیر تو حیدر شود کشف عیان هست تو حیدر ز خود محمودان نشود چخته دلی سالک خام فانی محض شود سالک راه از خود و غیر بجلی رستن تا رسیدند بر بای وصال چون توئی غرق بهستی و خود همچو سر دار بجستیم به سانی هند و دکن جام شکست	صحو آنت که خمضای مدام جرقه چون دپش بر میغان بسکه گردد بجاش حیران در دلش بسکه بود جوش و خروش ساغر دور و دپش میغان نیست تو حیدر خدا یک گفتن گر چه وصل است بهر حال تمام وصل آنت که در ذات آله نیست آسان بجدا پیوستن جان و دل باخته اند اهل کمال کمالان را تو کجا دانسته کامل عصر درین دور که بجدا نیست ندیدم و نه هست
--	---

عالمی در پی مقصود دوید
بهر بادۀ باستی و بخشید

ر ماع

قبول کن بچ نگاه حضور شاه کن که مشنوی است بطرق قدیم اهل سخن

که زندگس نفرستد که اوست	تمام خلق عجایب پرست مرده پرست
رباعی مسعود بکت قدس القدر سره العجز	
مرد صاحب درد باید درد کو	اندرین ره مرد باید مرد کو
اگر از کونین باشد سر د کو	چون کج الو ترکفت اندو تر
تاریخ مشنوی	
رنجه فامه اعجاز نگار منشی سید محمد یوسف طالب العلم مدرسه فوقانیته خلف جناب مولوی سید عبدالقادر صاحب کبیل بانکوٹ	
وحشت آباد جنو نرا میشته خانه زاد انا لھای آشین صد ہزاران لیل و مجنون دراو صد شکوہ و شان دارائی دراو اتحاب مشنوی معنوی مشنوی را قلم ذخار گو درج معنی را فروزان شجرا غ بشنوا یوسف نوای غرودفا	مشنوی مین زاده طبع عمر مشنوی مین با شزار غم عجبین صد ہزاران وحشت نامون دراو جلوه ریزان ناز غدرا می دراو غاشیہ بردار طرز مولوی مشنوی را ابر دریا بار گو بادہ چشم حقیقتے را ایلغ ایکہ ہستے تشہ تحقیق سل
بہر ساش نالہ دلریش مین مشنوی صوفی درویش مین	

الَا اِنَّهٗ رَبُّكُلَّ شَيْءٍ حِطَّ

بِفَضْلِهِ شَيْءًا قَدْ حَسَنَ عِلْمًا بِمَنْزُورَةٍ تَمِيرُ بِمَرْكَازِهَا دَامَ مَلِكُهُ وَتَمَجُّدُ حُجَّتِهِ
مُنْتَهَى اَعْدَاوِهِ عَلَى خُصْمَا عُلُوِّهِ وَتَحْلُصُ عُلُوُّهَا دَوْمَ سِتَّانِ فَضْرَتِ مِزَانِ سِرِّ دَائِكِ صَدَقَ

مُتَّصِلٌ
دِيَوَانِ حَمْرِن
قَدْسِهِ

مِنْ نَصَانِيفِ حَضْرَتِ قُطْبِ الْاَقْطَابِ حَضْرَتِ شَيْخِ الْمَشَاحِجِ شَيْخِ جَالِ الْحَقِّ
وَالِدِ الْيَمِينِ عَرَفِ شَيْخِ حُجْرَتِ قَدْسِهِ بِاَهْتِمَامِ مُتَخَوِّزِ الْيَمِينِ قَبْلِ مَالِكِ

دَرْمَطَبِعِ عَزِيزِ دَكْنِ طَبْعِهِ

لا اِنَّهٗ رَبُّكُمۡ شَیْءٌ

از بایش منقلب و سر برافشانند و قریات سر کار کا دام که بقصیح و
نشی ادا و علی و علی التخلد و ج کادوم شتان حضرت زار سر و ابریک صفا

محب
دیوان حمین
قدس سره

من نقمانیف حضرت قطب القطاب حضرت شیخ المشایخ شیخ جمال الحق
والدین عرف شیخ حمین قدس سره و باهتنام محمد عزیز الدین بنی مالک

در مطبعه عربی زکریا طبع شد



رویف الالف

عالم بتمام شد مہویدا
 بنمود درون جملہ اشیا
 آدم بنہا د نام و حوا
 بر صورت ما شد آشکارا
 امواج فلکند سوئے صحرا
 جاری ست درین نشیب و بالا
 نزدیک محققان ست دریا
 آن موج بجز بہت یکتا
 خورشید حقیقت است پیدا
 بہتند محیطا در ہمہ جا
 بکش و خدای بجا بنہا

چون حسن حبیب گشت پیدا
 اوصاف گمال ذات خود را
 حرفے مثال خویش نوشت
 در پردہ قدس بود مستور
 دریائے جمال لایزالے
 فیض ز شیوہ تجرہ نورش
 سیلاب و جاب و قطرہ و موج
 پس بہت جاب عین جوش
 ہر ذرہ بہ پیش اہل تحقیق
 انوار جمالے و جلالی
 ابواب مخازن صفاتش

بسیار گوی سخن درین باب		اسرار مقدسات مکش
دانشت چسب منور باطن		بر حسن خود ست دوست شدا
چونکه خورشید حقیقت بجایان شد پیدا سر بر آورد دل آرام زایوان بقا نه بدین لوح و قلم ارض و سما شمس و قمر کفر و ایمان اثر زلف و رخ دلد است بود پنهان ز همه خلق حبیب و جها شاه خوابان گره از زلف معنیر کشاد فیض اقدس چو بذرات جهان گشت محیط	پر تو او همه کون و مکان شد پیدا بر لقایش همه عالم نگران شد پیدا بر جهان کرد نظر روح روان شد پیدا در جهان آدم و ابلیس بر آن شد پیدا کسوت آدم پوشید و عیان شد پیدا در جهان غالیه و مشک از آن شد پیدا لاجرم نور مقدس ز نهان شد پیدا	
چون حسن وصف شهنشاه ز ذرات شنید مست و مدبوش شد و رقص کنان شد پیدا		
حرص دنیا و هوا بسیار گردانند ترا گر حضور حق بخوابی دین دنیا را فجو باد معنی ز دست ساقی مستان بشو بگذر از سودای دنیا گر بخوابی عاقبت	گر شوی مشغول با آن خوار گردانند ترا ترک غیر حق بکن ز آبرار گردانند ترا از دو عالم فارغ و سبزار گردانند ترا ورنه سرگردانیش بهار گردانند ترا	
تا توانی خدمت مردان حق چمن بکن خدمت ایشان محرم اسرار گردانند ترا		
الله کرد منور دل سیاه مرا شراب عشق چو نوشیده ام ز جام زل لباس حسن ز تن خود فرو داوردم	بسوی ذات شریفش منور در اهر نواخت در دو جهان حق بیک گماهر بداد خلعت توحید خویش شاه مرا	

	۲. جهمن چو نور خدا دید در نظا هر کون بلند کرد خنده او ند ملک و جاهد مرا	
فتوح بر دو جهان هست خاتمه را گرفته خلق پناه جهان پناه مرا	خ	ز لطف و منت شیخ عظم که بر من کرد ز شیخ راجن آمد مرا چو حرف کلاه
چون سکان چسبند کردی از سودا شو کنون بوشیار در عتبی در فضایی جمال قدس داری سایر لا مکان شوی در دا		ای دل از بهر شهوت دنیا نفتد عمرت برفت از دست برو از کون و لایکان بیرون گر ز او صاف نفس پاک شوی
	ای جهمن دم مزن که کار الله فصل با عدل دینا الا غللا	
آن سبا کانت شهر ملک صفا شا بهبازان عالم اعلا قد لکم زاید علی الحنا بهوای شما دلم شیدا صد تحت بنی صکان خدا با و لوالعزم صد درود و ثنا مستحق درود قدس از ما		ای صبار و بسوی ملک سبا که بر خا صکان حضرت حق لم السلام علی جمیع کرام با مید شما دلم معسور بر رسول خدا هزار درود خاصه بر انبیا جمیع رسل بر همه او لیا حضرت حق
	بهمه خواجگان چشت غلط رحام از جهمن بندگی و خند منبا	
دور ماندم کنون ز ابل غنا		بود محیل دلم بر ابل غنا

شیخ عظم
والدین
قدس سره
شیخ محمود
برون شیخ
راجن مدر
سره

بوجه جوش بطم
کفایه اهل
بوده است
توجه بر تائید
نماد ۱۲

صحبت اغنیاست بعد خدا در حدیث است او انخصوص الدین قرب حق چون ترا شود حاصل شکر گویم خداے عالم را	قرب حق ست بعد اہل عینا مختلط ہر کہ شد براہل عینا کہ نداری تو بعد اہل عینا کہ ندارم نظر براہل عینا
	جمین از منبض شیخ راجن گفت بعد حق ست قرب اہل عینا
	رویف التار ثناء فوقانی
ای مثل تو در جن بشر خوش بشری نیست آن کس کہ بنوشیدی صاف ز دستت عالم مہ تشفقہ و مشاقق رخ تست من خاک کہ کف پایے سگ کو تو بہنم	خوبی کہ تو داری صفا در دگری نیست از روز ازل تا ابد او را خبری نیست آن کیت کہ در کوئ تو اورا گدہی نیست دورم مفلک خبر در تو میج درمی نیست
زا نگہ کہ جمین را نظر افتد برویت جز چہرہ پاک تو مرا در انظری نیست	
ما یم و شراب و کل و زندان خرابات اوراد و مصلّا و عصا کردہ بیک سو سرستی و بیہوشی و بایار نشینی	در میکدہ شستیم باین جملہ کمالات فارغ شدہ ام از سرتبیح مناجات این ست بنزدیک جمین نقد عبادات
	اشعار مرا اہل معانی چو شنیدند گفتند بانصاف عجب ہست اشارت
حق محصر تو در دلم نہاد بہت ہر کس کہ بغیر تو زند دم	دل در عنم تو ہمیشہ شادست نزدیک محققان جہادست

دل بود ز بند عشق آزاد آن را که بکوسے تو گذر نیست	حسن تو بدام خود نهاد است در غربت سلطنت فدا است
	در همترا اختیار شده ناموفق تفسیر روشن ز عشق یار شده ناموفق تفسیر
اندران راه عقل حیران است ہر کرا قرب شاہِ خوبان است کشف سرجیب کفران است نزد او وصل دوست آسان است سراسر اردوست فرمان است در دہ را بدان کہ درمان است کہ درین راه خوف ایمان است ہر کرا عشق نیست حیوان است	در طریقتیکہ وصل جانان است التفاتے لبوی کس نکند در محبت سخن دراز کمین آن کہ بگذاشت دین و دنیا را راز حق را گویا ہمیشہ کسے طالبش ہر کہ گشت واصل شد مرشدے را بجو درین وادی تا توانی عزیز عاشق شو
	لائق وصل او چو حجرت شد مفلسی را ہوا سے سلطان است
عشق اورا باحسن کار من است شور حسن روی دلدار من است بے دریغ و بے وفا یار من است گفت آن الحال خوشخوار من است مقصد من وصل غمخوار من است شاہِ خوبان و پری وار من است	بے نظیر و بی نشان یار من است پہیج دانی شور در آفاق چیت در پے وصلش دویدم سالہا ست مارا دید و قتی آن نگار من نخواہم در جہان خود قصور آن کہ از عشاق دلہا میبرد
	عرش و کرسی و زمین و آسمان

	گفت چنین جسد باز از من است	
راحت قلب و مونس جان است چهره اش گل سمن ز نخلدان است آن که در بند زلفِ خوبان است در دوار دچو کشت در مان است صبح دیدار و ز بهر دندان است عشق گر کافری چه ایمان است		روے یارم همیشه خندان است قداد سرو زلفِ او سنبل مرغ آزاد است در عالم درد و دل را دو است در و صیب ماه رخسار و مشتری روئی نزد ما کافر است منکر عشق
	عشق خوبان و کافری در عشق چنین این دین ما و ایمان است	
طریق صبر نزد یکم خیال است محقق شد که این طور کمال است که طبعم را ز مہشیاری طلال است که در فرودس می خوردن حلال است نه در دجبر نه خط وصال است که این از پر تو فورِ جمال است عزیزی گفت چنین این چه حال است		ز روے مہر جان صبر محال است معالم عشق بازی را بیاموخت بده ساقی مرا از عشق خود جام خط دیدم ز دم بوسه با حلت چنان بد بوشم از عشقت که جان را رخت دیدم ز غیب آواز آمد زلزل نوش تو بد بوش گشتم
	در آن مشہد که فور تو بحلی است بدان مقصد کجا ما را محال است	
که ماه و مشتری دیر اخلام است که روے یار من بدو تمام است بولے وصل دلدارم دوام است		درون قلب مہری را مقام است بکن از مجلس این شمع را دوا ندانستم که از بہر چه در سر

خیاں خال آن سلطان جوان	مرا اندر نظر بر صبح و شام است
	جمشید اندر ازل چمانه نوشید ز دست یار ازل مت مدام است
لا نظیرم منم بره می گفت بر جسمالش کسے کہ مکر و نظر مثل او در جهان چو پر سیم عارفے چون بدید رویش را	حسن او هر که دیدزه می گفت حسن او را یکے بدہ می گفت خلق بالافتاق چه می گفت وحدہ لا شریک له می گفت
	از جمشید چون جیت گشت جدا ہر زمان صد ہزاراہ می گفت
عاشق و معشوق و عشق ایجا یکی است قطرہ و موج و حباب از بحر شد پیش عاقل صد ہزاران صورت اند صورت آدم و حوا آفرید گر چه در فردوس اشجار بندش ہمچو مجنون عاشقان بیعد و حد	در و چشم و در و دم پیدا یکی است لیک موج و آب آن دریا یکی است پیش عارف صورت و معنی یکی است فے الحقیقت آدم و حوا یکی است شد محقق کا نذران طوبیٰ یکی است لیک پنهان و عیان لیلیٰ یکی است
	چون بد ریایے جسمالش غوط خورد دید جمشید دین و عصبی کیت
ای جلوه جمال تو در جملہ کائیات جاریست بحر فیض و جود تو ہر طرف طالع شد آفتاب ظہور تو بر عزم موج و حباب و قطرہ سیلاب ہر یکی	و می مظهر کمال تو اعیان ممکنات گر خافقا باشد و یادیر سو منات احداث یافت زان ہمہ ذرات محدثات دریاست فی الحقیقت نزد مبصرات

فی سبب هر چه هست بهر چه ای است چون دیده نور ذات تو کافر بپستکوه چون از وجود خویش بجلی عدم شدم کبران چو فیض شاه بدیدند در بتان	گر بنگرم بدیده دل در تعینات استوار کرده بندگی و طمع در نجات دیدم جمال قدس بیذات و بهر صفات کردند سجده پیش مواع و مناة و لا
جمیع بنور ذات مقدس بعیر شد آرے بنور حق بتوان دید نور ذات	
چون نکست خیال جمال تو در دست و حدت کتم بکلبه توحید لامکان عزت گرفته ایم چو عتقا بغافل قرب آن کو بر آه عشق دل و جان خود جفاست	ز ان سیر من ز عالم لاهوت بر ترست آن عابدم که معبد من عرش اکبرست از کوه قاف طعنه شکم نه در جزوت نزدیک اهل عشق کیسینه دم خیرست
جمیع چو گشت کاین و باین براه حق نزدیک او ظلا و ملا خود برابراست	
دل من از می دلدار شد مست از ان ساعنده که من مستم بینا جهان را در ازل ساقی رسانید چو روزی اندران خمیازه فرستم شراب عشق چون عاشق نوشید بهر مجلس که آن سرمه مست آمد از آن یک قطره چون منصور نوشید نظم بر خلقی چون محبوب فرمود	مستم از اشتیاق یار شد مست درین عالم از ان بسیار شد مست پیا که عشق از ان عطار شد مست غلام و خواجه و حنبار شد مست از ان منی همه ابرار شد مست ز تاتیرش درود یار شد مست ز خود خورشید و بردار شد مست زمین و آسمان اشجار شد مست
جمیع از فیض قطره شیخ راجب	

	درین عالم بهر بازار شد دست	
باده در جام در عشق در جان است از شه نی نشان چه فرمان است خلغل ببلان چه دربان است غیر تو این نصیب شیطان است		دل زیاد سرخ تو حیدر است میش ترمیم مالس از خواری عاقبت منزل چو خاموشی است حاش لشکر که بر تو تکبیر ز نیم
	ماه رو یا جمال شد سنا که چمن ز اشتیاق بجان است	
هر آن که عشق باز و کامگار است که بچو تو گارش در کنار است که عالم از فراغت بیقرار است فغان و شور تو در هر دیار است در گویای دمانت آشکار است که ابر دیده ام گوهر تار است		تنم در ملک خوبان شهریار است نصیب از دین و دنیا بر دگر است نباش رشل تو خوبه بدینا مه و خورشید شرمند ز رویت هویدا شد میانیت از کمر بند بیاد وز سبوی من نظر کن
	چمن تنهایی ناله ز دردت بوایت در صناد و در کبار است	
مردن من بالیقین در کوی است راست گویم در حشم گیسوی است عالمی مشتاق حسن روی است		ناز نینا ناز کردن خوی است وی که بروی دل ز من جانان گوی است من نه تنهام گرفتار خوی است
	پیش رویت در سجود آمد چمن ز آنکه نسله عاشقان لبر روی است	
توبه شکستم شده ام پیرست		بهر تو ای ساقی میخوار دوست

سوئے حریفان بنگر سافتیا گفت خبر دار لباس بشه کاین و باین چو شدم در طلب پادۀ عشقش چو بستم رسید کشف شد اسرار آله مرا	بادۀ بدہ انچه کہ در ساغرست تا بدہم جام وصیت کہ بہت ساقی من داد و بخشیم است مستی اکن نمی رہ عقلم بہت آمدہ مقصود ز لطفش بدست
--	--

پیرنغان کرد نصیحت مرا
 باشش خمیں تا ابد از پادہ مست



رویف الدال مہملہ

ذات پاک تو بود و عنیر نبود عرش و کرسی و لوح و شمس و قمر عنیر تو نیست در در و کمان نقین	عدم آمد ز حکم تو بوجود آمد از قدرت تو اتنی معبود حسن تو بہت شاہد و مشہود
--	--

آسمان وزمین و آنچه در اوست همه که در دل محبت دارد من بعتل معاد دانستم حق تعالی نظر چه بر من کرد آنچه میخواستم ز حضرت دست شکر گویم بر اے عالم را همه عالم بذات خود فانیست	ساختنی غیر ماده مردود اسمند الامر او بود محمود جز خدا هیچکس نخواهد بود مگر توحید خویش را بکشد بیش از آن لطف و معرفت که مرا نور ذات خود بنمود باقی و جا و دانت ذات خود
از تجلی اسم نور حقیقت دیده امشیا کلبه الوجود	
حسن خود را در میان مانهاد نور خورشید مقدس شد ظهور صورت کل بر مثال خود بساخت از عدم آورد مارا در وجود	مگر ذات خویش را پیدانهاد همی عالم از آن مبدانهاد نام وی را آدم و حوا نهاد نکته توحید در صحنه نهاد
دل که عرش خاص و مراکز خداست مگر خود را اسی چمن اینجا نهاد	صحنه عرش عجب صحنه عجب
حسن او در جهان چو پیداشد بود گنج خفته بسکات آن ل مگر توحید را در و نهباد از سراسر ای جمال لم یزل ذات اقدس که بود مطلق غیب	حسیله عالم از آن هویداشد نور انجمن گرفت و دیداشد همه آفاق آشکارا شد سر بیرون کرد و خلق پیداشد در ظهور آمد و هویداشد
چمن آن حسن بوالعجب چون دید	

	از تخیل میان پیداشد	بدان
که مرغ روح باغ صفا قدم میزد که جان بعشق دلارام خویش دم میزد که جان ز شوق هویات بدل رقم میزد اگر چه خلقت انسان ره عدم میزد قمر ز درد فراقش کمر بخم میزد		هنوز صورت مادر عدم قدم میزد نبود آدم و حوا نبود لیل و نهار نبود ارض و سما و نبود شمس و قمر جمال و قدس با بصارت نور میدیدم فلک ز عشق شبنشاه مست و سرگردان
	از آن بگه که بحضرت پادشاه پیچ نبود چمن بیا درخ یا چشم غم میزد	
که گل در باغ اکنون جلوه گر شد که از ستیش عالم طرفه تر شد که حنث آفت اهل نظر شد دلمان شیرین تر از شبد و شکر شد ز تاثیر نبات گل شکر شد میان عارفان اهل نظر شد		ز بلبل وقت صبحم این خبر شد بگردان ساقیا جام شراب لے بدین مثل تو خوب لے دگر نیست صفت اهل شیرینیت چو گفتم چو بر لعلت نهادی برگ گل را بر آئین گشت عاشق بر رخ تو
	بے عقل و فراست داشت چمن چون حنث دید از خود پنجه بر شد	
مقصد بر دو جهان را طلب یافته اند خار خور و دند پس انچه در طب یافته اند که مشایخ همه مقصود شب یافته اند		بادب باش که حق را بادب یافته اند مخت در کشیدند بے درد دنیا بگذرانید همه شب بعبادت خدا
	تا توانی تو چمن تاج ادب برد بادب باش که حق را بادب یافته اند	

احمد از نور قدس پیداشد بادۀ عشق چون بجم آمد ذات واحد چو در ظهور آمد موج و بحر و جاب هر سبکیست	احمد از نور دی هویدا شد رازی معشوق آشکارا شد صد هزاران صدر مہیاشد این ندانے کہ موج دریا شد
	در ازل کرد بر جمن نظرس حسن دنیا و دین مہیاشد
سر کو نین کشف شد مارا	گوشت چشم او چو بر ماشد
	شیخ راجن سرا چو نفست داد مشکلات علوم حلوا شد
بر آن کو انس با غفار دارد بود آسان دل و جان داد نباشد مقصد او را بر د عالم بہتین محروم ماند از وصل محبوب سعادت سرمدی دارد ز دنیا بر آن بجسم شد از غنای کونین	بذکر او زبان در کار دارد کسے کو میل با دلہار دارد کہ او در سینہ در دیار دارد زبان خویش کو بیکار دارد کہ دایم خدمت ستار دارد کمتر م خالق عفار دارد
	منبر اغ دین و دنیا بہت لوار کہ او نزدیک خود عشق خوار دارد
معشوق کہ مد مخفی ظاہر بشما شد خورشید حقیقت ہمہ جا کہ بجلی ز تحت شہی کرد تنزل شد عالم آن سر و بگذاز چو آمد بنماشا	در کسوت ما آمد و ہم صورت ماستد زان نو تجلی ہمہ در ارض و سما شد از بہر گدایان جہان کل نما شد کہ کسوت کل کرد و لہی سرو قبا شد

از چون چسپرا هست دلارام نمره بگذاشت که دیدست همه نظر بر ما	در کسوت خلق آمد و با چون چو باشد یک فربه که دیدست که ناریک و ضیا باشد
	از فضل خدا کشف شد اسرار جمن را زان لطف و کرم از صفت نفس جدا شد
وصل او در عیان نه می گنجید ذات پاکش که هست مطلق بخت در دل عارفان حق گنجید حسن روی نگار ماست چنان	وصف او در زبان نه می گنجید فہم ہر کس در آن شے گنجید انجہ در دو جہان نہ می گنجید کہ بیان در دہان نہ می گنجید
	جمن از روی لعل جرمه چشید در خرابات از آن نہ می گنجید
دل چو در دام زلف یار آمد گشت بیدار از مقام عدم طایر روح از مقام صفا از خمستان عشق خورد مدام	مرغ جہانم بمرغزار آمد طالب ذات کرد گار آمد کرد طیر و درین دیار آمد مست در کوی غمگزار آمد
	دور بود از جمن حبیب جان لطف فرمود و در کنار آمد
ہر شبے ذکر تو ای ماہ مکرر میشد من ز عشق تو بہر جا کہ نظر میکردم عشق میدیدم ظاہر بہر صورت و جا نکتہ از رہ توحید عیان میدیدم	عالم از پر تو رویتو منور میشد پیش چشم تو ہمہ حسن مصور میشد حسن میدیدم و بجز نظر مقرر میشد دل از آن نکتہ بسے پاک و مطہر میشد
	ساقیا بادہ بدہ بر رخ گلگون حبیب

	که جسمن را بجهان نور میسر میشد	
بر روز اول آرام باطلو برآمد مجوس جهان شد کاهی بیایس مریدان شد ز خاک از گنج معانی کاشی هوشی ارنی گفت بر انطو از غایتی که که سختی کرد بفرعون رین دهر صورت نظر بر این بجای باضی و ند جهانست در ظاهر و باطن	بر وقت سخن دگران یار برآمد بنود نهان شد که که کسوت خواسته دلدار برآمد ماما جهان شد که گشت عصا و پیرا و مار برآمد بس تحریر گمان شد که نور شده بر سر نوار برآمد مستور بیان شد مومن بود و کس که باقرار برآمد از جنسیتان شد	
	جسمن سخن غیر شریعت بکه گوید ای متقی پاک بس منکر ازین راه که او بار برآمد از دوزخیان شد	
برسانیده بجای که در آن غنیمت بود نتوان کرد بیا نش که چگفت و چه شنید کعبه و بتکده و خانقاه و جاس سجود جله جوینده یارند جبارا زار شود مومن و کافر و قاضی همه ترس جود دورستی زین شا بد خویش و مشهود		دوست بر من نظری کرد بخود راه نمود در مقامات صفا آنچه سخن با وی شد فی الحقیقت چون نظر کردم و گفتم که کیمیت زابد و عابد و عالم همه خاصان و عوام میکس در طلب ذات خدا افتادند تا تو در بند وجود خودی سالک راه
	بر که در قلب جسمن غنیر خدا بود اثر شیخ را جن نظر لطف چه بروی منمود	
ترا سلطان ایشان آفریدند از آن چشم قومستان آفریدند از آن امواج این جان آفریدند از این روحا ص انسان آفریدند		در آن روزی که خوابان آفریدند ز بهر بردن عقل و تمیزم جسمال قدس را چون دید توان چو عرض خاص قلب آدمی شد
	جسمن چو ن عارف اسرار آمد	

	بیاد یار رمضان آفرید	
تا ابد بر سر کویت گذری خواهد بود بار دیگر صبحی السحری خواهد بود برزخ زلف تو جانان ببری خواهد بود		بر کرا برخت ای جان نظر جمعی بود با تو سر مست نگار سحری من بودم چون مبینم بخیریم ز خاک اسی لدا
	از ازل تا بابد در طلبت حسی را نم تا ندانی که چمن باد گری خواهد بود	
عقل و دل و دین از من یکبار جدا شد حقاچه توان کرد که دلدار جدا شد		آن وقت که ز پیش من آن یار جدا شد بنمود رخ خویش دلارام باطوا
	نه ایچکه گسے را که نظر بر حش افتاد میوش و خرد از عاقلع هو شیار جدا شد	
بیار ساقی می ده به اشتان و و و می بده که بخیر میکده نخواست که میر مجلسستان مرا همی فرمود هزار ماه رخاں را کشید سر بسجود		رسید عید درین شب هلال دی نمود بشیر و خرم خاطر ندی شود امروز زنوش آن بت می خواه ست چشمت درون مجلس خویان چوماه من آمد
	چمن بجور و جفا می یار صبر کن که می دهند برای تو بالیقین مقصود	
دلربای مهر رخ غنچه لبی لدا بود قد او چون سرو لبستان جعد او چون مار بود مضطرب چنگ رباب ساقی و آن یار بود عند لیب آواز داد و کلبک در رفتار بود دفع زمان دفع میوه نند و بر یکی در کار بود		ای خوش آرزو زیکه در لبستان من آید چشم غلطانش چو بادام و لبش آبجیات مشک تا روز از بار و عنبر و بوی عود لیلی بر شاخ شسته ناز میکرد و بکل قول حقیقی معنی بود صوفی بر سماع

حاسد حاضر نبود. و مدعی بوده نعل	تختب در خواب بود و چشم من بیدار بود
کر دیار ایام عیشش خویش را چمن بگفت ای خوش آنروزیکه با من آن بُت میخوار بود	
ر د ی ف ال ر ا ء م ه ل	
شدم در لامکان چون محرم اسرار بمنیض قطب عالم شیخ راجن همائے گلستان قدس گشتم وجود خویش را معدوم دیدم	رسیم در مقام قریب لدا بچشم سر به یم نجر افوار بقرب خاص حضرت یاقم بار بیاس دل برفتم پیش دلدار
مساوی شد بچمن کعبه دیر بخوابد حسرت پوشد خواه زمار	
ای که نمودی جمالت را با طوارگر طالب حسن خودی بر خود نظر میکنی گاه پوشی دلق صوفی که قبای سلطنت فی منعم آشفته تنها بر رخ زیبائی تو	بهر حست ساختی بر سو خریدار دگر نیت جز شغل محبت با خودت کار دگر منظر بازی دگر از بهر اظبار دگر زلف تو دار و بهر تارے گرفتار دگر
انتظار ذات پاکت نیست چمن را بکعبه زانکه می بیند ترا هر دم بیدار دگر	
علی الصباح رسیم چو در مقام حضور نیدا بگوشت من آمد ز عالم ملکوت اگر چه رحمت او غالب است بر غمش مدام ذکر خدا کن مباش غافل از دو	بشارت آمد لافقه نطوز رست غفور که اسی خلاصه نقتدیر از چرخ مشور نشاید که تو از لطف او شوی محسور که ذکر دوست دلت را کند سراسر نور

درین مقام فنا چند روزی مانی بگوشتش دل چو شنیدم من این کلام علو پستی آور بغیر حق منکر	مسانه ماندن خود را بلند بام مقصود شدم مفرح از آن قول گشته ام مسموم پیوستش خلعت معنی و دلق کنج ضرور
	بچمن تو دولت دنیا و دین اگر خواهی مبتدئ نقد وجودت بر این سرای غریب
عشق در تخت گاه عالم نور بود در علم ادب معلوم مرغ رخ و جسم بی اغ عالم قدس شاه خود بود عاشق و معشوق گاه طالب شدی گلبه مطلوب گفت احببت باد شاه وجود ربّ ارنی کلیم گفت ز شوق	سب گریختی کمال ذوق حضور بود در امر او همه مامور طبع کردی در آشیان سرور با حسی عشق بابتان مستور گاه ناظر شدی گلبه منظور شور عشقت متا د تا دم صور کن ترانه شنید بر سر طوط
	بچمن آن سیر کی توانی کرد در مقام عشق باش صبور
ذات مطلق حجاب ظلمت نور طالبان را طلب چو غالب شد پیش ایشان خیال را به تمت مست ولا یعقل اند از می عشق	بیش خود مت ناسود مشهور از رخسار کرده اند برقع نور دین و دنیا و جسم و جنت دور طالب روسی اوز دار سرور
	بچمن از فیض شیخ راجع یافت معرفت با شهو در ربّ عفو
ساقیا با ده مطهر کبیر	باج از شاخ سبز و سینه پیر

شریت صاف رزیده از راز شاید این مستی شراب طهور نور در نور ذات و حسن صفات	تا شود مست هر کسیر و صغیر بکشد سوی ملک عشق کبیر عشق در عشق بے نیاز و نظیر
همچمن از شور ناله و اندر یاد در د عشق تو می شود تفسیر	
سکندر شاه عادل بن مظفر نبود می مثل او خوسه بعالم بطلمهر پخیشنه فزوده روز ز سال نه صد و سنی و سه بودی شهید و پاک حاسن مقصد صدق هر آن باغی که کشت آن شاه را	سفر کرد از جهان آن ماه اول لجب آن آفتاب ماه پیکر ز شعبان کشته شد آن گاو گوبر بدار حسنه گشته او معتبر بر و باد از حق محسوس مکرر بشد روی سندنار و زنجیر
همچمن بهر خدا گفت این غزل را بود احسبش بقار الله اکبر	
با دوست خود بسا روز غیش قرار گیر از نوش لعل آن بت میخواره مست شو نصیحت من شنو اگر اسی دل تو قلی بیوند غیر حق بر از خود به تیغ نبد	بگذر ز قال و تمیل و بکوبیش قرار گیر از خویش محو گشته ز عالم قرار گیر کونین را گذاشته راه نکار گیر فارغ بشو ز حرص ز دنیا کنار گیر
همچمن شدی چه کاین و باین برا حق اکنون بنوشش باده و دنیا را بگیر	
رویف الزام محبه	

بنیسه می گران نه گویم راز در ازل نام غنیر یار نبود ناظری کس نبود تا نگردد بود در باغ قدس مرغ دلم آفتاب رخسار چو طالع شد بلبل مت بود در بستن چه توان کرد وصف دلبر	که چه معنی حقیقت و چه مجاز بود ذات جیب بده نواز حسن ذات مقدس ممتاز کرد از آشیان خود پرواز کرد روشن همه تشبیه و فراز بر سر شاخ شیشه کوسه ناز قصه صنع یار ماست دراز
جمین اعراض کن ز غیر خدا باحسب قدم عشق بیا	
مطر با چنگ عشق را بنواز نور ذات جمال لم یزل تا شود حسن جلوه کون و مکان بعد اباد جان حبله جهان	نغمه داد و در اکن در سنا فیض بخشست در دل مسنا آن هوا رخ شیشه مه ساز بر رخ خالق تشبیه و فراز
ناز نبینا جمال خود بنمای تا به بیند جمین بصد اعز	
رویف الشین معجمه	
در خرابات مغان چون گدیزی کردم آمد از خانه برون یار مرا می پرسید گفتم ای دل بن صدای رخ تو گفت دکان دعا بشکن و سجاده بسو	بهوای رخ زیبای کیه باد فروش از کجا میرسی ای واله شهید ایشوش در بهوای تو چنانم که نه عقل نیست بنوش خرقه نه به بکن باده و پیانه بنوش

بعد ازین راه سلامت بنمایم ترا چون شدم کاین و باین برسیدم جان بی سراینده همه مست بغیر از مطرب خواستم تا بکنم چند کنایت باو کعبه فی که زیارت بکنی بی سربا بست این میکده عشق در و اهل دان	نیست از هستی خود شو کن این پند گویش کاندر آن هست گردی همه در جوش و خروش در سماعند عزیزان همه در نوشا نوش سخن آفا ز چه کردم همه گفتند خموش نیست مسجد که توبی منع در آئی چو دوش از ازل تا باید در طلب حق مدبوش
گر تر است هواے رخ زیبای پکار چون چمن رویه یکے جرعه دو عالم بفرس	
شدی محمدر دل با خدا کن ای درویش هوای دین و دنیا چگونہ آید راست تو عهد کردی که از غیر حق نخواهم خست برفت عمر و نشد از تو هیچ کا چندا ز خواب غفلت بیدار شو که پیر شدی هنوز باز نه می آئی از معاصی حق بزه و تقوی دشمنی خود شدی مغرور اگر مراد بخوای نصیب ختم بشنو	ز قلب خویش کثافت جدا کن ای درویش ز بند برودت رازها کن ای درویش چو باز گشتی عهده ت و فاکن ای درویش و جوب و فرض خدا را ادا کن ای درویش تو تو باز گند و از خطا کن ای درویش برو تو ترک هوا و ریا کن ای درویش سجده خویش بطنف خدا کن ای درویش دوام خدمت اهل صفا کن ای درویش
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ امام جعفر طوسی علیه السلام تو بر شریعت اوله قد کن ای درویش	و صحابه و ابرار کسبم دان
خط کشید جان جهان بر مثال خویش آورد و منظر ات عجب ز قد خویش کس را نبود علم بر احوال قدر	نظاره نمود در همه خنج و دلال خویش تا بنگرد مدام در دنیا کمال خویش آدم بیا نرید به و گفت حال خویش

دل‌های دوشستان و صیقل چو آینه	تا در جلال ذات پسیند جان خویش
جمن ز فیض حضرت شاه جهان گفت خط کشید جان جهان بر مثال خویش	
وقت عیش ستای دلا بهشیار باش بانگار دل ربلے گل رخ عشق بازی نیت کار هر کس باد گلزنگ گیر و شکر گوی	یار آرمش من در کار باش در میان حسنه خوار باش خاب غفلت دور کن بیدار باش از مناز بار یا بسزار باش
دست در زلفش نهاده ای جمن دانا در کوچه و بازار باش	
رویت اللام	
خوش آمدی ز کجا میری تعالی ز مشک برخت ای ماه نقطه دار	اکرم نمای و گویا حبیب کیف الحال چنان بود که بر آید یام کعبه لال
فرشته و بشر و جن بلکه رویت دید بجز شای تو ای چاره نیکو قال	
بگذرای دل از سوال با جلال در هدایه و مجزوه می در منار کشف و کشف طوال خوانده ام چون رسیدم در خرابات بیغان	قصه عشق سیاه در مقال صرف کردم عمر خود بسیار سال پیش استادان خود اهل کمال مست گشتم از شراب لایزال
در مقام حیرت آمد چون جمن گشت تائب از جلال قیل و قال	

آمد بهار پتو بود چون فراغ دل جانان قرار نیست دلم راغبیر تو روز من از فراق توایی بردنم بادستان که وصل تو روزی کند نزول	بارے بیایی بهر تفریح بباغ دل بوی لطیف خود برسان در باغ دل افلاک سوختند ز تابش فراغ دل در منزل غریب فقیر از سراغ دل
	جمن فراغ میتو ندارد و همان گفت آمد بهار بیتو بود چون فراغ دل
	رَدِیْفِ مَسِیم
ر بهر آن را حق را باد از ماصد سلام بادشاه بی مکنین و تاجدار و بی سریر واجب اوزات موجودست در عالم همه در مقام قدس در روز نازل بایا ز خود آفتاب اصفا و ماهتاب اولیا منظرا نور قدس و منظر اعجاز و بیبا سلید قوم و امین و بادشاه جهان روضه و خلده اعلی و علی او دار ملک زائران روضه اش بشری بهم در بر ما	خاصه بر قطب جهان و حضرت شیخ نظام شهریار بی تحسین پیر پیران تمام باده نوشیده هست باشد حضرت باجم محققه و یارست جمله جن و انس و فرج کام پس و شاه و رسل سلطان الملک استقام وارث توحید اعظم طالب حق بهرام جنه اکبر سرور ان کورامه بران غلام نام او نام رسولش ان بلند آمد نام بنده گان حضرتش طوبی لهم آمد مقام
	ای صبا برگو تو از من خواجگان چیست را صد درود و صد تحیت صد پیام و صد سلام
مرغیم که هوای مویست پریده ام ایمان مکنات چو از ذات غیر نیست	از آشنایان قدس در اینجا رسیدیم لا بد صدای قدس ز بر کس شنیده ایم

نظام افغان حضرت

نقد و کون داد و بواش خریده ایم از قوت شہود ز عالم بریده ایم جامی بست ساقی مستان چشیدہ ایم بہجت زدہ ز سر احاطہ چسیدہ ایم	رحمان چو دیدہ ایم باز احسن دوست رفتیم چون وجود جهان ظل شاہ دست رفتیم چون بکوی خراب است عشق او عالم محاط و ذات و صفات خدا محیط
جمہن درون قلب کہورت کہ ہر چہ پیش جا رو بہ نور دادہ عنبر ارش کشیدہ ایم	
وصف ذات تو بی بیان ندیم لاحبرم حسن تو عیان ندیم جسمہ اسرار لا مکان دیدم نہینہ آرنی درین جہان ندیم	نقطہ عشق تو عیان دیدم فیض نور تو چون جہان بگرفت چون ز ہستی خود فنا گشتم لن ترائی اگر چہ گفت حبیب
جمہن از فیض شیخ جہن گفت بحبر توحید بی کران دیدم	
گاہ اوصاف و گاہ اسمائیم لاحبرم با حبیب یکتائیم ما در آن آب پاک پیدائیم از معصومات قدس می آئیم تا جہان را لا بنما سیم ما از ان نور ذات بیضائیم طاہران قدیم اللہ سیم سر بر آورد ز کن مصفا سیم تا ابد مست بے سر و پاییم	منظر ذات کبریا مائیم چون جدا نیست موج از دریا فیض دریای لطف جاری شد طائر گلستان لا ہونیم خروئے فقرے دہم از آن ذرہ محسوس دست ظاہر شد طوق داران حسن ایمانیم آفتاب جمال لم یزلے از غمناں شوق مے خوردیم

	در خیال وصال جان جهان ای جمن کاینات جو یاسم	
بخت لیش تو پنه دایم زان لطف تو عذر خواه دایم اعمال بے تباہ دایم زان چشم کرم براہ دایم مازارے و عجبز آہ دایم انگاہ رخ چو ماه دایم مونس چو توانی الہ دایم		بے حد کہ چو ماگناه دایم فصل تو زجرم ماست بسیا کردیم تمام عمر صنیل فصل و کرمت بخانم عامت در حشر برائے ما چو آزند خورشید کرم بما چو تابد مارا چو عنمت درد عالم
	عصیان جمن چو بیشمارست زان ست که روسیاه دایم	
هر دو جهان را خبری یافتم بر سر کوشش گذر می یافتم چون که ز بصری بصری یافتم مقصد خود هر سحری یافتم		چون ز مشایخ نظری یافتم چون شده ام تارک دنیا و دین در همه جا نور خدا دیدم در طلب دوست چو گم گشته ام
	در نظر خویش جمن ای عزیز هر دو جهان مقصری یافتم	
بر دامن از فراق تو صد چاک کرده ام دایم جان براه تو تن خاک کرده ام خود را میان خلق چو خاک کرده ام زین نور روح شعله افلاک کرده ام		از میل غیر حق دل خود پاک کرده ام بگذر استیم هر دو جهان را ز بهر تو ایثار و انکار چو بخشید حق مرا با خنجر مجاهده کشیم نفس را

دلفی که در مقام صفا چون سیدایم	از میل بر دو عالم دل پاک کرده ایم
گوید جسمن ز درد فراق تو بهر زمان	ز آب جگر دو دیده منسا که کرده ایم
چون دیده ام فضل خدا بر شیخ راجن بن علم	کرده ایم جان دل خدا بر شیخ راجن بن علم
میخورد از دردش علم هر خطه مینا لم از آن	را صبح نالم تا مسافر شیخ راجن بن علم
میخواهم نزد گاه حق پر نور باشد قبر او	وایم بود لطف خدا بر شیخ راجن بن علم
در د فراق روی او در سینه ام جا کرده است	این درد را باشد دو بر شیخ راجن بن علم
سکین جسمن از درد او مخورن و شکین گشته است	دفع غم و شادی بر شیخ راجن بن علم
دل من طالب حق شد از آن در کار نمی	از دنیا روی برگردم از آن هوشیاری نمی
چونانی گشتم از خود من القای یافتن با حق	بدان هر جا که می بینم جمال یار می بینم
من این معنی و صورت را بهر آئینه میدیدم	بهان معنی که میخواهم در آن رخسار نمی بینم
شدم بیزار از نوین و گشتم کاین و باین	بچشم ظاهر و باطن من آن دلدار نمی بینم
رخس چون ماه تابانست و نقش چون شب بیدار	قدش چون سروستان و بخشخ نوار نمی بینم
شراب در ازل خوردم ز دوست ساقی مستان	از آن خود را بهر کومت و بهر بازار نمی بینم
گهی خود را بنید دهر و گاهی بایزید عصر	گهی شبلی گهی نوری گهی عطاری نمی بینم
ترا دادند چشم و دل بدان دیدی ای حسین	از آن در حال میگوئی که من غفار نمی بینم
از خرقه پشمینه ریائی خوشش بینم	با ساقی مستان بخرابات نشستم
با جرعه لعل بت میخواره چو خوردم	از روز ازل تا با بدست استیم
بودی دل را تا تب ازین جمله مناهی	چون یاد دهم داد همه تو به شکستم

از تار سبز زلفش ز نار بپستیم المنت رفته ز خودی پاک بچستیم	تسبیح و صلا و عصا کرد یک سو چون طلب جهان این برین نظری کرد
چون پرده بلیس جمن کرده ز رخ دو زان گفت که از حلقه دارین برستیم	
در دار قدس محرم اسرار بودیم بے درد و خزن و زحمت اغیار بودیم مست الت بر در حشمار بودیم در طاعت و عبادت عفا بودیم هست قرب گلشن دلدار بودیم در باغ قدس زایر و طیار بودیم	ما مدتی بصحبت دلدار بودیم در مجلس حبیب بنحو بے و خرمی فوشیده ایم جام محبت ز دستیار اندر مقام قدس همیشه بقدر سیان پیش از ظهور عالم در آستان قدس بسیار سال با بهواسے جوتیش
جمن چو مست فخر اسرار ذات دوست بی این جمن مشا بده انوار بودیم	
آشفته ز لعل آن نگاریم محزون و طپان و بیقراریم از غمیر و سومی خنجر ندایم یکبار نه بل هزار باریم بے هستی خویش غمگساریم	ما طالب حسن رو سے یاریم از درد فراق آن پری رو ستیم ز صبح تا شب آگاه بد نام بعشق خوب رویان از روز ازل شدیم سرست
جمن بزبان حال گوید ما منظر هر نور کردگاریم	
در نه در دار فنا هر چه کار آیدیم که ز اقلیم عدم بجزر نگار آیدیم	از دیوان بقا طالب یار آیدیم غیر حق را بگذاریم و بدور آیدیم

درازل غرق بدریای وصال بودیم آیت وحدت حق بر رخ خوابان دیدیم ماکجا و هوس طعمه دنیا ز کجا	موج عشق تو چو بر زد بکسار آمدیم ورنه بر ماه سما مثل غبار آمدیم باز عرشیم که اینجا بشکار آمدیم
	مطلب غیر خدا را چمن اندر دنیا مدت عمر که دیدی بگذر آمدیم
بعد ازین طالب خدا باشیم ترک دنیا و آخرت گیریم از صفات بشر بدون آیم	از همه غیر حق جدا باشیم جالس مجلس صفا باشیم طائر عالم علا باشیم
	چمن از واقعه غزل را گفت بعد ازین طالب خدا باشیم
در مقامات صفا سائریم بحسب سوزش چون که موجی درون چونکه الانان سری گفت دست انچه مستورست از ابصار خلق	گلستان قدس را طاهریم لاحبیم نور حند اظا هریم زان سبب اسرار را ما هریم آن جمال ذات را سائریم
	سردا قس چون چمن اگشت شد گفت زان بر چشم او شاطهر منم
ماست الی با خدا ایم ما طائر گلستان قدسیم طیرمی که فرشتگان ندانند ما گرچه میان خلق باتن ما صورت عشق کردگاریم	ما با دے خلق در دنیا ایم پرواز کنان آن هوا ایم ما سیر کنان آن سرا ایم لیکن ز دل از همه جدا ایم اسرار محبتش کشا ایم

از ازل آتش عشق تو مرا می شود موج عشقت که بدریای صفا بر میزد حسب ما نیمی ز تو عفو ابدی طلبیم فیض دریای بستا یم درین دار فنا	پرده بردار که از منزل دور آیدیم ما از آن بحسب مقدس بظهور آیدیم سایلا نیمی بدرگاه شکور آیدیم تو بخشای که از منزل دور آیدیم
جمین از فیض تو هر لحظه ترا میخواهد لطف فرما که درین راه غرور آیدیم	
مرشد پاک بے نشان دیدیم چون باد صاف او نظر کردیم شیخ راجن ولی قطب جهان	صورت عشق در جهان دیدیم منظر ذات حق عیان دیدیم بر رخس نور حق عیان دیدیم
آفتاب مشایخ اسلام در شب تیره درفشان دیدیم	
عشق چون خواست نیست انجام از حساب جال لم یزله همه دریاست تا بخوانی موج بحر توحید موج بیرون زد نور ذاتش چو بر زمین افتاد	هست گرد و بنور ذات مدام قطره ریخت در خواص مدام تخلیف گر چه خلق گوید نام همه عالم از آن شده بنظام گشت روشن از آن جهان عظام
حق تالے کشا چشم جمین تا بدان دید نور دوست مدام	
ما بعشق شیخ برهان آمده ایم از هوای وصل سلطان و کون دین و دنیا را نه میخواهیم	نی ز بهر مال و اسپان آمده ایم رو بره کرده شتابان آمده ایم از براس شاه خوبان آمده ایم

رونده آریم براہل عننا	زان کہ ما از عشق ایستایم
هر دو عالم ترک داده ای همین	در هوایش مست فحیران آمده ایم
ما قبلہ در پچھرہ دلدار کردیم بگذشتیم صومعه و سجادہ مدرسہ چون یافتیم یکرمونی گنا خوش دعوائی صاجی چوباکرہ آن گنا از یاد ما برفت مقالات غیر حق در کار عشق بازی مانع مشورہ دانستہ شد کہ غیر خدا جملہ باطل ہر قوم راست دینی درائی قبلہ	دل از ہوائی غیرش بیزار کردیم مسکن بکوی خانہ حسنا کردیم از تار زلف آن بت زنا رکزدیم ما خط بند گیش بافتہ ار کردیم بحث حدیث عشقش تکرار کردیم ایام عمر صرف درین کار کردیم از غیر حق از ان جہت انکار کردیم ما قبلہ بجانب دلدار کردیم
مسکین جمین نظر مشایخ چو یافت گفت اسرار ذات حق را اطلب رکزدیم	
آئیم کہ بجز تو صنمی یار ندانم بر یاد رخ خوب تو ای سر و گل اندام خمار من جزرقہ دوستار طلب کرد ز آنکہ کہ ز من گشت جدا آن شبیبا	جز تر یاد تو ای دوست دیگر کار ندانم گا بہ بدلم حسن و غم و بار ندانم ہی ہی چہ کنم خرقہ دوستار ندانم گا بہ ہوس دیدن گلزار ندانم
جمین پیر ابن علم گفت بدلسر در جملہ جهان بھجو کو عشقوار ندانم	
باز ما در کوئے جانان میردیم باغ عیشم بہت گلزارش	گاہ ظاہر گاہ پنہان میردیم زان عشقش در گلستان میردیم

در ازل خوریدیم می از دستِ دوست در هوای لعل آن میخوارست تیز گردانید مرکب راز راه اینکه از و کن بسوی گوجرات	تا بد سرست و رقصان میرویم هر زمان سوئے خندان میرویم سوئے بین شاه و و خندان میرویم قصد کرده امی عزیزان میرویم
تا به بینم روضه قطب جهان شیخ راجن از پس آن میرویم	
شبه در مجلس دلدار بودیم نبوده مدعی و حاسد آنجا شراب و شمع و ساقی و غزلخوان بیانے چون کنسم احوال خود را	ز شام تا سحر بیدار بودیم بستم سرمه و ماهشیا بودیم خوش آن وقتی که با آن یار بودیم که با حق محرم اسرار بودیم
نظر چون کرد بر من شیخ راجن بشب با طاعت عفتار بودیم	
رویف النون	
قطب عالم نصیر دولت و دین حنبه شرع راستون بزرگ سهرورد راه وحدت عظمی شمع جمع و چراغ دارالملک نوری میهن را تمام گرفت عارف ذات حق عرفان سمات	آفتاب ولایت و تسکین مقتدا او امام اهل بعین پیر و حضرت رسول امین آن چه اعی که آفتاب متین صفه او تا سما همه ازین صاحب شرفاقت مسبین
از چمن حدسانه بوسیها	

۹۰
بوی خوش
بوی خوش
بوی خوش

	روضا اش را که هست خلد برین	
ز آنکه تو هستی مقرر اولیا و عارفان معبد خاص و عوام مستقر عاشقان شیخ راجن بن علم شیخ گروه طالبان در صفات او بگویم گنگ گرد این زبان صاحبان سیر را آن مقتدا می عارفان زاهدان دنیا بجای عابدان جهان	صلی الله علیه و آله و آله و صحبه	ای زمین شاید که تازی بربند آسمان سجده گاه انبیا و منسا اهل علوم طلب آفاق و علیم و زاهد تقوی پرست گر کرمانش نویسم و فتری گردد تمام خواجگان چیست را ذات منظر خوش خلق عارفان شناسد عالم شرع رسول
	جسم از وی مستفید و خلق از وی مستمند بین انفس اکبر رهبنای جاودان	
ترک هوا و نفس و نفاق و ریا بکن هر دم طواف خانه آن دل ربا بکن از خود صفات نفس فرمیه جدا بکن بگذر ز غیر دوست و ملت را صفا بکن عبد قدیم و اسیر خود را وفا بکن		گر عاقل تو ای دل کار خدای بکن از نفس خود زمین شریعت برون خرام آیات حق اگر تو انخواهی که بشنوی خواهی که بگری رخ جانان بچشم دل حالی مرا تبار تو بخواهی و جرعه
صلی الله علیه و آله و آله و صحبه	گر نایع حضور حندانی تو ای جمین در حبس ملکی متابعت انبیاء بکن	
ز بهر ذوقیکه دارد شیخ راجن همان نعمت سپارد شیخ راجن بدان پس لطف دارد شیخ راجن رخ چون ماه دارد شیخ راجن ازین کشفی که دارد شیخ راجن		عجب شو قیکه دارد شیخ راجن اگر حق را بخواهی آواز دخواه که او شاه بیت در ملک محبت جهان آشفته شد بر حسن روش وصال دوست اگر خواهی طلب کن

کراماتی که دارد شیخ راجن صفات دوست ارشیخ راجن	بخیر و تقصیری نیاید مقام قطبیه اوراست تحقیق
جمن را شد محقق این معانی کمال فضل دارد شیخ راجن	
درین شب بیاید بیراه من که سلطان خوابست همراهن روم بے غم و خوش درین راهن چه رفت نالیدن و آه من	اثر شد دعائی سحرگاه من خدائی جهان را بگویم شن عنایت خداوند در کار شد جوابی ز قربت شنیدم زدوست
ز لطف خدا سر حسن و شد جمن سیر و شد جسم بدخواه من	
وامنت را از غمش صد چاک کن جان بیاز و سر به آتش چاک کن دلن مونی پوش و دل غمناک کن	دل ز غم غیر دوست دایم پاک کن طالب مدح و شش باش اندر طلب زاهد از سیر ریای دور کن
از صفات نفس بگذرای جمن دل ز غم غیر دوست دایم پاک کن	
انچه غیر دوست باشد دور کن طالب او باش و دل پر نور کن نایم حق را بر زبان مذکور کن روم خود را از همه ستور کن نقد عرفان را برو دستور کن	باطنت باز کر حق مسور کن لذت دنیا و دین از وی مخور کن بگذر از حرص و هوائی این جهان پای خود گردار ز اهل هوی و پای زاهد ا بگذر ز بد خطا هری
دولت دارین گر خواهی جمن	

	نام خود در عاشقی مشہور کن	
چونکہ رستم من اذین کون ممکن سیر کردیم در مقام لامکان من بھی بسیم بروی پہوشان طمع دانہ آدم اندر جہان زان کہ مانندے ندارد فی بیان		نور ذاتش دیدہ ام در ہر زمان از صفات نفس منہون آمد ہم خواستہ بود آنچه موٹلی و جہل طاہرستانِ قدسے بودہ ام وصف فردوس حقیقت چون کنم
	گر ز من پرسند چون دیدی ہمین من بھی گویم کہ دیدم بے نشان	
انچہ در گنج بود شد سیردن باز موصوف گشت باچہ و چون ز ہر بار است نام ا و افسون حسن خود را نمود گو ناگون یا		چون کہ منہمود دست گن بکون سیر کرد از مقام بیچوسنے در دہ راست چسل او در مان عارفان را بہر صباح و صا
	بود انوار ذات او مستور گشت مکشوف در جہان از نون	
	ردیف الواو	
صوت خوب و ترانہ خوشتر گو شعر شیرین بشل مشکر گو باز بنواز قول از سر گو سخن عنبر دوست کمنہ گو		مطر با وصف یار ما برگو ما سوی اللہ دور کن ز دلم سخت زندہ مے کند دل را و ا غطا امروز و غدا گفت مرا
	ساقیایے بیارستانہ	

	زهد مارا شکست میخانه	
و مبدم مدح دوست دیگر کو ذکر دلدار اندر آن در کو لایق صوفی و قلندر کو خنیز مطرب صفات دلبر کو		قوت روح ست نغمه تر کو چنگ عود و رباب جان نیست انجمن وارد شود ترا از غیب تا در آسیند صوفیان به صباغ
	ساقیای بیارستانه زهد مارا شکست میخانه	
	ردیف های هوز	
آب دریای جالت در همه جار نیخته در قلوب عارفان نور مصفا نیخته در بزمی صل تو دنیا و عقبی نیخته ساقی مستان حضرت جام بر نیخته		ای سحاب لطف تو جلد اشیا نیخته پر تو خورشید نیست چون همه عالم گرفت طالب ذات قدیم هر که شد اندر جهان احمستان قدم چون عاشقان خورد نیخته
	از شراب اشتیاق با دهن خور گیمین مست شد تا روز محشر عقل خود را نیخته	
صد هزاران عالم از خمی خورشید شده جله موجودات ازین جابرخت شیدا شده در نهایت قدسیان عرش در غلغله شده بجری پایان هست عالم اندر و درو شده سبزه تریک گشتی چون شب یلدا شده ذات پاکت از تبه تنفیض تصفا شده	عالم از خمی خورشید شده	ای نور روی تو ملک ملک پیدا شده حسن مریایه خوبان همه عالم آمده در هویت آسمان قصان چو صوفی دیما رویتوباغ بهشت و خوی تو کوثر دولت نور تو گرد درخشیدن نمی آمد جهان آفتاب دین ز جبین ذات پاکت پاشول

	تا جمن یک جرعه را از خم غنچه تشبید عارف ملک صفا و قرب او آدنی شده	
دل از انجا یک جنت گرفتار آمده زابد ما گرسوی کوی دلارام گذشت بر کر یک جرعه می از لعل میگویند تشبید		از هوا جی خوشی و فروس نیز آمده این نه پنداری که او از خویش پوشید با کمالی ز بد و نقوی مست میخوایده
	بر دل مسکین خود طعنه نمی آر جمن جلو عالم زانکه بر دلش گرفتار آمده	
آن شهباز چونکه سبب زار آمده عالم ز نور ذات مقدس منورست از ذات او ظهور شده جمله کائنات آن بحر حسن چون ز خود امواج ز دریا خالی ز حسن او بجهان بیج جانیست در هر لباس صورت محبوب ظاهرست یک حرف اصل بود کز آن بیت و شش حرف ایمان پیچیده ز جمال شهبازان		مشتاق شد جهان و خریدار آمده در نه بدم چگونه نمودار آمده از فیض نوزاد همه انوار آمده انهار مختلف همه آثار آمده اشیاء تا بلبس رخ دلدار آمده آن واحد ست گرچه بنگار آمده در لفظ ناطقستان همه اطهار آمده کفر از جلال حضرت ولد آورده
	اسرار ذات پاکه خدای نهایت ست ای جمن اصل شمع در اینکار آمده	
	ردیف یای تحتانی	
دل را بکن مصفا تا روی یار بینی تا آنکه غیر حق را از دل بر دل نشان		در هر طرف که جوی حسن نگار بینی چون نور ذات خود را بی انتظار بینی

چون روز حشر خلقی پیدا شوند از خاک آرزو زیاد میکنند ترسند خلق از خود ای تمام قاضی بر نفس خود نظر کن گراز وجود و از خود باشی عدم بجلی امشب برای وصلش گرمی یابی	ای غرور جاه خود را چه اعتبار بینی آرزو خویشتن را مسکین و زاری بینی با خصلت و میمه چون روی یاری بینی هر دم جمال پاکش بی اختیار بینی فرو بغر و جاهش خود را سوار بینی
تا از صفات کلی بیرون نه آئی جمن کی دل ربای خود را اندر کف آینی	
تا ز دل غنیر حق بدر نه کنی مست و وحدت ترا عیان نشود تا نیای بیرون ز بهستی خود ملک و ملش نیاموری در دست بمچو آدم بروندامت کن تا نه سوزی تننت با قش عشق	در مصتام صفا گذر نه کنی تا ز او صفات خود سفر نه کنی بر جمال خدا نظر نه کنی تا تو شمشیر ز پد بر نه کنی تا گناه خدا دیگر نه کنی دلبر خویش را مبر نه کنی
تا تو فرمان حق بسر نه کنی	تا تو فرمان حق بسر نه کنی
این چه ذوقست اینک ای با عازمان مخفی کرده داله جهانی را و نمودی رخت پرده عیشی ز سوزن ساختی ای جان راه موتی را نمودی گهری فرعون را	وین چه شوقست اینک ای با عاشقان مخفی بیر فرقت را زدی و خون عالم رختی جمل مقصود میجا اندر آن میخفی تو انا گیتی و سلاج را آدمختی
خاک جمن را عشق خویشتن آبخیتی	خاک جمن را عشق خویشتن آبخیتی

عاشق شدیم بر رخ خوب تو ای پری مثل تو نیست در همه عالم باقی در حسن و در جوانی و در خلق و در کمال مشتاق روی تو همه هستند بکثیر	زیر که در زمانه تو امروز سوری اقرار کرد بر همه عالم که برتری در عز و در طراوت و در وجود مهتری ای دلستان دهر یکی ماه انوری
جمین بسوی طره طرار تو چنان ست ست هوشیار نباشد بره پری	
ای بادشاہ حسن میدان خوش آمدی فی الجمله چون سیدی در مجلس ای ضم بی تو مرا قرار نباشد به هیچ گاه منت خدائی را که درین دامگاه جان جهان فدائی تو باد که از کم	وی ماه و مشتری شبستان خوش آمدی با من شراب نوش که بهمان خوش آمدی امروز اقرار دل و جان خوش آمدی با نور پیرو بر بدینان خوش آمدی شاهی و در سلسله گدایان خوش آمدی
جمین به تیغ زده بکش نفس خویش را گویند تا بحشر بمیدان خوش آمدی	
چون تو از دست دوست می نوشی تا که از خود نه می شود فانی زاہدان را حجاب عیثل آمد تا ز دنیا می دون و دین برون می	پرده بر روی خود چه می پوشی جرعه از عسل یا ر چون نوشی عاقلان را هوای بیوشی خلعت وصل دوست چون پوشی
کی رسی ای جمین ملک وصال تا نه از سوز عشق در جوشی	
گر بهستان سرو من بیشیا را مست گر قدم بودی روان آن سرو بالا دست	گل خجل گشتی ز رویش بر زمین پست از برای دیدن او در فردا دست آمدی

کعبه را گریای بودی دایم از بهر سجود	کعبه پیشین ابرویش در سجده پیوست آمد
ای چمن میدیدی گرز از بهر جلال بار تو نه بد خود بگذاشته در سبزه مست آمد	
در متفرقات	
جز را و بنود بیچکسی خالق اشیا ای فضل تو بر حلقه محیط است مقدم غفار ز نوبی و نگارنده آدم معبودی و مقصودی و برمانشستی رزاقی و منتاحی و حنان منستی خلقت همه جفت خداوند توئی طالق مادی و روحی و جسمی تو و رزاق ای نور رحمت در همه آفاق رسیده جز وصف تو گوئیم صفت کس نشیده با عجز کنم پیش تو هر لحظه مناجات	بے شک بود این قدرت الهی تعالی عفو کرمت بر همه عصیات و مآدم جز یاد تو هرگز نبود هیچ بیکدم مطلوبی و محبوبی و جانان منشستی سلطان و سبحانی و منان منستی موجود شد از قدرت تو گشت بظان بر دست تو تحقیق همه قیمت از راق جز حن تو این دیده من بویع ندیده در هر طرفی سفره جو تو کشیده از تو شود البتہ کفایات مهیا
ای کعبه مقصود جهان قبله حاجات چمن ز تو خواهد بجهان جمله مرادت	
نام من در جهان از آن است بلند مایه عشق رویت ای جانان دلبر اگر لبوے ما آئی عشق پوشید ما نه می دایم	که دلم در هوای شست به بند از دلم هیچ غیر تو بر کند بر تو سوزیم تن چو عود و سبند عاشقم عاشقم بیانگ بلند

	ساقیای بیارستانه ز بهار شکست میخان	
نہ مقصد ریاست بادشاہی داریم بے فتنہ ملک شاہی افلاس بہر دم گواہی خوردیم چو مدام صبج گاہی جنہ نور مقدس الہی اسی بقین تو پر گناہی نزدیک من است از مناہی گویند جہنم ازین چو ناہی		مقصد توئی ست یا آلہ دادیم چو ترک غنیر حق را شاہی بحقیقت ست فتنم می نوشم دست تاجشہ در مطرب گل شنہ ندیم از حضرت دوست مغفرت خوا جز منی علت انجیہ هست گر ملک دو کون پیشم آزند
	گویم کہ حضور یا رگیم وز غنیر خدا فرار گیم	
بند		
خوردیم شدیم تا ابد مست کونین گذاشت با تو شد مست حسن تو دلم زلف خود بست کہ او از خود و وز خودی نخرست بس تو بہ زاهدان بشکست شاہی وصال کی و بد دست یارت بدرون خانہ بہت	شاہی	واوہی در ازل شراب دروشت صاحب نظری کہ دید رویت ازاد بدم ز بہر دو عالم آن ست بیار خویش و صل روے تو کہ بہت منتہ انگیز تا فال لب دوست جان نیاز باشد کہ و بہر کسے بشارت
	گویم کہ حضور یا رگیم	

وز غنیر خدا فرار گسرم

بند

آتش آفتاب دور افکن
نزدیک من ست این جگر من
این نفع مرا بگوشتش خود زن
پس شده که بن پوش در تن
در مشید قدس سازم کن
تقلید و عبا را بر افکن
این سقف مقصرا نه بشکن
مقصود دل تو بیت جمن

ای نفس کن اختیار این فن
تاریک دل ست طالب غیر
تحقیق اگر خدا بخواب
کم خوار وظیفه را فرو دار
بگذر حدیث ماسواقت
دایم بنگر جلال مطلق
گر طالب ذات پاک حق
در روز قیامت ار برسد

گویم که حضور یار گسرم
وز غنیر خدا فرار گسرم

ذات پاکش بود پنهان و عیان
آن زمان ایزد جلال خود نمود
من پرستیدم خدا را هر زمان
نه شمر دم چار پنج و هفت هشت
من پریدم بے پرو تن در هوا
از وجود ظاهری بودم عدم
خود من هر دم شراب بے دمان
کرده با او کلام بے زبان
گشت مارا سبیل آسان سر بر

آدم و حوا بنودی در جهان
عرش و کرسی جنت و دوزخ نبود
معبود بودی مکان و لامکان
سجده میکردم همیشه فوق تحت
مرغ و جسم بود در باغ بقا
سیر میکردم در آنجا بقدم
میرسیدم بر بساط جاودان
دیدم بچشم حشر را عیان
بر چه شکل بود آن جنس شیر

زان مقامات صفا کردم چو سیر خواستم تبار آن ماد اکسمن تا نمایم من ترا اوزار خویش شیخ راجن کرد بر من چون نبط لطف او نمود راه حق مرا	مغ جان در باغ قدس آمد بطیر سرتو حید خدا پید کنم برکشایم پرده اسرارش یافتم از ببرد و عالم من خبر باطنم بکشد از ان مطلق مرا
حق نقال دیده چمن کشود نور ذات خویش را هر دم نمود	
خرقه فقر هر راست ببر جای از دست یار می نوشد ساک لکه را اگر صفا نبود هر کرا خرقه پیر پوشاند وصل حق در لباس صوفی نیست چو درین خرقه قوی صوفی	شاید او را که هست اهل سیر بعد ازین دلق صوفیان پوشد لبس صوفی بر او روا نبود قیمت و قدر خرقه او داند لبس صوفی را بے معنی است بے عمل چون چمن شوی صوفی
نکته هست در عدم مستور اول و آخر و هسان منظور	
گر بصورت نظر کنی بر خلق مرد باید که تا کند معلوم سرتو حید تنگ بار کیت	صورت خلق هست همچون دلق هر کسے را ندی شود مفهوم زین سبب بر عوام تار کیت
چمن اعداد کل کمی بشمار گر چه هست بر هفت پشت هزار	
چون شراب عشق نوشیدم دلا	خلعت اوصاف پوشیدم دلا

باز گردم سیر اندر جمع جمع نیست آنجا قرب بعد و صبح و شام خوف و دوزخ نیست فی حرم هشت سر تو حیدم نیاید بر زبان نور در نور حضور اندر حضور	نور ذاقش گشت روشن همچو صبح فی در آن جایست فی آنجا مقام نیست آنجا کعبه و دیر و کشت نیست مثلش چون کنم آن را بیان ذوق در ذوق و سرور اندر سرور
مکتب توحید بر آن کوشید غیر مجموع خدا را مبین راه روان نیست در پیغ نیست لطف خداوند چو در کار نشد	شیخ راجن در مزد و حدت چون نمود دیده جسم از آن که نکند شود
داد جسم را چو خدا این مقام نور خدا دید بدنی مدام	در دو جهان غیر خدا را ندید غیر خدا نیست بدل شدین حسن خدا هست در گنج نیست جمله کمالات مرا یار شد
اگر طریق عشق او آسان بک تانم آلی ازین عالم برون	بایزید دهر هر انسان بک مایه مقصود کی یا بے درون
بساحت کرد دل در بحر افوار قطعات و رباعیات	
عزیز الله قطب جمله اقطاب جسمن عاصی بدرگاه تو آمد ایضا	مرا از دست لطف خویش مگذا نظر کن تا کند معمور غفار

چارشنبه غروب شد ز جهان هفدهم از صفر بوقت ظهر باسه و بست بود نهمصد سال	آفتاب جمال شیخ حکیم شد مسافر بسوی ملک قدیم که بدر ابقا شده است معتمد
فانحس با درود و با اخلاص روح او را جمن بدر معتمد	
سکندر شاه بن بهلول دانی نپاشد همچو اوشا هی بدنی بعهدش هر کجا بوده امانی ز سال هجرت نهمصد و بست سه هجتم	که بوده مثل ذوالقرنین ثانی که بوده ذات او گنج معانی بود فردوس او را جاودانی بذی القعدة هجتم موت دانی
جمن از بهر حق گفت این توایح خدا باید زایزد مهر بانی	
چوپرده از رخ میمون یار بکشايد خلاص باید دلها ز جور و بند لاف	ز عیب دیده دل کردگار بکشايد گره زلف جوآن نعلسار بکشايد
پیدا از قدرت همه اعیان این جهان یکد ره ز نور تو شمس و قمر گرفت	رباعی روشن ز نور تو همه ذرات کائنات یک نسخه ز جود تو دریادگان
شاه ابراهیم در هجتم رجب سال هجرت نهمصد و سی و سه بود	قصه بامعاند جنگ کرد و شد شهبه روز جمعه خلق را شد این وعده
آن قلب زمان که عارف کامل بود	قصیده تبارخ از دار فنا سدی بقا قصد نمود

در وقت طلوع صبح رحلت فرمود از باغ غیب در دلم کرد و رفت تایخ وصال شیخ راجن محمود	بست و دوم از ماه صفر آدینه جستیم پنج سال و فالتش ز خود حرفی که چو چشم و خطا و حال سنگر
---	--

وله

پاس انفس داشت لیل و نهار که تترل کنند در آن غفار بجز امید سومی دارست صد هزاران طبع ز نور نثار هر که بشنید هر صغار و کبار ز اثرانش طایک و ابرار باد بروی نور پاک و ثناء بر تراب مقدس از دادا	شیخ راجن که قدوه اخیار روز جمعه بوقت طلعت صبح بست و دوم صفر نهصد سال بر روان مقدسش بادا قدس الله سره گوید روشنه پاک اوست هبوط نور از جبین خادمش سلام و صفا رسته کلها ز روشنه رضوان
--	---

یارب آن نوز عفت آن پاکست
بجز ما طالبان نور انوار

عبد آمد ساقیا باده بیار	با صلاح و زهد ما نیست کما
-------------------------	---------------------------

وله

من کلبه زهد خود شکستم ما مطرب و شمع و شاد روی	ساقی قدح بده بدستم در گوشه میکده نشستم
--	---

ساقیا بیار مستانه
زهد ما را شکست میخانه

ایستاد

تو ای عنده لب و نال لبیل	بود خوش در گلستان موسم گل
نشان چون صباح انفاس سنبیل	معطر باغ باشد از قفس گل
نهارستان شود زان بادستان	
بده ساقی در آن به گام باده	که دارم شوق تو بهرم زیاده
عجب عذوق که درستان فاده	بدان ساغر دهن بسته گشته
تو گوئی معدن یا قوت و جهان	
بیا مطرب فی خوش زهی	بهر دم پرده عاشق نبازی
غزل گوی حقیقت یا مجازی	دل سوزی ز قول عشق باری
در آ در مجلس ما ای غزلخوان	
حبیب ما جمال خوب دارد	مثل یوسف یعقوب دارد
هر آنکو عشق آن مجرب دارد	نه اد بر دو جهان مطلق دارد
که عاشق راست مطلب چهل جانان	
تو هستی در جهان پر کاله نور	نه در فردوس باشد مثل تو نور
از ان میمانم از لعل لبست و	که عمرت است ای جان نیش ز نور
ز شکر هست شیرین لعل ای جان	
ز هجرانت چمن د بهر سحرگاه	بنالد چون شتر بر میکشده راه
سبک از در و شد چون رشتگاه	تو داری روی خوشش روشن تر از راه
نمایک دم رخت ای ماه تابان	
خطا برو کشیدی سبز و خرم	لب تو هست دم عیبی صبرم
منور هست از تو جمله عالم	نباشد مثل تو منور زنده ام
ملایک آن پری ای شاه خوبان	

	وله	
در سیم اندرون صحن باغ نهاده عشق او در سینه داغ		سحر گاهان که از بهر سحر بدیدم روی و بر چوای پیرا
	ایا شد مثل او خوبه درین دار	
برای طائران آواز میداد درون دل مرا اندیشه افتاد		بدیدم قمری بر سر و آزاد که گل را دید ببل کرد و شاد
	که ماهم شادی کنیم بابار	
رخ افروز ماه و رخ نماید ز مشتاقان عالم دل مباد		بست من مست در مجلس رایه گره از زلف مشکین چون گشاید
	و لم قربان کنم بر جن دلدار	
که بیرون آمدم از تنگ و زنام که در بر آید آن معشوق گلغام		بده ساقی مرا پر کرده یک جام بگر دم مست در هر کوچه و بام
	نوکونی یوسف ثانی درین دار	
دلش در عشق همچو دیگ جوشید از این این خرقه توحید پوشید		بگمن چون می زدست یار شود بسوی غنیمت حق هرگز نکوشید
	باحت کرد دل در خجسته افرو	

تمت باخیر

نَدْوَةُ شَجَرَةِ طَيْبَةِ اَصْلُهَا ثَابِتَةٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسول الله وآله واصحابه وسلم -
 أما بعد فهذه سلسلة من طرق المشايخ ايجشتية رضوان الله تعالى عليهم بحرم
 آلهي بحرمات السيد الكونين خواجه عالم صلى الله عليه وسلم - آلهي بحرمات امير المؤمنين
 سيدنا علي ابن ابى طالب كرم الله وجهه - آلهي بحرمات شيخ المشايخ حضرت خواجه
 حسن بصرى الضارى رضى الله عنه - آلهي بحرمات الشيخ حضرت خواجه ابى الفضر
 فضيل ابن عياض رضى الله عنه آلهي بحرمات الشيخ حضرت خواجه ابى الارض السلطان
 ابراهيم بن ادهم غنى رضى الله عنه - آلهي بحرمات الشيخ حضرت خواجه سيد ابى
 خذليفة المعشنى رضى الله عنه آلهي بحرمات الشيخ حضرت خواجه
 امين الدين ابى مبرة البصر رضى الله عنه - آلهي بحرمات الشيخ حضرت
 خواجه ممشاد علو الديورى رضى الله عنه - آلهي بحرمات الشيخ سرسلسلة
 چشتيان حضرت خواجه ابى اسحاق الشامي چشتى رضى الله عنه آلهي
 بحرمات الشيخ حضرت خواجه ناصر الدين احمد بن فرسنا فته الحشتى رضى
 الله عنه - آلهي بحرمات الشيخ حضرت خواجه ابى محمد بن ابى احمد چشتى
 رضى الله عنه

الہی بکرمۃ الشیخ حضرت خواجہ ناصر الحق والدین ابویوسف چشتی رضی
 اللہ عنہ الہی بکرمۃ الشیخ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رضی
 اللہ عنہ۔ الہی بکرمۃ خواجہ مخدوم حاجی شریف زندانی چشتی رضی اللہ
 عنہ الہی بکرمۃ الشیخ حضرت خواجہ ابی النور مہر و فی چشتی رضی اللہ عنہ
 الہی بکرمۃ الشیخ سید العارفین رئیس الموحدین قطب المشائخ حضرت
 خواجہ معین الحق والدین حسن سنجرئی الاجمیری چشتی رضی اللہ عنہ
 الہی بکرمۃ حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار لاکھی اوشی چشتی رضی
 اللہ عنہ الہی بکرمۃ الشیخ حضرت خواجہ فرید الحق والدین مسعود گنجشکر اجونی رضی
 اللہ عنہ الہی بکرمۃ الشیخ محبوب الہی حضرت خواجہ نظام الحق والدین محمد
 ابن سید احمد بدایونی چشتی رضی اللہ عنہ الہی بکرمۃ الشیخ حضرت
 خواجہ نصیر الحق والدین محمود الاودی چشتی رضی اللہ عنہ۔ الہی بکرمۃ
 الشیخ حضرت خواجہ شیخ کمال الحق والدین مشہور بعلامہ چشتی رضی اللہ
 عنہ الہی بکرمۃ الشیخ خواجہ سراج الحق والدین چشتی رضی اللہ عنہ۔
 الہی بکرمۃ الشیخ حضرت خواجہ شیخ علم الحق والدین چشتی رضی اللہ عنہ
 الہی بکرمۃ الشیخ حضرت خواجہ شیخ محمود عرف شیخ راجن چشتی رضی اللہ عنہ
 الہی بکرمۃ الشیخ حضرت خواجہ شیخ جمال الحق والدین معروف الشیخ جہن چشتی
 رضی اللہ عنہ۔ الہی بکرمۃ الشیخ قطب الاولیا شیخ الاتقیا حضرت خواجہ

طبع حسن و چہشتے رضی اللہ عنہ الہی بکرم الشیخ قطب الاقطاب حضرت
 خواجہ شیخ محمد چہشتے رضی اللہ عنہ الہی بکرم الشیخ قطب المدینہ حضرت
 خواجہ شیخ یحییٰ المدنی چہشتے رضی اللہ عنہ الہی بکرم الشیخ حضرت خواجہ
 شیخ رکن الحق والدین ابی احمد چہشتی رضی اللہ عنہ۔ الہی بکرم الشیخ
 مرشد السالکین حضرت خواجہ شیخ جمال الحق والدین معروف بحسن ثانی چہشتی
 رضی اللہ عنہ الہی بکرم الشیخ حضرت خواجہ شیخ حسام الحق والدین شہداء رحمہ
 فرخ صوفی چہشتے رضی اللہ عنہ۔ الہی بکرم الشیخ حضرت خواجہ شیخ
 رکن الحق والدین ابی احمد ثانی چہشتے رضی اللہ عنہ۔ الہی بکرم
 الشیخ حضرت خواجہ شیخ رشید الحق والدین مودود لالہ چہشتی رضی اللہ عنہ
 الہی بکرم الشیخ حضرت خواجہ شیخ حسام الحق والدین محمد فرخ المعروف
 بحوب میان چہشتے رضی اللہ عنہ۔ الہی بکرم الشیخ قطب الکاملین
 حضرت خواجہ شیخ محمود میان چہشتے رحمۃ اللہ علیہ۔

اشتہار

الحمد للہ والمنة۔ کتاب منتخب دیوان حضرت شیخ جمال الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ
 جو ابائے کرام و مرشدین عظام حضرت زبدۃ العارفین و شیخ المحققین مرشدنا جناب
 شیخ محمود میافصاحب قبلہ عالم مجراتی احمد اباوی رحمۃ اللہ علیہ کے مین مع شجرہ طیبہ
 حضرت ہشیمہ سلسلہ حضرت ممدوح مطیع ہدایین زیور طبع سے آراستہ پاکر تیار ہوا
 اس لئے نیازمند بظرف عقیدت اپنی برادران دینی کین خدمت مین عرض کرتا ہوں کہ یہ نسخہ

لیاباب اور طبع ہی بہت
 ہے۔ اور قیمت بھی
 نہ رکھو گئی جو اقلہ نہ
 ۷ روپے دن دینی
 بہت ہی کو کام فرما کر
 ذات خود سے
 دین و دنیا
 دین و دنیا

صحت نامه دیوان حمید

صفحہ	سطر	عنا	صحیفہ
۵	۱۵	مناجات	و مناجات
۱۴	۲۱	لمی	عمی
۱۹	۱۵	خودت	خودست
۱۰	۱۳	مقامات	مقامات
۲۲	۳	سراپندہ	سراپندہ
۲۷	۱۹	نشستم	نشستم
۳۴	۱۲	تو انجواہی	تو انجواہی
۳۶	۳	نبردن	بیرون
۳۷	۲۱	پاکت یا	پاکت ای
۳۸	۳	خست	حسینی

